خلیفہ اول سیدنا

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حصہ اول

حیات و خدمات

حصہ دوم

اعتراضات و جوابات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

دار الایمان

نام کتاب	خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
تالیف	مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
تاریخ اشاعت	دسمبر 2025
بار اشاعت	دوم
تعداد اشاعت	1100
ناشر	مکتبہ دار الایمان

مکتبہ دار الایمان (رجسٹر)

0321-6353540

www.ahnafmedia.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا اور مکتبہ دار الایمان کی طرف سے اس کتاب کو دینی اور دعوتی مقاصد کے لیے شائع اور تقسیم کرنے کی عام اجازت ہے بشرطیکہ کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے اور اشاعت سے قبل ادارہ سے اجازت لینا ضروری ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پیشِ لفظ 17

حصہ اول: حیات و خدمات 19

شخصی تعارف 20

ولادت: 20

نام مبارک: 20

آسمانی نام: 20

سلسلۂ نسب: 21

کنیتِ وصفی: 22

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں: 22

القابات: 23

1: صدیق (سچا ترین انسان) 23

لقب "صدیق" آسمان سے نازل ہوا: 25

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی گواہی: 25
لفظ "صدیق" پر لغت کے چند حوالے: 26
2: عتیق (جہنم سے آزاد) 26
3: اَوَّاہ (اللہ کی یاد میں آہیں بھرنے والا) 26
4: امیر الشاکرین 27
پاکیزہ بچپن اور جوانی 28
برے عقائد و اعمال سے حفاظت: 28
شراب نوشی سے محفوظ: 29
خاندان 31
ازواج: 31
اولاد: 31
ازواج و اولاد کا جدول: 32
قبول اسلام 33
مبارک خواب: 33
پہلے صحابی: 34
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کی نبوی گواہی: 34
عملی زندگی 36
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تکالیف برداشت کرنا: 36

ہجرتِ حبشہ: 39
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت سے مسلمان ہونے والے: 42
اسلام کے لیے مالی قربانیاں: 43
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے سب سے زیادہ فائدہ دیا: 43
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال میں نبوی تصرف: 44
غلاموں کو آزاد کرانا: 44
مساکین پر خرچ کرنا: 45
مسجد نبوی کی تعمیر میں حصہ: 46
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مہر کی رقم دینا: 48
غزوہ تبوک میں گھر کا سارا مال خرچ کرنا: 48
ہجرتِ مدینہ 50
ابو بکر و علی رضی اللہ عنہما کی ہجرت میں تاخیر: 50
قریشی سرداروں کی مشاورت: 51
ابو جہل کا مشورہ: 54
علی رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر: 55
مشرکین، دروازۂ نبی پر: 56
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت کے لیے تیاری: 58
واقعہ ہجرت 59
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا علم کس کو تھا؟: 60

مکہ سے روانگی: 61
100 اونٹوں کا انعام: 62
خاندانِ صدیقی کی خدمات: 62
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سفری انتظامات: 63
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا کردار: 65
سراقہ بن مالک کا تعاقب کرنا: 65
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جذبہ محبت: 68
غار کی صفائی: 69
سانپ کا ڈسنا: 69
مشرکین غار کے دہانے پر: 71
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حزن و غم: 72
تمام غزوات میں شرکت: 75
امیر حج سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ 76
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر آخرت 81
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ: 81
امت، صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے: 81
مصلیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث: 82
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت: 83
خلافتِ صدیقی کے قرآن میں اشارے 85

خلافتِ صدیقی کے حدیث میں اشارے 88

خلافتِ صدیقی پر اجماع 93

خلافت بلا فصل 97

سقیفہ بنی ساعدہ میں اجتماع: 97

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہترین انسان: 97

نبوت کے بعد خلافت: 97

خلیفہ کی ذمہ داری: 98

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت: 98

انصار کی آمادگی: 99

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان: 100

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز: 101

بیعتِ خاصہ میں انصار کی سبقت: 102

بیعتِ عامہ: 102

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل پر اجماع: 104

خلافت کے بعد پہلا خطبہ: 104

خطبے کی مختصر مگر پر اثر حکمت انگیز باتیں: 105

ریاستی ذمہ داریاں وکارنامے 106

ریاستی ذمہ داریاں: 106

نمایاں کارنامے: 106
1: جھوٹے مدعیانِ نبوت کی سرکوبی 106
2: فتنہ مانعین و منکرینِ زکوٰۃ کی سرکوبی 108
خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ کے جنگی معرکے 110
جنگی مہمات کا اجمالی نقشہ: 110
1: جیش اسامہ رضی اللہ عنہ 111
2: جنگِ یمامہ 117
3: ذات السلاسل 124
4: معرکہ وَلَجَہ 125
5: معرکہ عین التمر 127
6: معرکہ دُومَۃ الجَندَل 130
7: واقعہ الحُصَید وَالمُصَیَّخ 133
8: معرکہ ثِنّی و زُمَیل 136
9: معرکہ فِراض 137
10: فتوح الشام 140
11: معرکہ اُلَّیس 158

12: معرکہ اَجنادَین 161

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اہل بیت 164

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت: 164

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے محبت: 164

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں: 165

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت اور تجدید بیعت: 166

علمی کارنامے اور فقہی ذوق 168

جمع قرآن: 168

قراءتِ قرآن: 171

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین: 172

مرویاتِ حدیث: 172

وضو کی فضیلت 172

مسواک کی فضیلت: 173

نماز میں دعا: 174

ترکِ قراءۃ خلف الامام: 174

ترک رفع الیدین: 175

زکوٰۃ کا نصاب: 176

مسئلہ تقدیر: 179

مرتدین کے خلاف جنگ: 179

نبی کے دفن کی تعیین میں صدیقی بصیرت: 180
حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: 181
انبیاء علیہم السلام کی میراث جاری نہیں ہوتی: 183
شادی شادہ زانی کی سزا: 183
دجال کا خروج: 184
اعمال کا بدلہ: 184
شیطان کے وساوس سے نجات: 185
وعظ و نصیحت: 186
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سفر آخرت 187
آخری ایام: 187
وفات: 187
وصیت اور تدفین: 187
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و اوصاف 189
صاحبِ غار: 189
جہنم سے دور: 190
دن رات خرچ کرنا: 190
ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بنانا: 191
جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکار: 192
اے آل ابی بکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں: 193

سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے: 195
ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسان کا بدلہ اللہ دے گا: 195
صاحبِ حوض: 196
تین سو ساٹھ خصلتوں کے حامل: 196
جنت کی بشارت: 197
بغیر حساب کے جنت میں: 199
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم: 199
خوابوں کی تعبیر کا علم: 200
عاجزی وانکساری: 201
سب سے زیادہ محبوب: 202
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع وبصر: 203
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے غرور و تکبر کی نفی: 204
اپنی قوم میں محبت کا مرکز: 204
علم الانساب کے ماہر: 205
رازدارِ نبوت: 206
حصہ دوم: اعتراضات وجوابات 209
اعتراض نمبر 1: "صدیق" سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا لقب ہے، نہ کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا 210
جواب نمبر 1: 211
جواب نمبر 2: 213

جواب نمبر 3: 220
جواب نمبر 4: 221
اعتراض نمبر 2: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو انسان ہونے پر عار تھی 222
جواب: 223
سلف صالحین سے تائید: 224
فائدہ: حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کی توجیہ 226
اعتراض نمبر 3: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خود کو منافق سمجھتے تھے 227
جواب نمبر 1: 228
جواب نمبر 2: 231
جواب نمبر 3: 232
جواب نمبر 4: 232
اعتراض نمبر 4: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اقرار تھا کہ میں بہتر انسان نہیں ہوں 233
جواب نمبر 1: 233
جواب نمبر 2: 234
جواب نمبر 3: 236
اعتراض نمبر 5: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے نفس پر شیطان کے غلبے کا اعتراف کرتے تھے 237
جواب نمبر 1: 237
جواب نمبر 2: 238

جواب نمبر 3: 239

اعتراض نمبر 6: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرویات کم ہیں 240

جواب: 240

اعتراض نمبر 7: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بجائے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا 244

جواب: 244

اعتراض نمبر 8: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحج کے عہدے سے معزول کیا گیا 249

جواب: 250

اعتراض نمبر 9: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل نہیں بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں 253

جواب نمبر 1: 253

جواب نمبر 2: 256

اعتراض نمبر 10: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی حیات کا انکار کیا 258

جواب نمبر 1: 260

جواب نمبر 2: 260

اعتراض نمبر 11: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ الرسول ہونے سے انکار کیا 263

جواب نمبر 1: 264

جواب نمبر 2: 264

جواب نمبر 3: 265

جواب نمبر4: 266

جواب نمبر5: 267

اعتراض نمبر12: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خمیر؛ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خمیر کے برابر تھا........ 268

جواب: 269

اعتراض نمبر13: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی 271

جواب نمبر1: 273

ابن شہاب زہری کے ادراج پر قرائن: 273

جواب نمبر2: 276

جواب نمبر3: 281

جواب نمبر4: 285

جواب نمبر5: 286

جواب نمبر6: 286

جواب نمبر7: 287

اعتراض نمبر14: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وراثت میں سے حصہ نہ دیا........ 288

جواب نمبر1: 289

جواب نمبر2: 290

جواب نمبر3: 291

جواب نمبر4: 292

جواب نمبر5: 292

اعتراض نمبر15: ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ناراضگی کی وجہ سے گفتگو ترک کر دی 295

پہلی بات: ناراضگی والی روایت کے متعلق جوابات 297

جواب نمبر1: 297

جواب نمبر2: 316

جواب نمبر3: 319

جواب نمبر4: 320

دوسری بات: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو نہ کرنا 320

جواب نمبر1: 320

جواب نمبر2: 322

اعتراض نمبر16: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ احادیث کو حجت نہیں سمجھتے تھے 323

جواب نمبر1: 323

جواب نمبر2: 325

جواب نمبر3: 326

اعتراض نمبر17: ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بلا طلبِ دلیل اسلام لانے کا دعویٰ محلِّ نظر ہے 328

جواب: 329

اعتراض نمبر18: علی و عباس رضی اللہ عنہما: ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جھوٹا، دھوکہ باز اور خائن سمجھتے تھے 330

جواب نمبر1: 333

جواب نمبر2: 338
جواب نمبر3: 340
اعتراض نمبر19: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے میں شرکت نہیں کی 342
جواب نمبر1: 342
جواب نمبر2: 346
اعتراض نمبر20: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں شرکت نہیں کی 349
جواب: 349
اعتراض نمبر21: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل نہ تھے 352
جواب نمبر1: 352
جواب نمبر2: 353
جواب نمبر3: 353
جواب نمبر4: 354
جواب نمبر5: 356
جواب نمبر6: 361
جواب نمبر7: 363

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں مسلمان بنایا۔ اہلِ اسلام کا اجماعی عقیدہ و نظریہ ہے کہ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو جس مقام پر چھوڑ کر گئے تھے اس مقام سے آپ رضی اللہ عنہ نے آگے کا سفر شروع کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی حیاتِ نبوت کی آئینہ دار تھی: علم و عمل، تقویٰ وللّٰہیت، طور طریقے، عادات و اخلاق، سلوک و احسان، سفر و حضر، نشیب و فراز، مصائب وآسائش، جنگ و امن الغرض ہر شعبہ زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرصع نگاری کے انمول شاہکار اور کمالات نبوت کے عکاس تھے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ امت کے لیے ہمیشہ سے رہنمائی کا روشن منبع رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے، تدبیر، اخلاص اور خدمات اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ خلافتِ راشدہ کا آغاز جس بنیاد پر ہوا، وہ تقویٰ، انصاف، علم اور امت کی خیر خواہی سے عبارت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جس نازک ترین مرحلے میں امت کو سنبھالا گیا، وہ آپ رضی اللہ عنہ کی حکمت، بردباری اور ثابت قدمی کا ایسا بے مثال نمونہ ہے جس نے امت کے دلوں کو اعتماد بخشا، دین کے نظام کو استحکام عطا کیا اور اسلامی معاشرے کو نظم و ضبط کی ایک دائمی راہ دکھائی۔

آنے والے صفحات میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1: پہلے حصے میں آپ رضی اللہ عنہ کی حیات و خدمات کا مستند تذکرہ قدرے تفصیل سے آرہا ہے تاکہ امت کو اپنے اس عظیم محسن کا تعارف ہو اور ان کے نقشِ قدم پر چل سکے۔

2: کتاب کے دوسرے حصے میں اعتراضات و جوابات آ رہے ہیں۔ منکرین صحابہ نے کئی صورتیں اختیار کی ہیں، بد قسمتی سے بعض بد بختوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کیے۔ ہم علم اور دلیل کی دنیا میں ان کے جوابات دینا اپنا ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔

ہمارا ارادہ ہے کہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم پر الگ الگ جامع ترین کتب پیش کی جائیں۔ یہ اسی سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت کو پڑھ کر اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کریم ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غلامی نصیب فرمائے۔ آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ، وَصَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَأَزْوَاجِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

محتاجِ دعا

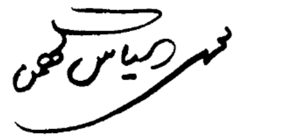

سرپرست مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

اتوار: 17-جمادی الاولیٰ 1447ھ، 9-نومبر 2025ء

﴿حصہ اول﴾

حیات و خدمات

شخصی تعارف

ولادت:

امام ابو الحسن عز الدین ابن الاثیر علی بن محمد بن عبد الکریم رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَنْدَهْ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: وُلِدَ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ الْفِيلِ بِسَنَتَيْنِ وَأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ إِلَّا أَيَّامًا. [1]

ترجمہ: عبد اللہ بن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ولادت واقعہ فیل سے تقریباً دو سال چار ماہ بعد (سن 573ء میں) ہوئی۔ (یوں آپ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال اور چند ماہ چھوٹے ہیں)

نام مبارک:

امام ابو الحسن عز الدین ابن الاثیر علی بن محمد بن عبد الکریم رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ "عَبْدَ الْكَعْبَةِ"، فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَبْدَ اللهِ". [2]

ترجمہ: (زمانہ جاہلیت میں) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام "عبد الکعبہ" تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام "عبد اللہ" تجویز فرمایا۔

آسمانی نام:

امام ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد الطبری الشافعی رحمہ اللہ (ت694ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: هَبَطَ جِبْرِيْلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ مَلِيًّا بِنَاحِيَةٍ فَمَرَّ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا مُحَمَّدُ! هٰذَا ابْنُ أَبِي

---

[1] اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج3 ص127 ترجمۃ عبد اللہ بن عثمان [ابو بکر رضی اللہ عنہ]

[2] اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج3 ص110 ترجمۃ عبد اللہ بن عثمان [ابو بکر رضی اللہ عنہ]

قُحَافَةَ فَقَالَ: يَا جِبْرِيْلُ! أَوَتَعْرِفُوْنَهُ فِي السَّمَاءِ؟ فَقَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَهُوَ فِي السَّمَاءِ أَشْهَرُ مِنْهُ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّ اسْمَهُ فِي السَّمَاءِ "الْحَلِيْمُ". [3]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کافی دیر (اس جگہ کے) ایک کنارے پر کھڑے رہے۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: اے محمد! یہ تو ابو قحافہ کے بیٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل! کیا تم اسے آسمانوں میں جانتے ہو؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے ابو بکر تو آسمانوں میں زمین سے زیادہ شہرت کے حامل ہیں اور انہیں آسمانوں میں "حلیم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

فائدہ: حلیم کہتے ہیں "زیادہ حوصلہ مند انسان" کو۔

سلسلۂ نسب:

آپ کے والد ماجد ابو قحافہ کا نام عثمان تھا، جن کا تعلق بنو تیم قبیلہ سے تھا۔

امام ابو الحسن عز الدین ابن الاثیر علی بن محمد بن عبد الکریم رحمہ اللہ (ت 360) لکھتے ہیں:

عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَامِرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ ابْنِ لُؤَيِّ الْقُرَشِيُّ التَّيْمِيُّ. [4]

ترجمہ: نسب مبارک اس طرح ہے: عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤی، جو قبیلہ قریش کی شاخ تیمی سے تعلق رکھتے تھے۔

وَأُمُّهُ أُمُّ الْخَيْرِ سَلْمٰى بِنْتِ صَخْرِ بْنِ عَامِرِ بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ. [5]

---

[3] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ لمحب الدین الطبری: ج1 ص409 الفصل الثانی فی ذکر اسمہ [ابی بکر رضی اللہ عنہ]

[4] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج3 ص110 ترجمۃ عبد اللہ بن عثمان [ابو بکر رضی اللہ عنہ]

[5] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج3 ص110 ترجمۃ عبد اللہ بن عثمان [ابو بکر رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر سلمیٰ تھا۔ ان کا نسب مبارک اس طرح ہے: سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ۔

کنیتِ وصفی:

آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت "ابو بکر" ہے۔ یہ کنیت وصفی ہے۔ وصفی کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کو "ابو بکر" آپ کی اولاد میں کسی کا نام "بکر" ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کے کام کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اس کا معنی ہے: پہل کرنے والا۔

لغت کی معروف کتاب المنجد میں ہے:

اَلْبِکْرُ: ہر فعل کہ اس جیسا اس سے پہلے نہ ہوا ہو۔

اَلْبَاکُوْرَۃُ: پہلا میوہ

اَلْمُبْکِرُ: موسم بہار کی پہلی بارش۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں:

اسی سے "ابو بکر" ہے۔ جس کا معنی ہے ہر (نیک) کام میں پہل کرنے والا۔

1: اسلام قبول کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

2: دعوتِ اسلام دینے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

3: مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کے بعد مسجد بنانے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

4: اسلام کے لیے مصائب سہنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

5: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

6: غلاموں کو آزاد کرانے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

7: یتیموں کی مدد کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

8: امیر حج بنائے جانے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

9: مصلیٰ نبوت پر امامت کرانے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

10: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت امت کو تسلی دینے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

11: خلافت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

12: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

13: منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

14: مرتدین کے خلاف جہاد کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

15: مانعینِ زکوۃ کے خلاف قتال کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

16: قرآن کریم کو جمع کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

17: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روضہ مبارکہ میں سب سے پہلے آرام فرمانے میں بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

القابات:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے القاب؛ صدیق، عتیق، امیر الشاکرین اور اوّاہ ہیں۔ ان میں پہلے دو زیادہ مشہور و معروف ہیں۔

1: صدیق (سچا ترین انسان)

امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت:852ھ) فرماتے ہیں:

وَلُقِّبَ "الصِّدِّيقَ" لِسَبْقِهِ إِلَى تَصْدِيقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقِيلَ: كَانَ ابْتِدَاءُ تَسْمِيَتِهِ بِذٰلِكَ صَبِيحَةَ الْإِسْرَاءِ. [6]

ترجمہ: آپ کو "صدیق" کا لقب اس لیے دیا گیا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے میں سب سے

[6] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص12 کتاب فضائل الصحابۃ باب مناقب المهاجرين و فضلهم

آگے تھے، اور روایات میں ہے کہ آپ کو یہ لقب سب سے پہلے شبِ معراج کے موقع پہ دیا گیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم النیشابوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذٰلِكَ فَارْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ كَانَ آمَنُوْا بِهٖ وَصَدَّقُوْهُ وَسَعَوْا بِذٰلِكَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالُوْا: هَلْ لَّكَ إِلٰى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ قَالَ: أَوَ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: لَئِنْ كَانَ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ، قَالُوْا: أَوَ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنِّي لَأُصَدِّقُهُ فِيْمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذٰلِكَ أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ أَبُوْ بَكْرٍ "الصِّدِّيْقَ". [7]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے وقت مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو دوسرے دن لوگ اس بارے میں باتیں کرنے لگے۔ چنانچہ بعض وہ لوگ جو (ظاہری طور پر) آپ پر ایمان لائے تھے اور (ظاہری طور پر ہی) آپ کی تصدیق کر چکے تھے وہ (اس خرق عادت واقعہ کو دیکھ کر) مرتد ہو گئے۔ یہ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: آپ کے دوست (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں آج رات بیت المقدس تک سیر کرائی گئی ہے، کیا آپ اپنے دوست کی تصدیق کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا واقعتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ رات بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے واپس آ گئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی بالکل! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اس خبر کے بارے میں بھی کرتا ہوں جو اس سے زیادہ (بظاہر) بعید ہے۔ میں تو صبح و شام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی سے ابو بکر کا لقب "صدیق" مشہور ہو گیا۔

---

[7] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص4، 5 رقم الحدیث 4463

اسی سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب "صدیق" مشہور ہو گیا۔

لقب "صدیق" آسمان سے نازل ہوا:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي يَحْيٰى حَكِيْمِ بْنِ سَعْدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَحْلِفُ: لِلّٰهِ أَنْزَلَ اسْمَ أَبِي بَكْرٍ مِنَ السَّمَاءِ الصِّدِّيْقَ. [8]

ترجمہ: حضرت ابو یحییٰ حکیم بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو اللہ کی قسم اٹھا کر یہ بات کہتے ہوئے سنا کہ ابو بکر کا لقب "صدیق" آسمان سے اتارا گیا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی گواہی:

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ القزوینی رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا يَنْفَعُنِي اللهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ وَإِذَا حَدَّثَنِيْ عَنْهُ غَيْرُهُ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ صَدَّقْتُهُ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَنِيْ وَصَدَقَ أَبُوْ بَكْرٍ. [9]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مبارک سنتا تو اللہ تعالیٰ (اس کو ماننے اور عمل کرنے کی وجہ سے) مجھے نفع دیتے، اور جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کسی اور سے سنتا تو اس سے قسم لیتا (کہ واقعی وہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنا رہے ہیں) جب وہ قسم اٹھالیتا تو میں اسے حدیث تسلیم کر لیتا، لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب بھی مجھ سے حدیث بیان فرمائی تو ابو بکر نے ہمیشہ سچ ہی بولا۔ (اس لیے ان سے قسم لینے کی ضرورت نہیں تھی)

---

[8] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص22 رقم الحدیث 14

[9] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 1395

لفظ "صدیق" پر لغت کے چند حوالے:

1: صدیق: بہت سچ بولنے والا۔ سچائی میں کامل۔ عمل سے اپنی بات کو سچا کر دکھانے والا۔ بڑا نیک، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب۔[10]

2: صدیق: و بغایت راست پندارندہ سخن کسی را و لقب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ چرا کہ بر نبوۃ و معراج حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اول از ھمہ ایمان آورند۔[11]

ترجمہ: کسی کے کلام کو انتہائی سچا جاننے والا اور یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب ہے کیونکہ انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور (بالخصوص) واقعہ معراج کی سب سے پہلے تصدیق کی۔

2: عتیق (جہنم سے آزاد)

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَنْتَ عَتِيْقُ اللهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ "عَتِيْقًا".[12]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ سے آزاد (محفوظ) ہو۔ چنانچہ اسی دن سے آپ رضی اللہ عنہ کا نام (لقب) "عتیق" پڑ گیا۔

3: اَوّاہ (اللہ کی یاد میں آہیں بھرنے والا)

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[10] المنجد: تحت ص دق

[11] غیاث اللغات: ج 1 ص 399 فصل صاد مہملہ مع دال مہملہ

[12] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3679

عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ يُسَمّٰى "الْأَوَّاهَ" لِرَأْفَتِهٖ وَرَحْمَتِهٖ [13]

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب نرم دلی اور رحم دلی کی وجہ سے اَوّاہ (بھی) ہے۔

4: امیر الشاکرین

حافظ بدر الدین محمود بن احمد العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ السُّهَيْلِي رَحِمَهُ اللهُ: وَكَانَ يُلَقَّبُ "أَمِيرَ الشَّاكِرِيْنَ". [14]

ترجمہ: امام (عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن احمد) السُہَیلی رحمہ اللہ (ت 581ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب "امیر الشاکرین" بھی ہے۔

---

[13] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص127 ترجمۃ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

[14] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج11 ص385 کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم باب مناقب المہاجرین

پاکیزہ بچپن اور جوانی

برے عقائد و اعمال سے حفاظت:

آپ رضی اللہ عنہ کا بچپن طبعی طور پر بُرے عقائد اور برے اعمال سے ہمیشہ پاک وصاف رہا ہے۔

امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمہ اللہ (ت 923ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَ عَيْشُكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ لَمْ أَسْجُدْ لِصَنَمٍ قَطُّ وَقَدْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَذَا وَكَذَا سَنَةً، وَأَنَّ أَبَا قُحَافَةَ أَخَذَ بِيَدِيْ وَانْطَلَقَ بِيْ إِلٰى مَخْدَعٍ فِيْهِ الْأَصْنَامُ فَقَالَ: هٰذِهِ اٰلِهَتُكَ الشُّمُّ الْعُلٰى فَاسْجُدْ لَهَا وَخَلَّانِي وَمَضٰى فَدَنَوْتُ مِنَ الصَّنَمِ فَقُلْتُ: إِنِّيْ جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ، فَقُلْتُ: إِنِّيْ عَارٍ فَاكْسُنِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ، فَأَخَذْتُ صَخْرَةً فَقُلْتُ: إِنِّيْ مُلْقٍ عَلَيْكَ هٰذِهِ الصَّخْرَةَ فَإِنْ كُنْتَ إِلٰهًا فَامْنَعْ نَفْسَكَ فَلَمْ يُجِبْنِيْ، فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ الصَّخْرَةَ فَخَرَّ لِوَجْهِهٖ وَأَقْبَلَ أَبِيْ فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا بُنَيَّ؟ فَقُلْتُ: هُوَ الَّذِيْ تَرٰى فَانْطَلَقَ بِيْ إِلٰى أُمِّيْ فَأَخْبَرَهَا، فَقَالَتْ: دَعْهُ فَهُوَ الَّذِيْ نَاجَانِي اللهُ تَعَالٰى بِهٖ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّهُ! مَا الَّذِيْ نَاجَاكِ بِهٖ؟ قَالَتْ: لَيْلَةَ أَصَابَنِي الْمَخَاضُ لَمْ يَكُنْ عِنْدِيْ أَحَدٌ فَسَمِعْتُ هَاتِفًا يَقُوْلُ:

يَا أَمَةَ اللهِ عَلَى التَّحْقِيْقِ
أَبْشِرِيْ بِالْوَلَدِ الْعَتِيْقِ
اِسْمُهٗ فِي السَّمَاءِ الصِّدِّيْقُ
لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَ رَفِيْقٌ

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَلَمَّا انْقَضٰى كَلَامُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ: صَدَقَ أَبُوْ بَكْرٍ وَصَدَّقَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.[15]

---

[15] ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری للقسطلانی: ج13 ص112 کتاب مناقب الأنصار باب إسلام أبي بكر الصديق

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر خدمت تھے۔ اسی دوران حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے آج تک کسی بت کو سجدہ نہیں کیا باوجود یکہ میری زندگی کا ایک طویل حصہ زمانہ جاہلیت میں بھی گزرا ہے، ایک دن میرے والد ابو قحافہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک بُت خانے میں لے گئے جہاں بت رکھے ہوئے تھے اور مجھ سے کہا کہ یہی تیرے بلند و بالا قابل عزت معبود ہیں، انہیں سجدہ کرو۔ یہ کہا اور خود وہاں سے آگے کو چل دیے۔ میں بت کے قریب گیا اور اسے (عاجز کرنے کے لیے) کہا: مجھے بھوک لگی ہے، کھانا دو! بت نے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا: مجھے کپڑوں کی ضرورت ہے، لباس دو! بت نے جواب نہ دیا۔ میں نے ایک پتھر اٹھایا اور اس سے کہا: میں تجھے یہ پتھر مارنے لگا ہوں اگر تو واقعتاً اِلٰہ (معبود) ہے تو اپنے آپ کو مجھ سے بچا کر دکھا! بت نے جواب نہ دیا۔ چنانچہ میں نے اس بت کو پتھر دے مارا اور وہ منہ کے بل آگرا۔ اس کے گرنے کی آواز کی وجہ سے میرے والد چونکے، میری طرف واپس پلٹے، پوچھا: بیٹے! کیا بات ہے؟ میں نے کہا: وہی جو آپ کو نظر آرہا ہے۔ میرے والد مجھے میری والدہ کے پاس لے آئے اور سارا واقعہ بتایا۔ میری والدہ کہنے لگی: اس کو چھوڑو (اس کے بارے میں پریشان نہ ہوں) یہ وہ بچہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے چند عجیب و غریب غیب کی باتیں بتائی گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے والدہ سے پوچھا: کون سی باتیں بتائی گئی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جب مجھے زچگی کی تکلیف ہوئی، میرے پاس اس وقت کوئی نہیں تھا تو غیب سے آواز آئی، ایک کہنے والا کہہ رہا تھا:

اے اللہ کی بندی! تجھے اس بچے کی خوشخبری ہو جس کا نام آسمانوں میں "صدیق" ہے، جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صحابی اور ہر وقت میں ان کا ساتھ دینے والا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات مکمل ہوئی تو جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: واقعی! ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا اور صدیق کی بات کی تین بار تصدیق فرمائی۔

شراب نوشی سے محفوظ:

امام ابو نُعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 430ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: حَرَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْخَمْرَةَ عَلٰى نَفْسِهٖ فَلَمْ يَشْرَبْهَا

فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ. [16]

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر شراب کو حرام کر رکھا تھا، نہ زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب پی اور نہ ہی زمانہ اسلام میں۔

امام ابو القاسم علی بن ابی محمد الحسن المعروف ابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قِيْلَ لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فِي مَجْمَعٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ شَرِبْتَ الْخَمْرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ فَقَالَ: أَعُوْذُ بِاللهِ. فَقِيْلَ: وَلِمَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَصُوْنُ عِرْضِي وَأَحْفَظُ مُرُوْءَتِي فَإِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ كَانَ مُضَيِّعًا فِي عِرْضِهِ وَمُرُوْءَتِهِ. قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: صَدَقَ أَبُوْ بَكْرٍ صَدَقَ أَبُوْ بَكْرٍ (مَرَّتَيْنِ). [17]

ترجمہ: امام ابو العالیہ رِیاحی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجلس میں پوچھا گیا: کیا آپ نے زمانۂ جاہلیت میں شراب پی تھی؟ انہوں نے فرمایا: میں (اس سے) اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پوچھا گیا: کیوں؟ آپ نے فرمایا: میں اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرتا ہوں اور اپنی مروّت کا خیال رکھتا ہوں، کیونکہ جو شخص شراب پیتا ہے وہ اپنی عزت و مروّت کو ضائع کرتا ہے۔ یہ بات جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر نے سچ کہا، ابو بکر نے سچ کہا (دو مرتبہ فرمایا)۔

فائدہ: "مروت" کا معنیٰ اعمال و عادات میں وہ چیز اختیار کرنا جو انسان کی عزت و وقار اور دین کے شایانِ شان ہو۔

علامہ محمد بن محمد بن عبد الرزاق حسینی الزبیدی رحمہ اللہ (ت 1205) لکھتے ہیں:

اَلْمُرُوْءَةُ: الْإِنْسَانِيَّةُ وَكَمَالُ الرُّجُوْلِيَّةِ. [18]

ترجمہ: یعنی مروّت سے مراد وہ صفات ہیں جو انسان کو باعزت اور کامل بناتی ہیں۔

---

[16] معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم لابی نُعیم: ج1 ص33 الرقم 110

[17] تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر: ج30 ص333 ترجمۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

[18] تاج العروس: ج1 ص427 تحت مادہ "م ر أ"

خاندان

ازواج:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چار شادیاں کیں۔ آپ کی بیویوں کے نام درج ذیل ہیں:

1:قُتَیلہ 2:ام رومان 3:اسماء بنت عمیس 4:حبیبہ بنت خارجہ انصاریہ

امام ابو الحسن عزالدین ابن الاثیر علی بن محمد بن عبد الکریم رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

وَتَزَوَّجَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قُتَيْلَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ فَوَلَدَتْ لَهُ عَبْدَ اللهِ وَأَسْمَاءَ وَ تَزَوَّجَ أَيْضًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أُمَّ رُومَانَ وَاسْمُهَا دَعْدُ بِنْتُ عَامِرِ بْنِ عَمِيْرَةَ الْكِنَانِيَّةُ فَوَلَدَتْ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَعَائِشَةَ وَتَزَوَّجَ فِي الْإِسْلَامِ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ وَكَانَتْ قَبْلَهُ عِنْدَ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَوَلَدَتْ لَهُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ وَتَزَوَّجَ أَيْضًا فِي الْإِسْلَامِ حَبِيْبَةَ بِنْتَ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّةَ فَوَلَدَتْ لَهُ بَعْدَ وَفَاتِهِ أُمَّ كُلْثُوْمٍ. [19]

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت میں قُتَیلہ بنت عبد العزیٰ بن عامر بن لُؤی سے نکاح کیا جن سے دو بچے؛ عبد اللہ اور اسماء پیدا ہوئے۔ آپ نے زمانۂ جاہلیت میں ام رومان سے بھی نکاح کیا جن کا اصل نام دَعد بنت عامر بن عمیرہ الکنانیہ تھا۔ ان سے دو بچے؛ عبد الرحمٰن اور عائشہ پیدا ہوئے۔ آپ نے زمانۂ اسلام میں اسماء بنت عمیس سے نکاح کیا جو اس سے پہلے جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں۔ ان سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔ آپ نے زمانۂ اسلام میں حبیبہ بنت خارجہ بن زید الانصاریہ سے بھی نکاح کیا جن سے آپ کی وفات کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

اولاد:

➢ قُتَیلہ سے ایک بیٹی اسماء اور ایک بیٹا عبد اللہ پیدا ہوئے۔

---

[19] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص420 ذکر وفاۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ

- ام رومان رضی اللہ عنہا سے ایک بیٹی عائشہ صدیقہ اور ایک بیٹا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔
- اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے صرف ایک بیٹا محمد پیدا ہوا۔
- حبیبہ بنت خارجہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے ایک بیٹی ام کلثوم پیدا ہوئی۔

نوٹ: بیٹوں میں سلسلہ نسب حضرت عبد الرحمٰن اور محمد سے چلا۔

ازواج واولاد کا جدول:

رقم	زوجہ کا نام	بیٹے	بیٹیاں
1	قتیلہ بنت عبد العزی	عبد اللہ	اسماء
2	ام رومان	عبد الرحمٰن	عائشہ صدیقہ
3	اسماء بنت عمیس	محمد	-
4	حبیبہ بنت خارجہ	-	ام کلثوم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

قبول اسلام

مبارک خواب:

امام ابو القاسم علی بن ابی محمد الحسن المعروف ابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ إِسْلَامُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ شَبِيْهًا بِوَحْيٍ مِنَ السَّمَاءِ وَذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ تَاجِرًا بِالشَّامِ فَرَاٰى رُؤْيَا فَقَصَّهَا عَلٰى بَحِيْرَا الرَّاهِبِ فَقَالَ لَهُ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ مَكَّةَ، قَالَ: مِنْ أَيِّهَا؟ قَالَ: مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: فَأَيْشٍ أَنْتَ؟ قَالَ: تَاجِرٌ، قَالَ: إِنْ صَدَّقَ اللهُ رُؤْيَاكَ فَإِنَّهُ سَيَبْعَثُ نَبِيًّا مِنْ قَوْمِكَ تَكُوْنُ وَزِيرَهُ فِي حَيَاتِهِ وَخَلِيْفَتَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ. فَأَسَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هٰذِهٖ حَتّٰى بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا الدَّلِيْلُ عَلٰى مَا تَدَّعِيْ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الَّتِيْ رَأَيْتَ بِالشَّامِ فَعَانَقَهُ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ.[20]

ترجمہ: حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اسلام وحیِ آسمانی کے مشابہ ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ ملکِ شام میں بغرض تجارت تشریف لے گئے اور وہاں ایک خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر بحیرا راہب سے پوچھی تو اس نے کہا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا: مکہ سے۔ اس نے پوچھا کہ کس قوم سے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ سے جواب دیا کہ قریش۔ اس نے پوچھا کہ مشغلہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تاجر ہوں۔ وہ کہنے لگا: اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے خواب کو سچا کیا تو آپ کی قوم میں ایک نبی مبعوث ہو گا، اور آپ ان کی زندگی میں اس (نبی) کے وزیر ہوں گے اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہوں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو اپنے دل میں چھپائے رکھا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دلیل مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو آپ نے شام میں دیکھا تھا۔

---

[20] تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر: ج30 ص29،30 ترجمۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کیا، پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

پہلے صحابی:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ رَحِمَهُ اللهُ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِرَسُوْلِ اللهِ؛ خَدِيْجَةُ وَأَوَّلَ رَجُلَيْنِ أَسْلَمَا أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَعَلِيٌّ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ. [21]

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اس امت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے مومن (خواتین میں سے) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور مردوں میں سے حضرت ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اعلان سب سے پہلے کیا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کی نبوی گواہی:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً إِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا، فَقَالَتْ: إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا، إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ. فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللهِ! بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ. فَقَالَ: فَإِنِّيْ أُوْمِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ فِيْ غَنَمِهِ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ فَطَلَبَ حَتّٰى كَأَنَّهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ: هٰذَا اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّيْ فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ. فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللهِ! ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ. قَالَ: فَإِنِّيْ أُوْمِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ. [22]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فجر کی نماز ادا

[21] فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم لاحمد بن حنبل: ص 278 رقم الحدیث 268

[22] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3471

کی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ایک شخص بیل کو ہانک کے لے جا رہا تھا، پھر وہ اس پر سوار ہو گیا اور اسے مارا۔ اس بیل نے کہا: ہم بیل سواری کے لیے پیدا نہیں کیے گئے بلکہ ہم تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھلا بیل بھی باتیں کرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں، ابو بکر اور عمر اس پر یقین رکھتے ہیں، حالانکہ اس وقت وہ دونوں وہاں موجود نہ تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری اٹھا کر لے بھاگا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے وہ بکری چھڑا لی۔ اس پر بھیڑیے نے اس سے کہا: آج یہ بکری تو نے مجھ سے بچا لی ہے لیکن درندوں والے دن اسے کون بچائے گا جس دن میرے علاوہ ان کا اور کوئی چرواہا نہیں ہو گا؟ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھلا بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں، ابو بکر اور عمر اس پر یقین رکھتے ہیں، حالانکہ وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عملی زندگی

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تکالیف برداشت کرنا:

امام حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا قَالَتْ: لَمَّا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوا ثَمَانِيَةً وَثَلَاثِيْنَ رَجُلًا أَلَحَّ أَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهُوْرِ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّا قَلِيْلٌ، فَلَمْ يَزَلْ أَبُوْ بَكْرٍ يُلِحُّ حَتّٰى ظَهَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ الْمُسْلِمُوْنَ فِيْ نَوَاحِي الْمَسْجِدِ كُلُّ رَجُلٍ فِيْ عَشِيْرَتِهٖ وَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ فِي النَّاسِ خَطِيْبًا وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَكَانَ أَوَّلَ خَطِيْبٍ دَعَا إِلَى اللهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَارَ الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ وَعَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَضُرِبُوْا فِي نَوَاحِي الْمَسْجِدِ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَوُطِئَ أَبُوْ بَكْرٍ وَضُرِبَ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَدَنَا مِنْهُ الْفَاسِقُ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ فَجَعَلَ يَضْرِبُهٗ بِنَعْلَيْنِ مَخْصُوْفَتَيْنِ وَيُحَرِّفُهُمَا لِوَجْهِهٖ وَنَزَا عَلٰى بَطْنِ أَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى مَا يُعْرَفُ وَجْهُهٗ مِنْ أَنْفِهٖ وَجَاءَ بَنُوْ تَيْمٍ يَتَعَادَوْنَ فَأَجْلَتِ الْمُشْرِكِيْنَ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَحَمَلَتْ بَنُوْ تَيْمٍ أَبَابَكْرٍ فِيْ ثَوْبٍ حَتّٰى أَدْخَلُوْهُ مَنْزِلَهٗ وَلَا يَشُكُّوْنَ فِيْ مَوْتِهٖ، ثُمَّ رَجَعَتْ بَنُوْ تَيْمٍ فَدَخَلُوا الْمَسْجِدَ وَقَالُوْا: وَاللهِ لَئِنْ مَاتَ أَبُوْبَكْرٍ لَنَقْتُلَنَّ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ، فَرَجَعُوْا إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَجَعَلَ أَبُوْ قُحَافَةَ وَبَنُوْ تَيْمٍ يُكَلِّمُوْنَ أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى أَجَابَ فَتَكَلَّمَ آخِرَ النَّهَارِ فَقَالَ: مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَمَسُّوْا مِنْهُ بِأَلْسِنَتِهِمْ وَعَذَلُوْهُ ثُمَّ قَامُوْا وَقَالُوْا لِأُمِّهٖ أُمِّ الْخَيْرِ: انْظُرِيْ أَنْ تُطْعِمِيْهِ شَيْئًا أَوْ تَسْقِيْهِ إِيَّاهُ؟ فَلَمَّا خَلَتْ بِهٖ أَلَحَّتْ عَلَيْهِ وَجَعَلَ يَقُوْلُ: مَا فَعَلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: وَاللهِ مَالِيْ عِلْمٌ بِصَاحِبِكَ، فَقَالَ: اذْهَبِيْ إِلٰى أُمِّ جَمِيْلٍ بِنْتِ الْخَطَّابِ فَاسْأَلِيْهَا عَنْهُ، فَخَرَجَتْ حَتّٰى جَاءَتْ أُمَّ جَمِيْلٍ، فَقَالَتْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَسْأَلُكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ؟ فَقَالَتْ: مَا أَعْرِفُ أَبَا بَكْرٍ وَلَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَإِنْ كُنْتِ تُحِبِّيْنَ أَنْ أَذْهَبَ مَعَكِ إِلَى ابْنِكِ، قَالَتْ: نَعَمْ، فَمَضَتْ مَعَهَا حَتّٰى وَجَدَتْ أَبَا بَكْرٍ صَرِيْعًا دَنِفًا فَدَنَتْ أُمُّ جَمِيْلٍ وَأَعْلَنَتْ بِالصِّيَاحِ وَقَالَتْ: وَاللهِ! إِنَّ قَوْمًا نَالُوْا هٰذَا مِنْكَ لَأَهْلُ فِسْقٍ وَكُفْرٍ وَإِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ يَّنْتَقِمَ اللهُ لَكَ مِنْهُمْ قَالَ: فَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: هٰذِهِ أُمُّكَ تَسْمَعُ، قَالَ: فَلَا شَيْءَ عَلَيْكِ مِنْهَا، قَالَتْ: سَالِمٌ صَالِحٌ، قَالَ: أَيْنَ هُوَ؟ قَالَتْ: فِي دَارِ ابْنِ الْأَرْقَمِ، قَالَ: فَإِنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ أَنْ لَّا أَذُوْقَ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبَ شَرَابًا أَوْ اٰتِيَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمْهَلَتَا حَتّٰى إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ وَسَكَنَ النَّاسُ خَرَجَتَا بِهٖ يَتَّكِئُ عَلَيْهِمَا حَتّٰى أَدْخَلَتَاهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهٗ وَأَكَبَّ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ، وَرَقَّ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِقَّةً شَدِيْدَةً فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: بِأَبِيْ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَيْسَ بِيْ بَأْسٌ، لَيْسَ بِيْ بَأْسٌ إِلَّا مَا نَالَ الْفَاسِقُ مِنْ وَجْهِي، وَهٰذِهٖ أُمِّيْ بَرَّةٌ بِوَلَدِهَا، وَأَنْتَ مُبَارَكٌ فَادْعُهَا إِلَى اللهِ، وَادْعُ اللهَ لَهَا عَسَى اللهُ أَنْ يَسْتَنْقِذَهَا بِكَ مِنَ النَّارِ، قَالَ: فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَاهَا إِلَى اللهِ فَأَسْلَمَتْ.[23]

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد 38 ہو گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے اعلان و اظہار کے متعلق اصرار کے ساتھ عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر! ابھی ہماری تعداد کم ہے۔ حضرت ابو بکر بار بار اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آمادہ ہو گئے اور ہر قبیلے کے مسلمان مسجد (الحرام) کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اظہارِ اسلام کے لیے کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے خطیب ہیں جنہوں نے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (پر ایمان لانے) کی طرف بلایا۔ مشرکین (نے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی باتیں سنیں تو) ابو بکر اور دوسرے مسلمان کو مارنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ مسجد حرام میں انہیں بری طرح مارا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تو اتنا زیادہ مارا کہ انہیں اپنے پیروں تلے روند ڈالا۔ انہی مشرکوں میں ایک عتبہ بن ربیعہ بھی تھا جس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے جوتوں کے ساتھ اتنی بے دردی سے مارنا شروع کیا کہ آپ کی ناک چہرے کے ساتھ چپٹی ہو کر رہ گئی۔ کچھ دیر بعد آپ (رضی اللہ عنہ) کے قبیلہ بنو تیم والے وہاں پہنچے اور

---

[23] السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ج1 ص441 فصل فی ذکر اول من اسلم

مشرکین کو آپ رضی اللہ عنہ سے دور ہٹایا، اور ایک کپڑے میں ڈالا اور اٹھا کر ان کے گھر پہنچایا۔ (آپ اس قدر زخمی ہو چکے تھے کہ) انہیں آپ کی موت یقینی نظر آنے لگی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے والے مسجد حرام میں آئے اور اعلان کرتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! اگر ابو بکر (انہی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے) انتقال کر گئے تو ہم (اس کے بدلے میں) عتبہ بن ربیعہ کو مار ڈالیں گے۔ بہر حال! وہ (بدلے کا اعلان کرنے کے بعد) آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ اور آپ کے قبیلے بنو تیم کے لوگ آپ سے برابر باتیں کرتے لیکن آپ زخموں سے نڈھال ہونے کی وجہ سے جواب نہ دے سکتے تھے یہاں تک کہ شام کے قریب جواب دیا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس پر آپ کے قبیلہ والوں نے آپ کو ملامت کی (کہ پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہوئی ہے اب پھر انہی کا پوچھ رہے ہو؟) اور وہ آپ کو اکیلا چھوڑ کر چل دیے۔ قبیلہ والے آپ کی والدہ ام الخیر بنت صخر سے کہنے لگے: دیکھو! انہیں کچھ کھلا پلا دینا۔ آپ کی والدہ آپ کے پاس آئیں اور کھانے پینے کا اصرار کیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام الخیر کہنے لگی: بخدا! مجھے آپ کے دوست کی کچھ خبر نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ام جمیل بنت خطاب کے پاس جائیں اور ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کر کے آئیں۔ ام الخیر؛ ام جمیل کے پاس آئیں اور کہا: ابو بکر آپ سے محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خیریت کے بارے پوچھ رہا ہے۔ ام جمیل نے (رازداری اور خوف کی وجہ سے) کہا کہ میں نہ ابو بکر کو جانتی ہوں اور نہ محمد بن عبد اللہ کو۔ ہاں اگر تم چاہو تو میں تمہارے بیٹے کے پاس چل سکتی ہوں۔ ام الخیر نے کہا کہ ضرور تشریف لے چلیں۔ ام جمیل ساتھ آئیں اور آکر آپ (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا۔ آپ (نڈھال) پڑے ہوئے ہیں اور شدتِ تکلیف سے قریب المرگ ہیں۔ ام جمیل آپ رضی اللہ عنہ کے قریب آئیں (اور بے قابو ہو کر) چیخ اٹھیں اور کہا: اللہ کی قسم! جن لوگوں نے آپ کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے وہ فاسق اور کافر ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے آپ کا انتقام ضرور لیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان سے فرمایا کہ (ان باتوں کو چھوڑو) مجھے پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام جمیل نے (آہستہ سے) کہا: آپ کی والدہ سن رہی ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان کی پرواہ نہ کریں۔ تب ام جمیل نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بحمد اللہ) صحیح سالم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے

پوچھا کہ اب اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ ام جمیل نے کہا: دار ارقم میں۔ (ام الخیر اور ام جمیل دونوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ کھانے پینے کے لیے اصرار کیا تو) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ جب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر وعافیت سے دیکھ نہ لوں) اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ کچھ پیوں گا۔ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں سن کر ام الخیر اور ام جمیل کھلانے پلانے سے مایوس سی ہو گئیں) کچھ دیر توقف کیا یہاں تک کہ لوگوں کی آمد و رفت ختم ہو گئی اور یہ دونوں آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جونہی بارگاہِ نبوی میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا بوسہ لینے کے لیے آپ پر (شفقت و محبت کی وجہ سے) جھک پڑے۔ دیگر مسلمان بھی آپ پر (بوسہ لینے کے لیے) جھک پڑے اور آپ رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید رقت طاری ہو گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے کوئی خاص تکلیف نہیں پہنچی، سوائے اس کے کہ اس بدبخت نے میرے چہرے پر مارا تھا۔ اور یہ میری والدہ ہیں، جو اپنے بیٹے پر بہت شفقت کرنے والی اور نیک دل عورت ہیں۔ آپ بابرکت ذات ہیں، لہٰذا انہیں اللہ کی طرف بلائیے اور ان کے لیے دعا فرمائیے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلے سے انہیں دوزخ سے نجات عطا فرمائے گا۔" چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی اور انہیں اسلام کی دعوت دی، تو وہ ایمان لے آئیں۔

ہجرتِ حبشہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْحَبَشَةِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي، قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ: إِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ. فَإِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ

الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ وَأَنَا لَكَ جَارٌ فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَادِكَ. فَارْتَحَلَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَرَجَعَ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ فَطَافَ فِيْ أَشْرَافِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهٗ وَلَا يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا يُكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ، فَأَنْفَذَتْ قُرَيْشٌ جِوَارَ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَآمَنُوْا أَبَا بَكْرٍ، وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ: مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهٖ فَإِنَّا قَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا. قَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِيْ بَكْرٍ فَطَفِقَ أَبُوْ بَكْرٍ يَعْبُدُ رَبَّهٗ فِي دَارِهٖ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِالصَّلَاةِ وَلَا الْقِرَاءَةِ فِيْ غَيْرِ دَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لِأَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ وَبَرَزَ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ دَمْعَهٗ حِيْنَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَرْسَلُوْا إِلٰى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا لَهٗ: إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلٰى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ وَإِنَّهٗ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ وَأَعْلَنَ الصَّلَاةَ وَالْقِرَاءَةَ وَقَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا فَأْتِهٖ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلٰى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهٗ فِي دَارِهٖ فَعَلَ وَإِنْ أَبٰى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ ذٰلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِأَبِيْ بَكْرٍ الِاسْتِعْلَانَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِيْ عَقَدْتُّ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰى ذٰلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرُدَّ إِلَيَّ ذِمَّتِي فَإِنِّيْ لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّيْ أُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهٗ. قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَإِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضٰى بِجِوَارِ اللّٰهِ. [24]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا میں نے اپنے والدین کو دین پر قائم پایا۔ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس صبح و شام تشریف نہ لاتے ہوں۔ پھر جب مسلمانوں کو آزمائش میں ڈالا گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادے سے حبشہ کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ بَرْكُ الْغِمَادِ مقام پر پہنچے تو ان سے ابن الدغنہ کا سامنا ہوا جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا۔

---

[24] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2297

اس نے پوچھا: اے ابو بکر! کہاں کا ارادہ ہے؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری قوم نے مجھے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس زمین میں نکل جاؤں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔

ابن دغنہ نے کہا: آپ جیسا انسان نہ یہاں سے جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے جانے دیا جائے گا کیونکہ آپ محتاجوں کو کما کر دیتے ہیں، رشتہ داروں کا خیال رکھتے ہیں، لوگوں کا بوجھ (قرض وغیرہ) اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے کاموں میں مدد کرتے ہیں۔ میں آپ کو اپنی امان دیتا ہوں، آپ واپس چلیں اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کریں۔

چنانچہ ابن الدغنہ چل پڑا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس آیا۔ پھر وہ قریش کے بڑے سرداروں کے پاس گیا اور کہنے لگا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) جیسا انسان یہاں سے نہیں جا سکتا اور نہ انہیں نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکال رہے ہو جو محتاجوں کو کما کر دیتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے اور حق کے مواقع پر لوگوں کی مدد کرتا ہے؟

قریش نے ابن الدغنہ کی امان کو تسلیم کر لیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امان دے دیا لیکن انہوں نے ابن الدغنہ سے کہا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو کہو کہ وہ اپنے گھر میں ہی اپنے رب کی عبادت کرے، نماز پڑھے اور قرآن پڑھے جتنا چاہے لیکن ہمیں اس سے تکلیف نہ دے اور اس کو ظاہر نہ کرے، کیونکہ ہمیں اپنی عورتوں اور بچوں کے خطرے میں پڑ جانے کا خوف ہے۔

ابن دغنہ نے یہ بات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر ہی میں اپنے رب کی عبادت کرتے رہے اور گھر کے علاوہ نماز اور قرآن کو ظاہر نہیں کرتے تھے، لیکن پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا اور انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنالی، وہاں پر نماز پڑھنے لگے اور قرآن کی تلاوت کرنے لگے۔ مشرکین کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے گرد جمع ہو جاتے، تعجب سے ان کی طرف دیکھتے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (عبادت میں) بہت زیادہ رونے والے آدمی تھے، جب قرآن پڑھتے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکتے تھے (اور رونے لگ جاتے)۔

یہ بات مشرکینِ قریش کے سرداروں کو خوف زدہ کر گئی۔ انہوں نے ابن الدغنہ کے پاس آدمی بھیجے (جو ان کو بلا لائے) اور وہ ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اس سے کہا: ہم نے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو اس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ اپنے گھر ہی میں اپنے رب کی عبادت کریں گے لیکن وہ اس سے آگے بڑھ گئے ہیں، انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا لی ہے، وہیں نماز پڑھتے ہیں اور قرآن کی بلند آواز میں تلاوت کرتے ہیں اور ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہمارے بچوں اور ہماری عورتوں کو فتنہ میں ڈال دیں گے۔ اب تم ان کے پاس جاؤ، اگر وہ چاہیں کہ اپنے گھر میں عبادت پر اکتفاء کریں تو ایسا ہی کریں اور اگر وہ اس کو علانیہ کرنے پر ہی قائم رہیں تو ان سے کہو کہ تمہاری امان تمہیں واپس کر دیں، کیونکہ ہم یہ ناپسند کرتے ہیں کہ تمہاری پناہ توڑیں لیکن ہم ابو بکر کی اس علانیہ عبادت کو قبول کرنے والے نہیں ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر ابن الدغنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ساتھ کس شرط پر معاہدہ کیا تھا، اب یا تو آپ اسی پر قائم رہیں یا میری پناہ مجھے واپس کر دیں کیونکہ مجھے پسند نہیں کہ عرب یہ سنیں کہ میں نے کسی شخص کے بارے میں ضمانت دی تھی اور پھر وہ ٹوٹ گئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہاری امان تمہیں واپس کرتا ہوں اور اللہ کی امان پر راضی ہوں۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت سے مسلمان ہونے والے:

امام ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی رحمہ اللہ (ت 354ھ) لکھتے ہیں:

فَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ أَعْلَمَ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا وَبِمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ، وَكَانَ رَجُلًا سَهْلًا بَلِيغًا، أَظْهَرَ الْإِسْلَامَ وَدَعَا إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ، فَأَجَابَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ فَجَاءَ بِهِمْ أَبُوْبَكْرٍ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَجَابُوا لَهُ فَأَسْلَمُوْا وَصَلَّوْا ثُمَّ أَسْلَمَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ الْمَخْزُوْمِيُّ وَالْأَرْقَمُ بْنُ أَبِي الْأَرْقَمِ الْمَخْزُوْمِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ الْجُمَحِيُّ. [25]

---

[25] الثقات لابن حبان: ج 1 ص 53 ذکر صفۃ بدء الوحی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ قریش میں سب سے زیادہ نسبوں کو جاننے والے تھے، اور اُن کے ہاں جو اچھائیاں اور برائیاں تھیں ان سے خوب واقف تھے۔ آپ ایک نرم خو اور بلیغ زبان والے انسان تھے۔ آپ نے اسلام کا اظہار فرمایا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دی۔ تو آپ کی دعوت پر سب سے پہلے حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم نے لبیک کہا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان سب کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب یہ حضرات آپ کی دعوت کو قبول کر چکے۔ اسلام قبول کیا اور نماز پڑھی۔ پھر بعد میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی، حضرت ارقم بن ابی الارقم مخزومی اور حضرت عثمان بن مظعون جمحی رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا۔

فائدہ: مذکورہ افراد میں سے پہلے 5 حضرات عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ "عشرہ مبشرہ" ایک اصطلاح ہے جس کا معنیٰ ہے کہ ایک ہی مجلس میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام لے کر جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔

اسلام کے لیے مالی قربانیاں:

آپ رضی اللہ عنہ نے ہر موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جس طرح اپنی جان، اپنی اولاد اور اپنا گھر بار قربان کیا، اسی طرح اپنے مال کو بھی بے دریغ اللہ کے دین پر نچھاور کیا۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے سب سے زیادہ فائدہ دیا:

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا نَفَعَنَا مَالٌ مَا نَفَعَنَا مَالُ أَبِي بَكْرٍ ، قَالَ: فَبَكَى أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ: وَهَلْ أَنَا وَمَالِيْ إِلَّا لَكَ؟[26]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں جس قدر فائدہ ابو بکر کے مال سے پہنچا ہے، اتنا فائدہ کسی کے مال سے نہیں پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر

[26] السنن الکبریٰ للنسائی: ج5 ص37 رقم الحدیث 8110

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی: میں اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے (جیسے چاہیں اسے خرچ فرمائیں)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال میں نبوی تصرف:

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مَالُ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَنْفَعُ لِيْ مِنْ مَالِ أَبِيْ بَكْرٍ. وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ فِيْ مَالِ أَبِيْ بَكْرٍ كَمَا يَقْضِيْ فِيْ مَالِ نَفْسِهٖ. [27]

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب (تابعی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے مال سے مجھے اتنا نفع نہیں ہوا جتنا نفع مجھے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے مال سے ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے مال کو ایسے خرچ فرماتے جیسے اپنے مال کو خرچ فرماتے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کو اللہ کے نام پر قربان کر دیا۔ اس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں۔

غلاموں کو آزاد کرانا:

امام ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ: أَسْلَمَ أَبُوْ بَكْرٍ وَلَهٗ أَرْبَعُوْنَ أَلْفًا فَأَنْفَقَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَأَعْتَقَ سَبْعَةً، كُلُّهُمْ يُعَذَّبُ فِي اللهِ: أَعْتَقَ بِلَالًا، وَعَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ، وَزَنِيْرَةَ، وَالنَّهْدِيَّةَ، وَابْنَتَهَا، وَجَارِيَةَ بَنِي الْمُؤَمَّلِ، وَأُمَّ عُبَيْسٍ. [28]

ترجمہ: حضرت ہشام اپنے والد (حضرت عروہ بن زبیر) سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ان کے پاس چالیس ہزار (درہم / دینار) تھے، تو آپ نے وہ سارا مال اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا، اور آپ نے سات غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کیا جن کو اللہ (پر ایمان لانے) کی وجہ سے تکالیف دی جاتیں

---

[27] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج 11 ص 171 کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ، الفصل الثانی

[28] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج 4 ص 147 ترجمۃ عبد اللہ بن عثمان [ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ]

تھیں۔

آپ نے جنہیں آزاد کیا ان کے نام یہ ہیں:

1: حضرت بلال رضی اللہ عنہ

2: حضرت عامر بن فُہیرہ رضی اللہ عنہ

3: حضرت زِنّیْرَة (زاء کے نیچے زیر ہے، نون کے پر شد اور زیر اور دونوں ہیں، اور یہ لفظ فِعّیلَة کے وزن پر ہے) بعض مقام پر زَنِیْرَة کے الفاظ ہیں۔

4: النَّھْدِیَّة

5: النہدیہ کی بیٹی

6: بنو مؤمل کی ایک باندی

7: ام عُبیس رضی اللہ عنہا

مساکین پر خرچ کرنا:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فقراء و مساکین بالخصوص اپنے قریبی رشتہ داروں پر کثرت سے مال خرچ کرتے تھے۔ ان کی ضروریات کو پورا فرماتے تھے۔ حضرت مِسطح بن اُثاثہ رضی اللہ عنہ بدری صحابی ہیں۔ آپ مالی طور پر کمزور تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد تھے۔ آپ ان کی مالی کفالت فرمایا کرتے تھے۔ جب اِفک کا دلخراش سانحہ پیش آیا تو حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کی زبان سے بھی کچھ جملے نکل گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہیں شدید صدمہ ہوا۔ جب سیدہ کی براءت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھالی کہ آئندہ مسطح کو خرچ نہیں دیں گے۔ اس وقت درج ذیل آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۗ أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (٢٢) ﴾[29]

---

[29] سورۃ النور:22

ترجمہ: تم میں اہل خیر اور مالی وسعت رکھنے والے لوگ ایسی قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے اور انہیں چاہیے کہ معافی اور درگزر سے کام لیں۔ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ اللہ تمہاری خطائیں معاف کرے اور اللہ بہت زیادہ بخشنے والے، بہت رحم کرنے والے ہیں۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر الرازی رحمہ اللہ (ت 606ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَقَرَأَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰيَةَ عَلَيْهِ فَلَمَّا وَصَلَ إِلٰى قَوْلِهٖ: ﴿اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللهُ لَكُمْ﴾ قَالَ: بَلٰى يَا رَبِّ! إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ يُغْفَرَ لِيْ، وَقَدْ تَجَاوَزْتُ عَمَّا كَانَ. [30]

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی اور ان الفاظ تک پہنچے ﴿اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللهُ لَكُمْ﴾ کہ کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ اللہ آپ کی خطائیں معاف کرے؟ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ضرور ضرور، اے میرے رب! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میری خطائیں بخش دی جائیں۔ اس لیے جو کچھ ہوا میں اسے درگزر کرتا ہوں۔

مسجد نبوی کی تعمیر میں حصہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلَ أَعْلَى الْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ "بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ" فَأَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوْا مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَ أَبُوْبَكْرٍ رِدْفُهٗ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهٗ حَتّٰى أَلْقٰى بِفِنَاءِ أَبِيْ أَيُّوْبَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَأَنَّهٗ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلٰى مَلَإٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ فَقَالَ: يَا بَنِي النَّجَّارِ! ثَامِنُوْنِيْ بِحَائِطِكُمْ هٰذَا، قَالُوْا: لَا وَاللهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ إِلَّا إِلَى اللهِ الخ. [31]

---

[30] التفسیر الکبیر للرازی: ج23 ص162 تحت سورۃ النور، رقم الآیۃ 22

[31] صحیح البخاری: رقم الحدیث 428

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں (ہجرت فرماکر) تشریف لے آئے تو سب سے پہلے مدینہ کے بالائی حصہ میں بنو عمرو بن عوف کے یہاں تشریف لائے اور 14 دنوں تک قیام فرمایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو نجار کو بلایا، وہ لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ منظر ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر تشریف فرماہیں جبکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ قبیلہ بنو نجار کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاروں اطراف سے اپنے حصار میں لے رکھا ہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے تشریف فرما ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جہاں بھی نماز کا وقت آجاتا تو فوراً نماز ادا فرمالیتے، (اگر نماز کا وقت ہو جاتا تو) آپ بکریوں کے باڑے کے قریب (پاک جگہ پر) بھی نماز ادا فرمالیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں مسجد بنانے کا حکم دیا۔ قبیلہ بنو نجار کے لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو نجار! (اس باغ والی جگہ پر ہم نے مسجد بنانی ہے اس لیے آپ لوگ) اس باغ (والی جگہ) کی قیمت مجھ سے لے لو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کی قیمت ہم صرف اللہ سے مانگتے ہیں (یعنی اللہ سے اجر مانگتے ہیں)

امام حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُعْطِيَهُمَا ثَمَنَهُ. [32]

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان دونوں یتیم بھائیوں (سہل اور سُہیل کو مسجد کے لیے لی گئی زمین کی) قیمت ادا کرو۔

فائدہ: اس وقت سے لے کر اب تک اور قیامت تک جتنے لوگوں نے مسجد نبوی میں نماز ادا کی، کر رہے ہیں یا کریں گے تو ان کا ثواب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی مل رہا ہے اور ملتا رہے گا۔

---

[32] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص307 کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مہر کی رقم دینا:

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 230ھ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں جس میں آپ اپنی ہجرت اور اپنی رخصتی کا طویل قصہ بیان فرماتی ہیں۔ اس میں یہ الفاظ ہیں:

وَمَكَثْنَا أَيَّامًا فِيْ مَنْزِلِ أَبِيْ بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا يَمْنَعُكَ مِنْ أَنْ تَبْنِيَ بِأَهْلِكَ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الصَّدَاقُ". فَأَعْطَاهُ أَبُوْ بَكْرٍ الصَّدَاقَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا فَبَعَثَ بِهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا، وَبَنٰى بِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ هٰذَا الَّذِيْ أَنَا فِيْهِ وَهُوَ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [33]

ترجمہ: (ہجرت کر کے جب ہم لوگ مدینہ آئے تو) ہم لوگ کچھ دن اس مکان میں رہے جہاں میرے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قیام پذیر تھے۔ پھر ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ اپنی اہلیہ کی رخصتی کیوں نہیں کرا لیتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِس وقت میرے پاس مہر ادا کرنے کے لیے رقم موجود نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر میرے والد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہ اوقیہ اور ایک نش چاندی (یعنی 500 دراہم) دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام رقم مجھے بھجوائی اور میری رخصتی اسی گھر میں ہوئی جس میں مَیں اب رہتی ہوں اور اسی میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

فائدہ: ایک اوقیہ چاندی 40 درہم کے برابر ہوتی ہے۔ 12 اوقیہ چاندی کے 480 درہم بنتے ہیں۔ ایک نش؛ آدھا اوقیہ چاندی کے برابر یعنی 20 درہم کا ہوتا ہے۔ یوں بارہ اوقیہ اور ایک نش کی مجموعی مقدار 500 درہم بنتی ہے۔

غزوہ تبوک میں گھر کا سارا مال خرچ کرنا:

ماہ رجب المرجب سن 9 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے شام کی طرف تقریباً 670 کلو میٹر کے فاصلے پر تبوک تشریف لے گئے۔ یہ انتہائی سخت تنگی کا زمانہ تھا، پھل پک چکے تھے اور عرب کا سارا دار و مدار

[33] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 50 ترجمۃ عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما

کھجور کی فصل پر ہوتا تھا، اس لئے مسلمانوں کے لئے بہت مشکل تھا۔ اس لئے اس غزوہ کو "ذات العسرۃ" بھی کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے مالی تعاون کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارے کا سارا مال اللہ کے نام پر پیش کر دیا۔

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا أَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذٰلِكَ مَالًا عِنْدِي. فَقُلْتُ: الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا. فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ فَقُلْتُ: مِثْلَهُ. قَالَ: وَأَتٰى أَبُوْ بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ. قُلْتُ: لَا أُسَابِقُكَ إِلٰى شَيْءٍ أَبَدًا. [34]

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ سنا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اس دن میرے پاس مال موجود تھا تو میں نے (دل ہی دل میں) کہا کہ آج میں ابو بکر سے نیکی کے کام میں آگے بڑھ سکتا ہوں۔ چنانچہ میں اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ مجھ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کی کہ اتنا ہی (یعنی آدھا) گھر چھوڑ آیا ہوں۔ اسی دوران ابو بکر صدیق بھی تشریف لائے اور اپنے گھر کا کل کا کل سامان خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی پوچھا کہ ابو بکر! گھر کیا چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی: گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر فرمایا: میں نیکی کے کسی کام میں ابو بکر سے کبھی بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

---

[34] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1678

ہجرتِ مدینہ

ابو بکر و علی رضی اللہ عنہما کی ہجرت میں تاخیر:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

وَأَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ بَعْدَ أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فِي الْهِجْرَةِ وَلَمْ يَتَخَلَّفْ مَعَهُ بِمَكَّةَ أَحَدٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ إِلَّا مَنْ حُبِسَ أَوْ فُتِنَ إِلَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ، وَأَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ كَثِيْرًا مَا يَسْتَأْذِنُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِجْرَةِ فَيَقُوْلُ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا، فَيَطْمَعُ أَبُوْبَكْرٍ أَنْ يَكُوْنَهُ.[35]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے مہاجرین کے مدینہ روانہ ہو جانے کے بعد بھی مکہ مکرمہ میں مقیم رہے، اور اس انتظار میں تھے کہ آپ کو ہجرت کی اجازت دی جائے۔ مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی مہاجر نہیں تھا سوائے ان کے:

- جو قریش کے ہاتھوں قیدی ہو چکے تھے
- یا جن پر فتنے (یعنی دین سے روکنے یا زبردستی ایمان چھڑوانے کی کوشش) کا دباؤ تھا

ان کے علاوہ بس دو افراد باقی رہ گئے:

1. حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
2. حضرت ابو بکر صدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے: جلدی نہ کریں، شاید اللہ تعالیٰ آپ کو (ہجرت کے سفر میں) ایک ہمسفر عطا فرمائے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ دیا کہ تم میرے ساتھ ہجرت کرو گے) تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

[35] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 434 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

یہ سن کر دل میں امید رکھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میرے ہمسفر ہوں گے۔

قریشی سرداروں کی مشاورت:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَلَمَّا رَأَتْ قُرَيْشٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَارَتْ لَهُ شِيْعَةٌ وَأَصْحَابٌ مِنْ غَيْرِهِمْ بِغَيْرِ بَلَدِهِمْ وَرَأَوْا خُرُوْجَ أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ إِلَيْهِمْ عَرَفُوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَزَلُوْا دَارًا وَأَصَابُوْا مِنْهُمْ مَنَعَةً فَحَذِرُوْا خُرُوْجَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ وَعَرَفُوا أَنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعَ لِحَرْبِهِمْ . فَاجْتَمَعُوْا لَهُ فِيْ دَارِ النَّدْوَةِ وَهِيَ دَارُ قُصَيِّ بْنِ كِلَابٍ الَّتِيْ كَانَتْ قُرَيْشٌ لَا تَقْضِيْ أَمْرًا إِلَّا فِيْهَا يَتَشَاوَرُوْنَ فِيْهَا مَا يَصْنَعُوْنَ فِيْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَافُوْهُ. [36]

ترجمہ: ابن اسحاق کہتے ہیں: جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے قبیلے کے علاوہ بھی لوگ جمع ہو گئے ہیں، آپ کی اتباع کرنے والے دیگر علاقوں سے بھی ہیں اور قریش نے یہ بھی دیکھ لیا کہ آپ کے صحابہ مہاجرین مدینہ پہنچ چکے ہیں، وہاں جا کر ایک مضبوط جماعت بن چکے ہیں اور قوت حاصل کر لی ہے، تو قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے کا خطرہ لاحق ہوا۔ انہیں یقین ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب ان کے مقابلے میں کھڑے ہونے والے ہیں اور آپ کی قوم اب ان کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہے۔ لہٰذا قریش کے سردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کرنے کے لیے دار الندوہ میں جمع ہوئے۔ دار الندوہ وہی مقام تھا جو قصی بن کلاب کا گھر تھا، اور قریش کے لوگ جب بھی کوئی اہم قومی فیصلہ کرتے، تو اسی جگہ جمع ہوتے تھے۔ وہاں یہ مشورہ کرنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا جائے کیونکہ وہ اب ان سے ڈرنے لگے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا أَجْمَعُوْا لِذٰلِكَ وَاتَّعَدُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْا فِيْ دَارِ النَّدْوَةِ لِيَتَشَاوَرُوْا فِيْهَا فِيْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَوْا فِي الْيَوْمِ الَّذِي اتَّعَدُوْا لَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ يُسَمّٰى "يَوْمَ الزَّحْمَةِ" فَاعْتَرَضَهُمْ إِبْلِيْسُ فِيْ هَيْئَةِ شَيْخٍ جَلِيْلٍ عَلَيْهِ بَتْلَةٌ فَوَقَفَ عَلٰى بَابِ

---

[36] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 434 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

الدَّارِ فَلَمَّا رَأَوْهُ وَاقِفًا عَلٰى بَابِهَا قَالُوْا: مَنِ الشَّيْخُ؟ قَالَ: شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ سَمِعَ بِالَّذِيْ اتَّعَدْتُّمْ لَهٗ فَحَضَرَ مَعَكُمْ لِيَسْمَعَ مَا تَقُوْلُوْنَ وَعَسٰى أَنْ لَّا يُعْدِمَكُمْ مِنْهُ رَأْيًا وَنُصْحًا قَالُوْا: أَجَلْ. فَادْخُلْ فَدَخَلَ مَعَهُمْ وَقَدِ اجْتَمَعَ فِيْهَا أَشْرَافُ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ: عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَأَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ. [37]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب قریش نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دار الندوہ میں مشورہ کریں گے، تو جس دن وہ جمع ہونے والے تھے، وہ دن یوم الزحمۃ (یعنی بڑے ہجوم والا دن) کہلاتا تھا۔ ابلیس ان کے سامنے ایک بوڑھے شیخ کی شکل میں آ گیا۔ وہ سفید چادر اوڑھے ہوئے تھا اور دار الندوہ کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ جب قریش کے سرداروں نے اسے دروازے پر کھڑے دیکھا تو کہا: یہ شیخ کون ہے؟

اس نے کہا: میں نجد کا ایک شیخ ہوں۔ مجھے معلوم ہوا کہ تم لوگ کسی اہم معاملے پر جمع ہو رہے ہو، تو میں حاضر ہو گیا تاکہ تمہاری بات سنوں، اور ممکن ہے میں تمہیں کوئی رائے یا مشورہ دے سکوں۔

قریش نے کہا: ٹھیک ہے، آ جاؤ۔

تو وہ ان کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ قریش کے بڑے بڑے سردار وہاں جمع تھے جن میں بنی عبد شمس کے سردار عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو سفیان بن حرب وغیرہ شامل تھے۔

فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِهٖ مَا قَدْ رَأَيْتُمْ. فَإِنَّا وَاللّٰهِ مَا نَأْمَنُهٗ عَلَى الْوُثُوْبِ عَلَيْنَا فِيْمَنْ قَدِ اتَّبَعَهٗ مِنْ غَيْرِنَا فَأَجْمِعُوْا فِيْهِ رَأْيًا. قَالَ: فَتَشَاوَرُوْا. [38]

ترجمہ: قریش کے سردار ایک دوسرے سے کہنے لگے: یہ شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ کر چکا ہے وہ تم سب دیکھ چکے ہو۔ واللہ! ہمیں اس سے یہ خطرہ لاحق ہے کہ کہیں وہ ہم پر حملہ نہ کر دے، جبکہ اس کے ساتھ ہمارے

---

[37] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 434 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

[38] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 435 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

قبیلے علاوہ بھی لوگ شامل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا تم سب مل کر اس کے بارے میں کوئی پکا فیصلہ کرو۔ پھر وہ آپس میں مشورہ کرنے لگے۔

ثُمَّ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: احْبِسُوْهُ فِي الْحَدِيْدِ وَأَغْلِقُوْا عَلَيْهِ بَابًا ثُمَّ تَرَبَّصُوْا بِهِ مَا أَصَابَ أَشْبَاهَهٗ مِنَ الشُّعَرَاءِ الَّذِيْنَ كَانُوْا قَبْلَهٗ زُهَيْرًا وَالنَّابِغَةَ وَمَنْ مَضٰى مِنْهُمْ مِنْ هٰذَا الْمَوْتِ، حَتّٰى يُصِيْبَهٗ مَا أَصَابَهُمْ. فَقَالَ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ: لَا وَاللّٰهِ مَا هٰذَا لَكُمْ بِرَأْيٍ، وَاللّٰهِ لَئِنْ حَبَسْتُمُوْهُ كَمَا تَقُوْلُوْنَ لَيَخْرُجَنَّ أَمْرُهٗ مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ الَّذِيْ أَغْلَقْتُمْ دُوْنَهٗ إِلٰى أَصْحَابِهٖ، فَلَأَوْشَكُوْا أَنْ يَّثِبُوْا عَلَيْكُمْ، فَيَنْزِعُوْهُ مِنْ أَيْدِيْكُمْ ثُمَّ يُكَاثِرُوْكُمْ بِهٖ حَتّٰى يَغْلِبُوْكُمْ عَلٰى أَمْرِكُمْ مَا هٰذَا لَكُمْ بِرَأْيٍ فَانْظُرُوْا فِيْ غَيْرِهٖ فَتَشَاوَرُوْا ثُمَّ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: نُخْرِجُهٗ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا فَنَنْفِيْهِ مِنْ بِلَادِنَا فَإِذَا أُخْرِجَ عَنَّا فَوَاللّٰهِ مَا نُبَالِيْ أَيْنَ ذَهَبَ وَلَا حَيْثُ وَقَعَ إِذَا غَابَ عَنَّا وَفَرَغْنَا مِنْهُ فَأَصْلَحْنَا أَمْرَنَا وَأَلْفَتْنَا كَمَا كَانَتْ، فَقَالَ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ: لَا وَاللّٰهِ مَا هٰذَا لَكُمْ بِرَأْيٍ أَلَمْ تَرَوْا حُسْنَ حَدِيْثِهٖ وَحَلَاوَةَ مَنْطِقِهٖ وَغَلَبَتِهٖ عَلٰى قُلُوْبِ الرِّجَالِ بِمَا يَأْتِيْ بِهٖ وَاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ مَا أَمِنْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلٰى حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَيَغْلِبَ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهٖ وَحَدِيْثِهٖ حَتّٰى يُتَابِعُوْهُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَسِيْرُ بِهِمْ إِلَيْكُمْ حَتّٰى يَطَأَكُمْ بِهِمْ فِيْ بِلَادِكُمْ فَيَأْخُذَ أَمْرَكُمْ مِنْ أَيْدِيْكُمْ ثُمَّ يَفْعَلَ بِكُمْ مَا أَرَادَ دَبِّرُوْا فِيْهِ رَأْيًا غَيْرَ هٰذَا. [39]

ترجمہ: ان میں سے ایک نے کہا: اسے لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر قید کر دو، اور دروازہ بند کر کے اس پر تالا لگا دو۔ پھر (اس کی موت کا) انتظار کرو جیسے اس سے پہلے شعراء زُہیر، نابغہ اور ان جیسے لوگ جو گزر چکے ہیں، کے ساتھ ہوا۔ سب کو موت نے آلیا۔ لہٰذا انتظار کرو کہ اس کے ساتھ بھی وہی ہو جو اُن شعراء کے ساتھ ہوا۔ تو اس وقت شیخ نجدی (یعنی ابلیس جو بوڑھے کی شکل میں آیا تھا) نے کہا: نہیں! واللہ، اس رائے پر عمل کرنا تمہارے لیے مناسب نہیں۔ اگر تم نے اسے قید کر دیا تو اس کا پیغام تمہارے دروازوں کے پیچھے سے بھی نکل جائے گا اور اس کے ساتھیوں تک پہنچے گا۔ وہ تم پر حملہ کر دیں گے اور اسے تمہارے ہاتھ سے چھڑا لے جائیں گے۔ پھر وہ اس کے ساتھ تم پر چڑھ دوڑیں گے اور تم پر غالب آجائیں گے۔ یہ رائے درست نہیں، اس کے سوا کوئی اور مشورہ سوچو۔ پھر دوسرے شخص

---

[39] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 435 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے کہا: اسے ہمارے علاقے سے نکال دو، ملک بدر کر دو۔ جب وہ ہم سے الگ ہو جائے گا تو ہمیں اس کی پرواہ نہیں کہ وہ کہاں جاتا ہے اور کہاں رہتا ہے۔ جب وہ چلا جائے گا تو ہم اپنے معاملات سنوار لیں گے اور اپنی معاشرت اسی طرح جاری رکھیں گے جیسے پہلے تھی۔ شیخ نجدی (ابلیس) نے کہا: نہیں! واللہ، یہ بھی تمہارے لیے مناسب رائے نہیں۔ کیا تم نے اس کے کلام کی شیرینی اور اس کی باتوں کی کشش نہیں دیکھی؟ اس کی باتیں لوگوں کے دلوں پر اثر کر جاتی ہیں۔ واللہ! اگر تم نے ایسا کیا تو تم اس بات سے محفوظ نہیں رہو گے کہ وہ کسی دوسرے عرب قبیلے میں جا کر اپنی بات کرے، اور وہ سب ان کی بات مان کر پیروی کرنے لگ جائیں۔ پھر وہ تم پر حملہ کرنے کے لیے ان کو ساتھ لے کر آئے اور تمہارے علاقے میں آ کر تمہیں زیر کر دیں، اور تمہارا اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اس لیے اس کے بارے میں کوئی اور فیصلہ سوچو۔

ابو جہل کا مشورہ:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ: فَقَالَ أَبُوْ جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ: وَاللهِ إِنَّ لِيْ فِيْهِ لَرَأْيًا مَا أَرَاكُمْ وَقَعْتُمْ عَلَيْهِ بَعْدُ قَالُوْا: وَمَا هُوَ يَا أَبَا الْحَكَمِ؟ قَالَ: أَرٰى أَنْ نَأْخُذَ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ فَتًى شَابًّا جَلِيْدًا نَسِيْبًا وَسِيْطًا فِيْنَا ثُمَّ نُعْطِيْ كُلَّ فَتًى مِنْهُمْ سَيْفًا صَارِمًا ثُمَّ يَعْمِدُوْا إِلَيْهِ فَيَضْرِبُوْهُ بِهَا ضَرْبَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَيَقْتُلُوْهُ فَنَسْتَرِيْحَ مِنْهُ، فَإِنَّهُمْ إِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ تَفَرَّقَ دَمُهُ فِي الْقَبَائِلِ جَمِيْعًا فَلَمْ يَقْدِرْ بَنُوْ عَبْدِ مَنَافٍ عَلٰى حَرْبِ قَوْمِهِمْ جَمِيْعًا، فَرَضُوْا مِنَّا بِالْعَقْلِ فَعَقَلْنَاهُ لَهُمْ، قَالَ: يَقُوْلُ الشَّيْخُ النَّجْدِيُّ: الْقَوْلُ مَا قَالَ الرَّجُلُ هٰذَا الرَّأْيُ الَّذِيْ لَا رَأْيَ غَيْرُهُ، فَتَفَرَّقَ الْقَوْمُ عَلٰى ذٰلِكَ وَهُمْ مُجْمِعُوْنَ لَهُ. [40]

ترجمہ: ابو جہل بن ہشام نے کہا: واللہ! میرے پاس اس کے بارے میں ایک ایسی رائے ہے جس پر تم نے ابھی تک غور نہیں کیا۔

لوگوں نے کہا: وہ کیا ہے اے ابو الحکم؟

[40] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 436 ھجرۃ الرسول ﷺ

ابو جہل نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہم ہر قبیلے سے ایک نوجوان مضبوط اور بہادر چنیں، جو قریش کے معزز خاندانوں سے ہوں۔ پھر ہر ایک کو ایک تیز دھار تلوار دیں، اور وہ سب بیک وقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حملہ کریں، اور ایک ہی وار میں انہیں قتل کر دیں۔ اس طرح ہم اس سے جان چھڑا لیں گے۔ پھر جب ہم ایسا کریں گے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خون تمام قبیلوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ بنو عبد مناف (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ) تمام قریش سے جنگ نہیں کر سکیں گے۔ وہ ہمارے ساتھ دیت پر راضی ہو جائیں گے، ہم ان کو ان کا خون بہا ادا کر دیں گے (اور یہ معاملہ ختم ہو جائے گا)۔

شیخ نجدی (ابلیس) نے کہا: یہی بات درست ہے! یہی رائے ہے جس کے بعد کوئی دوسری رائے نہیں دی جا سکتی۔

چنانچہ قریش اس رائے پر عمل کرنے کا پختہ ارادہ کرتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔

علی رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

فَأَتَى جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السِّلَامُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا تَبِتْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ عَلٰى فِرَاشِكَ الَّذِي كُنْتَ تَبِيتُ عَلَيْهِ. قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ عَتَمَةٌ مِنَ اللَّيْلِ اجْتَمَعُوا عَلٰى بَابِهِ يَرْصُدُونَهُ مَتٰى يَنَامُ فَيَثِبُونَ عَلَيْهِ. فَلَمَّا رَاٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانَهُمْ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: "نَمْ عَلٰى فِرَاشِي وَتَسَجَّ بِبُرْدِي الْحَضْرَمِيِّ الْأَخْضَرِ فَنَمْ فِيهِ فَإِنَّهُ لَنْ يَخْلُصَ إِلَيْكَ شَيْءٌ تَكْرَهُهُ مِنْهُمْ" وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ فِي بُرْدِهِ ذٰلِكَ إِذَا نَامَ. [41]

ترجمہ: حضرت جبریل علیہ السلام؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: آج کی رات اپنے بستر پر نہ سوئیں جس پر آپ ہمیشہ سوتے ہیں۔ جب رات کا اندھیرا پھیل گیا اور عشاء کا وقت آیا تو قریش کے قاتل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جمع ہو گئے اور تاک میں لگے رہے کہ کب آپ سوتے ہیں تا کہ حملہ کریں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ حال دیکھا، تو آپ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے

---

[41] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 436 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

علی! میری جگہ میرے بستر پر سو جائیں اور میری اس سبز حضرمی چادر میں اپنے آپ کو لپیٹ لیں، یہ وہی چادر ہے جس میں مَیں سوتا ہوں۔ آپ بے خوف ہو کر سو جائیں، کیونکہ ان میں سے کوئی بھی آپ کو کوئی ایسی تکلیف نہیں پہنچا سکے گا جو آپ کے لیے پریشانی کا باعث ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سوتے تھے تو اسی چادر میں سوتے تھے۔

مشرکین، دروازۂ نبی پر:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: لَمَّا اجْتَمَعُوا لَهُ وَفِيهِمْ أَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ فَقَالَ وَهُمْ عَلَى بَابِهِ: إِنَّ مُحَمَّدًا يَزْعُمُ أَنَّكُمْ إِنْ تَابَعْتُمُوهُ عَلَى أَمْرِهِ كُنْتُمْ مُلُوكَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ثُمَّ بُعِثْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ فَجُعِلَتْ لَكُمْ جِنَانٌ كَجِنَانِ الْأُرْدُنِّ، وَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوهُ كَانَ لَهُ فِيكُمْ ذَبْحٌ، ثُمَّ بُعِثْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ، ثُمَّ جُعِلَتْ لَكُمْ نَارٌ تُحْرَقُونَ فِيهَا، قَالَ: وَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ حَفْنَةً مِنْ تُرَابٍ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: نَعَمْ أَنَا أَقُولُ ذٰلِكَ، أَنْتَ أَحَدُهُمْ، وَأَخَذَ اللهُ تَعَالَى عَلَى أَبْصَارِهِمْ عَنْهُ، فَلَا يَرَوْنَهُ، فَجَعَلَ يَنْثُرُ ذٰلِكَ التُّرَابَ عَلَى رُءُوسِهِمْ وَهُوَ يَتْلُو هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ مِنْ "يٰسٓ": ﴿يٰسٓ (١) وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ (٢) اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (٣) عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (٤) تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ (٥)﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (٩)﴾

حَتّٰى فَرَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَقَدْ وَضَعَ عَلَى رَأْسِهِ تُرَابًا، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى حَيْثُ أَرَادَ أَنْ يَذْهَبَ، فَأَتَاهُمْ آتٍ مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ فَقَالَ: مَا تَنْتَظِرُونَ هٰهُنَا؟ قَالُوا: مُحَمَّدًا! قَالَ: خَيَّبَكُمُ اللهُ قَدْ وَاللهِ خَرَجَ عَلَيْكُمْ مُحَمَّدٌ ثُمَّ مَا تَرَكَ مِنْكُمْ رَجُلًا إِلَّا وَقَدْ وَضَعَ عَلَى رَأْسِهِ تُرَابًا وَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ أَفَمَا تَرَوْنَ مَا بِكُمْ؟ قَالَ: فَوَضَعَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، فَإِذَا عَلَيْهِ تُرَابٌ، ثُمَّ جَعَلُوا يَتَطَلَّعُونَ فَيَرَوْنَ عَلِيًّا عَلَى الْفِرَاشِ مُتَسَجِّيًا بِبُرْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ: وَاللهِ إِنَّ هٰذَا لَمُحَمَّدٌ نَائِمًا، عَلَيْهِ بُرْدُهُ فَلَمْ يَبْرَحُوا كَذٰلِكَ حَتّٰى أَصْبَحُوا فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْفِرَاشِ فَقَالُوا: وَاللهِ لَقَدْ كَانَ صَدَقَنَا الَّذِي حَدَّثَنَا. [42]

---

[42] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 436، 737 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:　محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب قریش کے لوگ (قتل کی سازش کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جمع ہوگئے اور ان کے درمیان ابو جہل بن ہشام بھی تھا، تو ابو جہل کہنے لگا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اگر تم نے اس کی بات مان لی اور اس کے دین میں داخل ہوگئے تو تم عرب اور عجم دونوں کے بادشاہ بن جاؤ گے۔ پھر جب تم مرو گے تو تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور تمہیں ایسی جنتیں دی جائیں گی جیسی اردن کی جنتیں ہیں، اور اگر تم نے اس کی بات نہ مانی تو وہ تمہارے بارے میں کہتا ہے کہ تمہیں ذبح کر دیا جائے گا، پھر دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے اور تمہیں آگ میں داخل کر دیا جائے گا جس میں تم جلائے جاؤ گے۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی مٹی اپنے ہاتھ میں لی اور فرمایا: ہاں! میں یہی کہتا ہوں، اور اے ابو جہل! تُو ان میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی نگاہوں کو اچک لیا، اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹی ان کے سروں پر پھینکنی شروع کر دی اور اس وقت آپ سورۃ یٰسٓ کی آیات کی تلاوت فرما رہے تھے ﴿يٰسٓ ۚ(۱) وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ(۲)﴾ سے لے کر ﴿فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (۹)﴾ تک۔ جب آپ ان آیات کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کے سر پر مٹی نہ گئی ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اس جگہ تشریف لے گئے جہاں آپ جانا چاہتے تھے۔ اسی اثناء میں ایک شخص جو اِن کے ساتھ وہاں موجود نہ تھا، آیا اور ان سے کہنے لگا: تم لوگ یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو؟

انہوں نے کہا:　ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتظار کر رہے ہیں۔

اس شخص نے کہا:　اللہ تمہیں ناکام کرے! واللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو تمہارے پاس سے نکل گئے ہیں، اور انہوں نے تم میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈال دی ہے، اور اپنی راہ چل دیے ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے؟

چنانچہ ہر شخص نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر مارا تو دیکھا کہ اس کے سر پر مٹی موجود ہے۔ پھر انہوں نے جھانک کر دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر لیٹے پایا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔

قریش کہنے لگے: واللہ! یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہیں جو اپنے بستر پر سوئے ہوئے ہیں، ان کی وہی چادر بھی ان پر ہے۔ وہ لوگ وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! واقعی وہ بات سچ ثابت ہوگئی جو ہم سے کہی گئی تھی۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت کے لیے تیاری:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَجُلًا ذَا مَالٍ فَكَانَ حِيْنَ اسْتَأْذَنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِجْرَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَعْجَلْ، لَعَلَّ اللهَ يَجِدُ لَكَ صَاحِبًا، قَدْ طَمِعَ بِأَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَعْنِيْ نَفْسَهُ حِيْنَ قَالَ لَهُ ذٰلِكَ، فَابْتَاعَ رَاحِلَتَيْنِ فَاحْتَبَسَهُمَا فِي دَارِهِ، يَعْلِفُهُمَا إِعْدَادًا لِذٰلِكَ. [43]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مالدار شخص تھے۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے لیے اجازت طلب کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلدی نہ کریں، شاید اللہ آپ لیے ایک ہم سفر مہیا فرمادے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امید ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو ہی مراد لے رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے دو اونٹنیاں خریدیں اور انہیں اپنے گھر میں باندھ کر رکھا اور چارہ ڈال کر ان کو اس (ہجرت) کے لیے تیار کرتے رہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

[43] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 438 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

واقعہ ہجرت

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ لَا يُخْطِئُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ بَيْتَ أَبِيْ بَكْرٍ أَحَدَ طَرَفَيِ النَّهَارِ إِمَّا بُكْرَةً وَإِمَّا عَشِيَّةً حَتّٰى إِذَا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ أُذِنَ فِيْهِ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِجْرَةِ وَالْخُرُوْجِ مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَيْنِ ظَهْرَيْ قَوْمِهٖ أَتَانَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ، فِيْ سَاعَةٍ كَانَ لَا يَأْتِيْ فِيْهَا، قَالَتْ: فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْ بَكْرٍ، قَالَ: مَا جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا لِأَمْرٍ حَدَثَ. قَالَتْ: فَلَمَّا دَخَلَ، تَأَخَّرَ لَهٗ أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ سَرِيْرِهٖ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ عِنْدَ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَّا أَنَا وَأُخْتِيْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَخْرِجْ عَنِّيْ مَنْ عِنْدَكَ؛ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ وَمَا ذَاكَ؟ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ قَدْ أَذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ وَالْهِجْرَةِ. قَالَتْ: فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: الصُّحْبَةَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: الصُّحْبَةَ. قَالَتْ: فَوَاللهِ مَا شَعَرْتُ قَطُّ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ أَنَّ أَحَدًا يَبْكِيْ مِنَ الْفَرَحِ حَتّٰى رَأَيْتُ أَبَابَكْرٍ يَبْكِيْ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنَّ هَاتَيْنِ رَاحِلَتَانِ قَدْ كُنْتُ أَعْدَدْتُّهُمَا لِهٰذَا، فَاسْتَأْجَرَا عَبْدَ اللهِ بْنَ أُرَيْقِطٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدُّئَلِ بْنِ بَكْرٍ، وَكَانَتْ أُمُّهُ امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ سَهْمِ بْنِ عَمْرٍو، وَكَانَ مُشْرِكًا يَدُلُّهُمَا عَلَى الطَّرِيْقِ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا، فَكَانَتَا عِنْدَهٗ يَرْعَاهُمَا لِمِيْعَادِهِمَا. [44]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دن کے دو اوقات میں سے کسی ایک وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ یا تو صبح کے وقت یا شام کے وقت لیکن جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت ملی اور آپ نے اپنی قوم کے درمیان سے مکہ سے تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر دوپہر کے وقت تشریف لائے جو کہ آپ کا

[44] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 438 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

معمول نہ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ضرور کسی خاص کام سے تشریف لائے ہیں۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے بستر سے پیچھے ہٹ کر جگہ بنائی۔ اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس صرف میں (عائشہ) اور میری بہن اسماء بنت ابی بکر موجود تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ گھر والوں کو کچھ دیر کے لیے باہر بھیج دیں (تاکہ ضروری بات کر سکیں)۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں (آپ بے فکر ہو کر اپنی بات کیجیے)، کیا معاملہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے مکہ سے ہجرت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا مجھے بھی رفاقت کا شرف نصیب ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں، آپ رفیق سفر ہوں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! میں نے اس دن سے پہلے کبھی یہ نہ دیکھا تھا کہ کوئی خوشی سے رو رہا ہو لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس دن خوشی سے رو رہے تھے۔ (یعنی مجھے اب پتہ چلا کہ خوشی کے بھی آنسو ہوتے ہیں)۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن اَرقط کو مزدوری پر لیا جو بنو دُئل بن بکر قبیلہ کا آدمی تھا۔ اس کی ماں بنو سَہْم بن عمرو میں سے تھی، اور وہ اس وقت تک مشرک تھا۔ انہوں نے اس کو راستہ بتانے کے لیے اجرت پر رکھا۔ چنانچہ دونوں (نبی و صدیق) نے اپنی اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں، اور وہ ان اونٹنیوں کو مقررہ وقت تک چراتا رہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا علم کس کو تھا؟:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَلَمْ يَعْلَمْ فِيمَا بَلَغَنِي، بِخُرُوجِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ، حِينَ خَرَجَ إِلَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَأَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ، وَآلُ أَبِي بَكْرٍ .أَمَّا عَلِيٌّ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَغَنِي أَخْبَرَهُ بِخُرُوجِهِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَتَخَلَّفَ بَعْدَهُ بِمَكَّةَ حَتَّى يُؤَدِّيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَدَائِعَ الَّتِي كَانَتْ عِنْدَهُ لِلنَّاسِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ

بِمَكَّةَ أَحَدٌ عِنْدَهُ شَيْءٌ يَخْشٰى عَلَيْهِ إِلَّا وَضَعَهُ عِنْدَهُ لِمَا يَعْلَمُ مِنْ صِدْقِهِ وَأَمَانَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [45]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرے پاس جو بات پہنچی ہے اس کے مطابق، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو ان کی ہجرت کا کسی کو علم نہ ہوا سوائے حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت ابو بکر کے اہلِ خانہ (رضی اللہ عنہم) کے۔ جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو میرے علم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی ہجرت کی خبر دی، اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ ان کے بعد مکہ میں ٹھہرے رہیں، تاکہ لوگوں کی وہ امانتیں واپس لوٹائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگوں کی رکھی ہوئی تھیں، اور واقعہ بھی یہی تھا کہ مکہ میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جس کی کوئی چیز ہو اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امانت کے طور پر نہ رکھی ہو، کیونکہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور امانت داری کو بخوبی جانتے تھے۔

مکہ سے روانگی:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَلَمَّا قَرَّبَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الرَّاحِلَتَيْنِ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَّمَ لَهُ أَفْضَلَهُمَا ثُمَّ قَالَ: اِرْكَبْ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ لَا أَرْكَبُ بَعِيْرًا لَيْسَ لِيْ، فَقَالَ: فَهِيَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ، قَالَ: لَا وَلٰكِنْ مَا الثَّمَنُ الَّذِي ابْتَعْتَهَا بِهِ؟ قَالَ: كَذَا وَكَذَا قَالَ: قَدْ أَخَذْتُهَا بِهِ، قَالَ: هِيَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَرَكِبَا وَانْطَلَقَا وَأَرْدَفَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ مَوْلَاهُ خَلْفَهُ لِيَخْدُمَهُمَا فِي الطَّرِيْقِ. [46]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دونوں اونٹنیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کیں تو آپ کو ان میں سے بہتر اونٹنی پیش کی۔ پھر عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں،

---

[45] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 438 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

[46] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 440 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ سوار ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس اونٹنی پر سوار نہیں ہوں گا جو میری نہ ہو۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ اونٹنی آپ کی ہی ہے، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ قیمت بتائیں جس کے بدلے آپ نے یہ خریدی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قیمت بتائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اسی قیمت پر خریدتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اب یہ آپ کی ہو چکی۔ پھر دونوں حضرات سوار ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم عامر بن فُہیرہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا تاکہ راستے میں ان کی خدمت کرے۔

100 اونٹوں کا انعام:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ ثَلَاثًا وَمَعَهُ أَبُوْبَكْرٍ وَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ فِيْهِ حِيْنَ فَقَدُوْهُ مِائَةَ نَاقَةٍ، لِمَنْ يَرُدُّهُ عَلَيْهِمْ. [47]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن غار میں مقیم رہے، اور ان کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب قریش نے ان کو (مکہ سے) غائب پایا تو انہوں نے اعلان کیا کہ جو کوئی انہیں واپس لے آئے گا، اس کو سو (100) اونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔

خاندانِ صدیقی کی خدمات:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ يَكُوْنُ فِيْ قُرَيْشٍ نَهَارَهُ مَعَهُمْ، يَسْمَعُ مَا يَأْتَمِرُوْنَ بِهِ، وَمَا يَقُوْلُوْنَ فِيْ شَأْنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ يَأْتِيْهِمَا إِذَا أَمْسٰى فَيُخْبِرُهُمَا الْخَبَرَ... وَأَتَتْهُمَا أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِسُفْرَتِهِمَا وَنَسِيَتْ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمَا عِصَامًا فَلَمَّا ارْتَحَلَا ذَهَبَتْ لِتُعَلِّقَ السُّفْرَةَ فَإِذَا لَيْسَ لَهَا عِصَامٌ، فَتَحِلُّ نِطَاقَهَا فَتَجْعَلُهُ عِصَامًا ثُمَّ عَلَّقَتْهَا بِهِ، فَكَانَ يُقَالُ

[47] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج1 ص439 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

لِأَسْمَاءِ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ : "ذَاتُ النِّطَاقِ". لِذٰلِكَ. [48]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما دن کے وقت قریش کے ساتھ ہوتے، ان کی باتیں سنتے، جو مشورہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کرتے اور شام کے وقت ان دونوں کے پاس جاکر ان کو ساری خبریں بتاتے..... (روانگی کے وقت) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا دونوں کے لئے کھانے کا سامان لے کر آئیں اور وہ اس بات کو بھول گئیں کہ اس کھانے کا سامان کے لئے کوئی بندھن (رسی) ساتھ رکھیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ روانہ ہونے لگے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سامان لٹکانے کے لئے کوئی رسی تلاش کی مگر نہ ملی۔ تو انہوں نے اپنا کمر بند (نطاق) کھول لیا اور اس سے بندھن بنا لیا، پھر اس کے ساتھ اس سامان کو لٹکا دیا۔ اسی وجہ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو "ذات النطاقین" (دو کمر بند والی) کہا جانے لگا۔

فائدہ: "نِطاق" عربی زبان میں "کمر بند" کو کہتے ہیں جسے عرب کی خواتین اپنی کمر میں مضبوطی سے باندھتی تھیں تاکہ تہبند وغیرہ ڈھیلا نہ ہو۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سفری انتظامات:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی سے سفر سے متعلق درج ذیل چند اہم انتظامات کیے:

1: چار ماہ پہلے سے دو خوب صحت مند اونٹنیاں تیار کیں۔

2: اندھیری رات میں رستہ بتانے والے ایک شخص (عبد اللہ بن ارقد) کو اجرت پر تیار کیا اور اس سے کہا کہ ٹھیک وقت پر ہمارے پاس یہ اونٹ لے آنا۔

3: اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ روزانہ رات کے وقت ہمیں قریش کی باتوں اور چہ میگوئیوں کی اطلاع دینا۔

4: اپنی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو کھانا پہنچانے کی ذمہ داری سونپی۔

---

[48] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 439 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

5: اپنے آزاد کردہ غلام حضرت عامر بن فُہیرہ رضی اللہ عنہ جو آپ کی بکریاں بھی چرایا کرتے تھے؛ کو حکم دیا کہ دن بھر بکریوں کو چرا کر رات کو ہمارے پاس غار میں لے آنا تاکہ ہم ان کا دودھ پی سکیں۔

6: جتنا مال گھر میں موجود تھا وہ بھی سفر میں ساتھ لے لیا تھا۔

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَلَمَّا أَجْمَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُرُوْجَ. أَتٰى أَبَا بَكْرِ بْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ، فَخَرَجَا مِنْ خَوْخَةٍ لِأَبِي بَكْرٍ فِي ظَهْرِ بَيْتِهِ، ثُمَّ عَمَدَ إِلٰى غَارٍ بِثَوْرٍ جَبَلٍ بِأَسْفَلِ مَكَّةَ فَدَخَلَاهُ، وَأَمَرَ أَبُوْبَكْرٍ ابْنَهٗ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ أَنْ يَتَسَمَّعَ لَهُمَا مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فِيهِمَا نَهَارَهٗ، ثُمَّ يَأْتِيَهُمَا إِذَا أَمْسٰى بِمَا يَكُوْنُ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْخَبَرِ؛ وَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ مَوْلَاهُ أَنْ يَرْعٰى غَنَمَهٗ نَهَارَهٗ، ثُمَّ يُرِيْحُهَا عَلَيْهِمَا يَأْتِيْهِمَا إِذَا أَمْسٰى فِي الْغَارِ، وَكَانَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ تَأْتِيْهِمَا مِنَ الطَّعَامِ إِذَا أَمْسَتْ بِمَا يُصْلِحُهُمَا. [49]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا پختہ ارادہ فرما لیا، تو آپ حضرت ابو بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ پھر دونوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر کے پچھلے حصے میں موجود ایک چھوٹی سی کھڑکی (خَوخَہ) سے روانہ ہوئے۔ دونوں حضرات نیچے مکہ کی طرف ایک پہاڑ کی غار کی طرف روانہ ہوئے اور اس میں داخل ہو گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ بن ابی بکر (رضی اللہ عنہما) کو یہ حکم دیا کہ وہ دن بھر ان دونوں کے متعلق لوگوں کی باتیں سنے اور جب شام ہو تو ان کو بتانے کے لئے غار میں پہنچ جائے کہ آج دن بھر میں کیا حالات و خبریں رہی ہیں۔ اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام عامر بن فُہَیرَہ کو حکم دیا کہ دن کو بکریاں چرائے اور جب شام ہو تو ان دونوں کے پاس غار میں آجائے اور بکریوں کو بھی وہیں لے آئے تاکہ وہ دودھ پی سکیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا شام کے وقت آپ دونوں کے لئے کھانا لے کر آتی تھیں، جو ان کے لئے کافی ہوتا اور جس سے ان کی

[49] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 439 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ضروریات پوری ہوتیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا کردار:

امام ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد الطبری الشافعی رحمہ اللہ (ت 694ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مَعَهُ، احْتَمَلَ أَبُو بَكْرٍ مَالَهُ كُلَّهُ وَمَعَهُ خَمْسَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ أَوْ سِتَّةُ آلَافٍ فَانْطَلَقَ بِهَا مَعَهُ. قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيْنَا جَدِّي أَبُو قُحَافَةَ وَقَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ، فَقَالَ: وَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ قَدْ فَجَعَكُمْ بِمَالِهِ مَعَ نَفْسِهِ قَالَتْ: قُلْتُ: كَلَّا يَا أَبَتِ! إِنَّهُ قَدْ تَرَكَ لَنَا خَيْرًا كَثِيرًا. قَالَتْ: فَأَخَذْتُ أَحْجَارًا، فَوَضَعْتُهَا فِي كُوَّةٍ فِي الْبَيْتِ الَّذِي كَانَ أَبِي يَضَعُ مَالَهُ فِيهَا، ثُمَّ وَضَعْتُ عَلَيْهَا ثَوْبًا، ثُمَّ أَخَذْتُ بِيَدِهِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ! ضَعْ يَدَكَ عَلَى هٰذَا الْمَالِ، قَالَتْ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: لَا بَأْسَ، إِذَا كَانَ تَرَكَ لَكُمْ هٰذَا فَقَدْ أَحْسَنَ. [50]

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے لیے تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال جو پانچ ہزار یا چھ ہزار درہم تھے ساتھ لے لیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہمارے پاس ہمارے دادا ابو قحافہ آئے، ان کی بینائی جا چکی تھی۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے لگتا ہے کہ وہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) اپنا سارا مال بھی اپنے ساتھ لے گئے اور تمہیں محروم کر گئے۔ میں نے کہا: نہیں، ابا جان! انہوں نے ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑا ہے۔ میں نے کچھ پتھر لیے اور اس گھڑے میں رکھ دیے جہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا مال رکھتے تھے، پھر ان پر کپڑا ڈال دیا اور میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا: ابا جان! اپنا ہاتھ اس مال پر رکھیں۔ انہوں نے ہاتھ رکھا اور کہا: اب پریشانی والی بات نہیں، اگر انہوں نے تمہارے لیے یہ چھوڑا ہے تو انہوں نے اچھا کیا۔

سراقہ بن مالک کا تعاقب کرنا:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

---

[50] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 441 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ مُهَاجِرًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ، جَعَلَتْ قُرَيْشٌ فِيْهِ مِائَةَ نَاقَةٍ لِمَنْ رَدَّهُ عَلَيْهِمْ. قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ فِيْ نَادِي قَوْمِيْ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنَّا حَتّٰى وَقَفَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَكْبَةً ثَلَاثَةً مَرُّوا عَلَيَّ آنِفًا، إِنِّيْ لَأَرَاهُمْ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ. قَالَ: فَأَوْمَأْتُ إِلَيْهِ بِعَيْنِي: أَنْ اُسْكُتْ، ثُمَّ قُلْتُ: إِنَّمَا هُمْ بَنُوْ فُلَانٍ، يَبْتَغُوْنَ ضَالَّةً لَهُمْ. قَالَ: لَعَلَّهُ، ثُمَّ سَكَتَ، قَالَ: ثُمَّ مَكَثْتُ قَلِيْلًا، ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ بَيْتِيْ، ثُمَّ أَمَرْتُ بِفَرَسِيْ، فَقُيِّدَ لِيْ إِلٰى بَطْنِ الْوَادِيْ، وَأَمَرْتُ بِسِلَاحِيْ، فَأُخْرِجَ لِيْ مِنْ دُبُرِ حُجْرَتِيْ ثُمَّ أَخَذْتُ قِدَاحِي الَّتِي أَسْتَقْسِمُ بِهَا ثُمَّ انْطَلَقْتُ فَلَبِسْتُ لَأْمَتِيْ ثُمَّ أَخْرَجْتُ قِدَاحِيْ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا فَخَرَجَ السَّهْمُ الَّذِيْ أَكْرَهُ لَا يَضُرُّهُ. قَالَ: وَكُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ أَرُدَّهُ عَلٰى قُرَيْشٍ، فَآخِذُ الْمِائَةِ النَّاقَةِ. قَالَ: فَرَكِبْتُ عَلٰى أَثَرِهِ، فَبَيْنَمَا فَرَسِيْ يَشْتَدُّ بِيْ عَثَرَ بِيْ، فَسَقَطْتُ عَنْهُ. قَالَ: فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: ثُمَّ أَخْرَجْتُ قِدَاحِيْ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا. فَخَرَجَ السَّهْمُ الَّذِيْ أَكْرَهُ "لَا يَضُرُّهُ". قَالَ: فَأَبَيْتُ إِلَّا أَنْ أَتَّبِعَهُ قَالَ: فَرَكِبْتُ فِيْ أَثَرِهِ، فَبَيْنَا فَرَسِيْ يَشْتَدُّ بِيْ، عَثَرَ بِيْ، فَسَقَطْتُ عَنْهُ. قَالَ: فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟، قَالَ: ثُمَّ أَخْرَجْتُ قِدَاحِيْ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا فَخَرَجَ السَّهْمُ الَّذِيْ أَكْرَهُ "لَا يَضُرُّهُ"، قَالَ: فَأَبَيْتُ إِلَّا أَنْ أَتَّبِعَهُ، فَرَكِبْتُ فِيْ أَثَرِهِ، فَلَمَّا بَدَا لِي الْقَوْمُ وَرَأَيْتُهُمْ، عَثَرَ بِيْ فَرَسِيْ، فَذَهَبَتْ يَدَاهُ فِي الْأَرْضِ وَسَقَطْتُ عَنْهُ ثُمَّ انْتَزَعَ يَدَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ وَتَبِعَهُمَا دُخَانٌ كَالْإِعْصَارِ. قَالَ: فَعَرَفْتُ حِيْنَ رَأَيْتُ ذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ مُنِعَ مِنِّيْ وَأَنَّهُ ظَاهِرٌ، قَالَ: فَنَادَيْتُ الْقَوْمَ: فَقُلْتُ: أَنَا سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ: اُنْظُرُوْنِيْ أُكَلِّمُكُمْ، فَوَاللهِ لَا أَرِيْبُكُمْ وَلَا يَأْتِيْكُمْ مِنِّيْ شَيْءٌ تَكْرَهُوْنَهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: قُلْ لَهُ: وَمَا تَبْتَغِيْ مِنَّا؟ قَالَ: فَقَالَ ذٰلِكَ أَبُوْ بَكْرٍ، قَالَ: قُلْتُ: تَكْتُبُ لِيْ كِتَابًا يَكُوْنُ آيَةً بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ، قَالَ: اُكْتُبْ لَهُ يَا أَبَا بَكْرٍ. [51]

ترجمہ: عبد الرحمٰن بن مالک بن جعشم سے روایت ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے چچا سُراقہ بن مالک بن جعشم سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کے ارادے سے مدینہ کی طرف

[51] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج1ص441، 442 ھجرۃ الرسول ﷺ

تشریف لے جا رہے تھے تو قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اعلان کیا کہ جو شخص انہیں واپس پکڑ کر لے آئے، اسے سو اونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔ سُراقہ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کہتے ہیں: میں اپنی قوم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم! میں نے کچھ سواروں کو دیکھا ہے جو ابھی ابھی میرے پاس سے گزرے ہیں۔ میرا گمان ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی ہیں۔ سُراقہ کہتے ہیں: میں نے آنکھ کے اشارے سے اسے چپ رہنے کو کہا اور بآواز کہا: یہ تو فلاں قبیلے کے لوگ ہیں جو اپنی کسی گمشدہ چیز کی تلاش میں نکلے ہیں۔ اس نے کہا: ہو سکتا ہے ایسا ہو، پھر وہ خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں اپنے گھر گیا۔ اپنی سواری لانے کا حکم دیا جو بطنِ وادی سے میرے پاس لائی گئی۔ میں نے اپنا ہتھیار منگوایا جو میری حجرے کے پیچھے تھا۔ پھر میں نے اپنے فال کے تیر نکالے جن سے میں فال نکالتا تھا، اور پھر پیچھا کرنے چل پڑا۔ میں نے زرہ پہنی اور فال نکالی۔ فال ایسی نکلی جسے میں ناپسند کرتا تھا۔ اس تیر پر لکھا تھا "لَا يَضُرُّہٗ" یعنی ایسی فال نکلی کہ اس کام کو نہ کیا جائے، لیکن میں قریش کے سو اونٹ کی امید میں تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر واپس لے آؤں۔ چنانچہ میں ان کے پیچھے گھوڑے پر سوار ہوا۔ میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ اچانک ٹھوکر کھائی اور میں اس سے نیچے گر گیا۔ میں نے دل میں سوچا: یہ کیا ہوا؟ پھر میں نے فال کے تیر نکالے لیکن اس بار بھی وہی ناپسندیدہ فال نکلی (یعنی وہی اشارہ آیا کہ یہ کام نہ کرو)، مگر میں ضد میں آ کر ان کا پیچھا کرنے چل پڑا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ پھر ٹھوکر کھائی اور نیچے گر گیا۔ میں نے دل میں سوچا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ تیسری بار فال نکالی تو پھر وہی تیر نکلا جو میرے ارادے کے خلاف تھا (یعنی کام نہ کرنے کی طرف اشارہ)۔ پھر بھی میں نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔ جب میں ان کے قریب پہنچا اور میں نے انہیں دیکھ لیا، تو اچانک میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور میں نیچے گر گیا۔ اس کے اگلے پاؤں جب زمین سے نکلے تو ان کے پیچھے گرد کا ایسا بگولا اٹھا جیسے آندھی میں اٹھتا ہے۔ تب میں سمجھ گیا کہ یہ لوگ مجھ سے محفوظ ہیں اور یہی لوگ غالب رہنے والے ہیں۔ میں نے آواز دے کر کہا: میں سُراقہ بن جُعشم ہوں، ذرا رک جائیں! میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، اور آپ کے خلاف کچھ ایسا نہیں ہو گا جو آپ کو برا لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس سے پوچھو: تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہی پوچھا۔ میں نے کہا:

میرے لیے ایک تحریر لکھ دیجیے جو میرے اور آپ کے درمیان نشانی ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر! اس کے لیے تحریر لکھ دیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جذبہ محبت:

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ قِصَّةٍ ذَكَرَهَا قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: وَاللهِ لَلَيْلَةٌ مِنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَيَوْمٌ خَيْرٌ مِنْ عُمُرِ عُمَرَ، هَلْ لَكَ أَنْ أُحَدِّثَكَ بِلَيْلَتِهٖ وَيَوْمِهٖ؟ قَالَ: قُلْتُ نَعَمْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَالَ: أَمَّا لَيْلَتُهٗ فَلَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَارِبًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ خَرَجَ لَيْلًا فَتَبِعَهٗ أَبُوْ بَكْرٍ، فَجَعَلَ يَمْشِيْ مَرَّةً أَمَامَهٗ، وَمَرَّةً خَلْفَهٗ، وَمَرَّةً عَنْ يَّمِيْنِهٖ، وَمَرَّةً عَنْ يَّسَارِهٖ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هٰذَا يَا أَبَا بَكْرٍ؟ مَا أَعْرِفُ هٰذَا مِنْ فِعْلِكَ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَذْكُرُ الرَّصَدَ فَأَكُوْنُ أَمَامَكَ وَأَذْكُرُ الطَّلَبَ فَأَكُوْنُ خَلْفَكَ وَمَرَّةً عَنْ يَّمِيْنِكَ وَمَرَّةً عَنْ يَّسَارِكَ لَا اٰمَنُ عَلَيْكَ. قَالَ: فَمَشٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَتَهٗ عَلٰى أَطْرَافِ أَصَابِعِهٖ حَتّٰى حَفِيَتْ رِجْلَاهُ، فَلَمَّا رَاٰهَا أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهَا قَدْ حَفِيَتْ حَمَلَهٗ عَلٰى كَاهِلِهٖ، وَجَعَلَ يَشْتَدُّ بِهٖ حَتّٰى أَتٰى بِهٖ فَمَ الْغَارِ. [52]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات اور ایک دن، مجھ عمر کی ساری زندگی سے بہتر ہے۔ کیا میں تمہیں ان کی وہ رات اور دن بیان کروں؟ راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: جی ہاں، اے امیر المؤمنین! (آپ بیان فرمائیں)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کی رات وہ تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے لیے رات کے وقت روانہ ہوئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے، کبھی پیچھے چلتے، کبھی دائیں طرف آتے، کبھی بائیں طرف، یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کی یہ عادت تو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ آپ

[52] دلائل النبوۃ للبیہقی: ج2 ص210 باب خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع صاحبہ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ الخ

رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جب یہ خدشہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی دشمن سامنے سے آپ پر حملہ نہ کردے تو دوڑ کر آگے آجاتا ہوں، جب یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کوئی پیچھے سے وار نہ کرے تو پیچھے آجاتا ہوں، جب یہ کھٹکا ہوتا ہے کہ کوئی دائیں جانب سے کوئی نقصان نہ پہنچائے تو دائیں جانب آجاتا ہوں اور جب یہ خوف ہوتا ہے کہ کوئی بائیں جانب سے آپ کو تکلیف نہ پہنچائے تو بائیں جانب آجاتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری رات اپنے پاؤں کی انگلیوں کے بل چلتے رہے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک زخمی ہوگئے۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ کے قدم مبارک زخمی ہوگئے ہیں تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور دوڑتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غار کے دہانے پر لے گئے۔

غار کی صفائی:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الْحَسَنَ بْنَ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيَّ قَالَ: انْتَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ إِلَى الْغَارِ لَيْلًا فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَبْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَسَ الْغَارَ لِيَنْظُرَ أَفِيْهِ سَبُعٌ أَوْ حَيَّةٌ يَقِيْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَفْسِهٖ. [53]

ترجمہ: ابن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی کہ حضرت حسن بن ابی الحسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رات کے وقت غار تک پہنچے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے غار میں داخل ہوئے اور اپنے ہاتھ سے غار کو ٹٹولا تاکہ دیکھ لیں کہ کہیں کوئی درندہ یا سانپ نہ ہو تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان کے ذریعے بچا سکیں۔

سانپ کا ڈسنا:

جبلِ ثور میں ایک پرانا غار تھا اور اسی پہاڑ کے نام کی وجہ سے غار کا نام بھی "غار ثور" پڑ گیا تھا۔ عام طور پر چونکہ لوگ اپنے مکانوں میں رہتے ہیں، غاروں میں نہیں رہتے اس لیے وہ مختلف حشرات الارض کا مسکن بنا ہوا تھا۔

[53] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 439 ھجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ ابو السعادات مجد الدین المبارک بن محمد بن محمد ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (ت 606ھ) لکھتے ہیں:

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَبَكَى وَقَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ عَمَلِي كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ أَيَّامِهِ وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيهِ، أَمَّا لَيْلَتُهُ فَاللَّيْلَةُ الَّتِي سَارَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَيْهِ قَالَ: وَاللهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتَّى أَدْخُلَهُ قَبْلَكَ، فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ أَصَابَنِي دُونَكَ، فَدَخَلَ، فَكَسَحَهُ فَوَجَدَ فِي جَانِبِهِ ثُقُبًا فَشَقَّ إِزَارَهُ وَسَدَّهَا بِهِ فَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَأَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْخُلْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَأْسَهُ فِي حِجْرِهِ وَنَامَ فَلُدِغَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِجْلِهِ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ أَنْ يَنْتَبِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوعُهُ عَلَى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ قَالَ: لُدِغْتُ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، فَتَفَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُ. [54]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پاس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو وہ رو پڑے اور فرمایا: کاش! میرا سارا عمل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایک دن اور ایک رات کے عمل کے برابر ہوتا۔ ان کی رات وہ تھی جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف روانہ ہوئے۔ جب دونوں غار پر پہنچے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! آپ اس وقت تک اندر نہ جائیں جب تک میں پہلے نہ دیکھ لوں، اگر اس میں کوئی چیز ہو تو مجھے نقصان پہنچے، آپ محفوظ رہیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور غار کو صاف کیا، دیکھا کہ غار کے ایک طرف کچھ سوراخ ہیں انہوں نے اپنی چادر پھاڑ کر انہیں بند کر دیا لیکن دو سوراخ باقی رہ گئے تو ان میں اپنے پاؤں رکھ دیے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اب آپ اندر تشریف لائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے اور اپنا سر مبارک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ اسی دوران ایک سوراخ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈس لیا لیکن آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل کی وجہ سے حرکت نہ کی (اور درد کو برداشت کرتے رہے۔ جب درد برداشت سے باہر ہو گیا تو) آپ

[54] جامع الاصول فی احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لابی السعادات ابن الاثیر: ج6 ص283 رقم الحدیث 6426

کے آنسو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر گرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے ابو بکر! کیا ہوا؟

آپ نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک (آپ رضی اللہ عنہ کی ایڑھی پر) لگایا جس سے آپ کا درد بالکل ختم ہو گیا۔

فائدہ: ملا علی بن سلطان محمد ابو الحسن ملا علی القاری رحمہ اللہ (ت 1014ھ) اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

(وَكَانَ) أَيِ: الِانْتِقَاضُ (سَبَبَ مَوْتِهِ) أَيْ فَحَصَلَ لَهُ شَهَادَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ. [55]

ترجمہ: اس زہر کا سرایت کرنا آپ کی وفات کا سبب بنا جو کہ در حقیقت اللہ کے راستے میں شہادت کا رتبہ ہے۔

مشرکین غار کے دہانے پر:

امام محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی رحمہ اللہ (ت 741ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ .... وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَحِقَ بِالْغَارِ وَبَاتَ الْمُشْرِكُوْنَ يَحْرُسُوْنَ عَلِيًّا يَحْسَبُوْنَ أَنَّهٗ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحُوْا ثَارُوْا إِلَيْهِ فَلَمَّا رَأَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللهُ مَكْرَهُمْ، فَقَالُوْا: أَيْنَ صَاحِبُكَ هٰذَا؟ قَالَ: لَا أَدْرِيْ، فَاقْتَصُّوْا أَثَرَهٗ فَلَمَّا بَلَغُوا الْجَبَلَ اخْتَلَطَ عَلَيْهِمْ فَصَعَدُوْا فِي الْجَبَلِ فَمَرُّوْا بِالْغَارِ فَرَأَوْا عَلٰى بَابِهٖ نَسْجَ الْعَنْكَبُوْتِ فَقَالُوْا: لَوْ دَخَلَ هٰهُنَا لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوْتِ عَلٰى بَابِهٖ فَمَكَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ. [56]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش نے ایک رات مکہ میں مشورہ کیا..... پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے روانہ ہوئے اور غارِ ثور میں جا پہنچے۔ مشرکین نے پوری رات حضرت علی رضی اللہ عنہ

[55] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج11 ص177 کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ، الفصل الثالث

[56] مشکاۃ المصابیح: ج2 ص445 کتاب الفضائل والشمائل باب فی المعجزات الفصل الثالث

کو گھیرے رکھا، یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب صبح ہوئی تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف لپکے، جب دیکھا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیر کو انہی پر پلٹا۔ کہنے لگے: تیرا ساتھی کہاں ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں۔ پھر انہوں نے قدموں کے نشانات پر چلتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا، جب پہاڑ تک پہنچے تو ان پر راستہ مشتبہ ہو گیا۔ وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور غار کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ غار کے دروازے پر مکڑی نے جالا بنایا ہوا ہے۔ کہنے لگے: اگر وہ یہاں داخل ہوتے تو مکڑی کا جالا نہ ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں تین دن ٹھہرے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حزن و غم:

ایسے موقع پر فطری طور پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر حزن و غم کی ایک کیفیت طاری ہوئی۔ قرآن کریم کی تصریح ﴿لَا تَحْزَنْ﴾ کے مطابق یہ کیفیت حزن و غم والی ہے، خوف والی نہیں۔ یعنی اپنی ذات کا غم نہیں بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غم تھا۔ اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس صحابی کو تسلی کے لیے یہ نہیں کہا: "لَا تَخَفْ" کہ خوف نہ کرو، بلکہ فرمایا: "لَا تَحْزَنْ" کہ غم نہ کرو۔

امام ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی رحمہ اللہ (ت 427ھ) لکھتے ہیں:

﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللهَ مَعَنَا﴾ بِالْعَوْنِ وَالنُّصْرَةِ وَلَمْ يَكُنْ حُزْنُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جُبْنًا مِنْهُ وَلَا سُوْءَ ظَنٍّ وَإِنَّمَا كَانَ إِشْفَاقًا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُلُّ عَلَيْهِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنْ قُتِلْتُ فَأَنَا رَجُلٌ وَاحِدٌ. وَإِنْ قُتِلْتَ هَلَكَتِ الْأُمَّةُ. [57]

ترجمہ: {جب انہوں نے اپنے ساتھی} یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ {سے فرمایا: غم نہ کریں، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے} یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مدد اور نصرت کے ساتھ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غم کرنا بزدلی یا بدگمانی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ ان کا غم رحمت و شفقت کی بنیاد پر تھا جو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا۔

---

[57] الکشف والبیان المعروف تفسیر الثعلبی: ج3 ص202 تحت سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ 40

چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اگر میں مارا گیا تو اس کا اثر میری ذات تک محدود رہے گا لیکن خدانخواستہ اگر آپ کو کوئی آنچ آئی تو ساری امت تباہ ہو جائے گی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مکمل تسلی دی)۔

فائدہ: "خوف" اور "حزن" میں بنیادی فرق یہ ہے کہ خوف کا تعلق اپنی ذات سے ہوتا ہے جبکہ حزن کا تعلق دوسرے کی ذات سے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا پھینکا اور وہ اللہ کے حکم سے اژدھا بن گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے اپنی ذات کے بارے میں خوف ہوا کہ کہیں مجھے نقصان نہ پہنچائے۔ اس لیے اس موقع پر اللہ رب العزت نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

﴿خُذْهَا وَلَا تَخَفْ﴾ [58]

ترجمہ: اے موسیٰ! اس کو پکڑیں اور (اپنی ذات کے نقصان کا) خوف نہ کریں۔

اور یہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ابو بکر! آپ میرا غم نہ کریں۔

امام ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد السہیلی رحمہ اللہ (ت 581ھ) لکھتے ہیں:

فَعِنْدَهَا قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا"، أَلَا تَرٰى كَيْفَ قَالَ: "لَا تَحْزَنْ"، وَلَمْ يَقُلْ "لَا تَخَفْ"؟! لِأَنّ حُزْنَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَغَلَهُ عَنْ خَوْفِهِ عَلٰى نَفْسِهِ، وَلِأَنَّهُ أَيْضًا رَاٰى مَا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النّصَبِ وَكَوْنَهُ فِيْ ضِيقَةِ الْغَارِ مَعَ فُرْقَةِ الْأَهْلِ وَوَحْشَةِ الْغُرْبَةِ وَكَانَ أَرَقَّ النّاسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْفَقَهُمْ عَلَيْهِ فَحَزِنَ لِذٰلِكَ. [59]

ترجمہ: اسی موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: غم نہ کریں، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: "لَا تَخَفْ" کہ خوف نہ کرو، بلکہ فرمایا: "لَا تَحْزَنْ" غم نہ

[58] سورۃ طٰہٰ: 21

[59] الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ: ج4 ص213

کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غم اپنی ذات پر کسی مصیبت کے آنے کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ ان کا غم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھا، یہی غم ان کو اپنی ذات کے خوف سے بے نیاز کیے ہوئے تھا۔ اور اس لیے بھی کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی تکلیف پہنچی ہے اور آپ کس قدر تنگی میں ہیں کہ ایک تنگ غار میں چھپے ہوئے ہیں، اپنے اہل و عیال سے دوری ہے، پردیس کی وحشت ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سب سے زیادہ نرم دل اور سب سے زیادہ فکر رکھنے والے تھے، اس لیے ان پر غم طاری ہوا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ آثَارَ الْمُشْرِكِيْنَ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَآنَا قَالَ: مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا. [60]

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار ثور میں تھا کہ مشرکوں کے قدموں کے نشان دیکھے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنا پاؤں ذرا سا اوپر کیا (اور نیچے جھانک لیا) تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر! آپ کا اُن دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے؟

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ ...أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَمَرَ اللهُ شَجَرَةً لَيْلَةَ الْغَارِ فَنَبَتَتْ فِيْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ اللهُ الْعَنْكَبُوْتَ فَنَسَجَتْ فِيْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ حَمَامَتَيْنِ وَحْشِيَّتَيْنِ فَوَقَفَتَا بِفَمِ الْغَارِ وَأَقْبَلَ فِتْيَانُ قُرَيْشٍ مِنْ كُلِّ بَطْنٍ، رَجُلٌ بِعِصِيِّهِمْ وَهَرَاوِلِهِمْ وَسُيُوْفِهِمْ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْرَ أَرْبَعِيْنَ ذِرَاعًا تَعَجَّلَ بَعْضُهُمْ يَنْظُرُ فِي الْغَارِ فَرَاٰى حَمَامَتَيْنِ بِفَمِ

[60] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4663

الْغَارِ فَرَجَعَ إِلٰى أَصْحَابِهِ، فَقَالُوْا لَهٗ: مَا لَكَ لَمْ تَنْظُرْ فِي الْغَارِ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ حَمَامَتَيْنِ بِفَمِ الْغَارِ فَعَرَفْتُ أَنْ لَيْسَ فِيْهِ أَحَدٌ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ فَعَرَفَ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ دَرَأَ عَنْهُ بِهِمَا فَدَعَا لَهُنَّ وَسَمَّى عَلَيْهِنَّ وَفَرَضَ جَزَاءَهُنَّ وَأُقْرِرْنَ فِي الْحَرَمِ. [61]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ارقم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ہم غار میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا (کہ غار دہانے اُگ آئے) تو وہ اُگ آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (غار کے دہانے پر) پردہ بن گیا۔ پھر اللہ نے مکڑی کو حکم دیا (کہ جال بُن دے) تو اس نے جال بُن دیا، اللہ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا (کہ گھونسلہ بنا کر انڈے دیں) تو وہ آ کر غار کے منہ پر بیٹھ گئے۔ قریش کے ہر قبیلے سے نوجوان آئے، ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں، ڈنڈے اور تلواریں تھیں۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب ہو گئے کہ صرف چالیس ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا تو ان میں سے ایک آگے بڑھا تاکہ جھانک کر دیکھے کہ اندر کون ہے، جب اس نے غار کے دہانے پر دو کبوتروں کو بیٹھے دیکھا تو واپس پلٹ آیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے پوچھا: تم نے اندر کیوں نہیں دیکھا؟ اس نے کہا: میں نے دو کبوتروں کو غار کے دہانے پر بیٹھے دیکھا، اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ اس غار میں کوئی نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی اور سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کبوتروں کے ذریعے (ہمیں دشمن سے) بچا لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (کبوتروں) کے حق میں دعا فرمائی، ان پر تسمیہ (بسم اللہ) پڑھا، اور ان کے شکار پر تاقیامت جرمانہ لازم کر دیا (یعنی ان کو حرم میں محفوظ جانور قرار دے دیا گیا)۔

تمام غزوات میں شرکت:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ آپ کے محافظ اور سپاہی بن کر رہے جس کا تذکرہ سیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔ اس گفتگو میں اس باب کو ذکر کرنا طوالت کا باعث ہے اس لیے اسے چھوڑا جا رہا ہے۔

---

[61] المعجم الکبیر للطبرانی: ج9 ص134 رقم الحدیث 17455

امیرِ حج سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ثُمَّ أَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَقِيَّةَ شَهْرِ رَمَضَانَ وَشَوَّالًا وَ ذَا الْقَعْدَةِ ثُمَّ بَعَثَ أَبَا بَكْرٍ أَمِيْرًا عَلَى الْحَجِّ مِنْ سَنَةِ تِسْعٍ لِيُقِيْمَ لِلْمُسْلِمِيْنَ حَجَّهُمْ وَالنَّاسُ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ مِنْ حَجِّهِمْ. فَخَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمَنْ مَعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. [62]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ رمضان کے باقی دن، شوال اور ذوالقعدہ میں (مدینہ میں) قیام فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن 9 ہجری میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا تاکہ وہ مسلمانوں کو حج کرائیں جبکہ مشرکین اپنے اپنے انداز پر حج کر رہے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ایک قافلے کے ساتھ (حج کے لئے) روانہ ہو گئے۔

وَنَزَلَتْ بَرَاءَةٌ فِيْ نَقْضِ مَا بَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ الْعَهْدِ الَّذِيْ كَانُوْا عَلَيْهِ فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ: أَنْ لَا يُصَدَّ عَنِ الْبَيْتِ أَحَدٌ جَاءَهٗ وَلَا يَخَافُ أَحَدٌ فِي الشَّهْرِ الْحِرَامِ. [63]

ترجمہ: سورۃ براءت نازل ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان جو معاہدہ تھا، اس کے ختم کرنے کا اعلان کیا گیا۔ وہ معاہدہ یہ تھا کہ جو شخص بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے، اسے روکا نہ جائے اور حرمت والے مہینے میں کسی کو ڈرنے کی ضرورت نہ ہو۔

وَكَانَ ذٰلِكَ عَهْدًا عَامًّا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ وَكَانَتْ بَيْنَ ذٰلِكَ عُهُوْدٌ بَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قَبَائِلَ مِنَ الْعَرَبِ خَصَائِصَ إِلٰى اٰجَالٍ مُسَمَّاةٍ فَنَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْمَنْ تَخَلَّفَ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ عَنْهُ فِيْ تَبُوْكَ وَفِيْ قَوْلِ مَنْ قَالَ مِنْهُمْ فَكَشَفَ اللهُ تَعَالٰى فِيْهَا سَرَائِرَ

[62] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج2 ص459 حج ابی بکر رضی اللہ عنہ بالناس سنۃ تسع

[63] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج2 ص459 حج ابی بکر رضی اللہ عنہ بالناس سنۃ تسع

أَقْوَامٍ كَانُوْا يَسْتَخْفُوْنَ بِغَيْرِ مَا يُظْهِرُوْنَ مِنْهُمْ مَنْ سَمّٰى لَنَا وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُسَمِّ لَنَا. فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱)﴾ أَيْ لِأَهْلِ الْعَهْدِ الْعَامِّ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ ﴿فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ (۲) وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ﴾ أَيْ بَعْدَ هٰذِهِ الْحِجَّةِ ﴿فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۳) اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ أَيِ الْعَهْدَ الْخَاصَّ إِلَى الْأَجَلِ الْمُسَمّٰى ﴿ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (۴) فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ﴾ يَعْنِي الْأَرْبَعَةَ الَّتِيْ ضَرَبَ لَهُمْ أَجَلًا ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۵) وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ أَيْ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ أَمَرْتُكَ بِقَتْلِهِمْ ﴿اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ (۶)﴾ [64]

ترجمہ: یہ معاہدہ عام تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان ہوا تھا۔ اور اس کے علاوہ کچھ خاص معاہدے بھی تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے بعض قبیلوں کے ساتھ خاص مدت کے لئے کیے تھے۔ پھر سورۃ براءت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے اور ان منافقوں کے بارے میں بھی نازل ہوئی جنہوں نے (مختلف بہانے بنا کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں باتیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں کے بھید ظاہر فرما دیے جن کی حقیقت وہ چھپا رہے تھے اور ظاہر کچھ اور کر رہے تھے۔ ان میں سے کچھ کے نام ہمیں بتا دیے گئے اور کچھ کے نام نہیں بتائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے (قرآن کریم کی سورۃ البراءۃ میں) فرمایا: اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین سے بیزاری کا اعلان ہے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا۔ (یعنی وہ مشرکین جو عام معاہدے میں شامل تھے۔) تم لوگ زمین میں چار مہینے تک

[64] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج2 ص460 حج ابی بکر رضی اللہ عنہ بالناس سنۃ تسع

(آزادی سے) چل پھر لو، جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے، اور یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کے لئے اعلان ہے بڑے حج کے دن کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بری ہے (یعنی اس حج کے بعد)، لہٰذا اگر تم توبہ کر لو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم (توبہ سے) پھر جاؤ تو جان لو کہ تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے۔ کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو، مگر جن مشرکوں سے تم نے خاص مدت کے لئے معاہدہ کیا تھا، اور انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی خلاف ورزی نہیں کی، اور نہ کسی کے ساتھ تمہارے خلاف سازش کی، تو ان کے ساتھ ان کی مدت پوری کرو۔ بے شک اللہ متقی لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں (یعنی وہ چار مہینے جن میں ان کو مہلت دی گئی) تو مشرکوں کو جہاں دیکھو وہیں قتل کر دو، انہیں پکڑ لو، انہیں گھیر لو اور ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں، نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (یعنی انہیں قتل نہ کرو)، بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔ اگر ان مشرکوں میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے (یعنی ان لوگوں میں سے جن کے بارے میں قتل کا حکم دیا گیا) تو انہیں پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لیں۔ پھر انہیں اس کے امن کی جگہ پہنچا دو۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ نادان ہیں۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِيْ حَكِيْمُ بْنُ حَكِيْمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ كَانَ بَعَثَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ لِيُقِيْمَ لِلنَّاسِ الْحَجَّ. قِيْلَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَوْ بَعَثْتُ بِهَا إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ. فَقَالَ: لَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ إِلَّا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ ثُمَّ دَعَا عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: اخْرُجْ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ مِنْ صَدْرِ بَرَاءَةٍ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ يَوْمَ النَّحْرِ إِذَا اجْتَمَعُوْا بِمِنًى أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَافِرٌ وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَمَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَهُوَ لَهُ إِلٰى مُدَّتِهِ فَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ عَلٰى نَاقَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَضْبَاءِ. حَتّٰى أَدْرَكَ أَبَا بَكْرٍ بِالطَّرِيْقِ فَلَمَّا رَاٰهُ أَبُوْبَكْرٍ بِالطَّرِيْقِ قَالَ: أَ أَمِيْرٌ أَوْ مَأْمُوْرٌ؟ فَقَالَ: بَلْ مَأْمُوْرٌ. ثُمَّ مَضَيَا. فَأَقَامَ أَبُوْبَكْرٍ لِلنَّاسِ الْحَجَّ. وَالْعَرَبُ إِذْ ذَاكَ فِيْ تِلْكَ السَّنَةِ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ مِنَ الْحَجِّ. الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ قَامَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

فَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالَّذِي أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَافِرٌ وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا وَمَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَهُوَ لَهُ إِلَى مُدَّتِهِ وَأَجَّلَ النَّاسَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ مِنْ يَوْمِ أَذَّنَ فِيهِمْ لِيَرْجِعَ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى مَأْمَنِهِمْ أَوْ بِلَادِهِمْ، ثُمَّ لَا عَهْدٌ لِمُشْرِكٍ وَلَا ذِمَّةٌ إِلَّا أَحَدٌ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ إِلَى مُدَّةٍ فَهُوَ لَهُ إِلَى مُدَّتِهِ فَلَمْ يَحُجَّ بَعْدَ ذٰلِكَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَمْ يَطُفْ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، ثُمَّ قَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [65]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف نے ابو جعفر محمد بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا: جب سورۃ براءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگوں کا امیر بنا کر حج کے لیے روانہ کر چکے تھے، آپ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ یہ (سورۃ براءت) بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری طرف سے یہ بات صرف میرے اہلِ بیت میں سے ہی کوئی شخص پہنچا سکتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: سورہ براءت کی ابتدائی آیات لے کر مکہ جائیں اور یوم النحر (قربانی کے دن) جب لوگ منیٰ میں جمع ہوں تو ان کے درمیان یہ اعلان کر دیں کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہو گا، اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا اور جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے، وہ اس کی مقررہ مدت تک باقی رہے گا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی "عَضباء" پر سوار ہو کر روانہ ہوئے، راستے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: کیا آپ امیر بن کر آئے ہیں یا مامور بن کر؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: نہیں، بلکہ میں مامور ہوں (آپ کے ماتحت ہوں)۔ پھر دونوں حضرات آگے بڑھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا، اور عرب

---

[65] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج2 ص461 حج ابی بکر رضی اللہ عنہ بالناس سنۃ تسع

کے لوگ اس سال اپنے ان طریقوں پر ہی تھے جو وہ زمانہ جاہلیت میں اختیار کرتے تھے۔ پھر جب قربانی کا دن آیا تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وہ اعلان فرمایا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا کہ "اے لوگو! یاد رکھو، جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہو گا، اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، نہ ہی کوئی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا اور جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے، وہ اپنی مقررہ مدت تک باقی رہے گا۔" پھر لوگوں کے لئے چار مہینے کی مہلت مقرر کر دی گئی تاکہ ہر قوم اپنے ٹھکانے یا اپنے وطن لوٹ جائے۔ اس کے بعد (چار مہینے کے بعد) کسی مشرک کے لئے کوئی عہد یا کوئی ذمہ باقی نہیں سوائے ان کے جن کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ مقررہ مدت تک تھا، تو وہ اپنی مدت پوری کرے گا۔ چنانچہ اس سال کے بعد نہ کسی مشرک نے حج کیا اور نہ کسی نے برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ (حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد) حضرت علی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس تشریف لائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر آخرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ: إِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللهِ، قَالَ: فَبَكٰى أَبُوْ بَكْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهٖ أَنْ يُخْبِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ أَعْلَمَنَا. [66]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اللہ کے پاس ہے (یعنی آخرت کا) اختیار دیا ہے، اس بندے نے اپنے اختیار سے اسے پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے۔ (راوی کہتے ہیں) یہ بات سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ ہم نے ان کے رونے پر تعجب کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ اُسے اختیار دیا گیا، اس میں رونے والی کیا بات ہو سکتی ہے؟ (اس بات کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بندے کی بات کی ہے) اس سے مراد خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (یعنی جدائی کا وقت قریب آ چکا ہے، اس لیے رو پڑے) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔

امت، صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

[66] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3654

وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ ... كَأَنَّهَا تَقُوْلُ "الْمَوْتَ" ... قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ لَمْ تَجِدِيْنِي فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ. [67]

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (مسئلہ دریافت کرنے) آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد میں آنا۔ اس نے عرض کی: اگر بعد میں آؤں اور آپ کو موجود نہ پاؤں تو؟ یعنی آپ دنیا چھوڑ چکے ہوں تو (مسئلہ کس سے پوچھوں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس چلی آنا۔

نوٹ: یہ روایت تقلیدِ شخصی کی بھی دلیل ہے۔

مصلیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات مغرب کی نماز پڑھائی۔ جب عشاء کی نماز کا وقت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ بتلایا گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن شدید بیماری کی وجہ سے نہ اٹھ سکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر سے کہو نماز پڑھائے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ: مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُوْلِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْ ... مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. [68]

---

[67] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3659

[68] صحیح البخاری: رقم الحدیث 679

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوصال میں فرمایا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی ابو بکر رضی اللہ عنہ (آپ کے مصلّے پر آپ کو نہ دیکھ پائیں گے تو بہت دکھی ہوں گے اور جب وہ) آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو زیادہ رونے کی وجہ سے لوگوں کو قراءت نہیں سنا سکیں گے، اس لیے آپ؛ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی بات کریں جو میں نے عرض کی ہے۔ انہوں نے یہی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رکو! .... (نماز کی امامت کے لیے عمر رضی اللہ عنہ سے نہ کہو بلکہ) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو (میری طرف سے حکماً) کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت:

12 ربیع الاول پیر کے دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔ یہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے کہ جب سے دنیا بنی ہے کائنات میں اتنی بڑی آزمائش نہیں آئی جتنی نبی الانبیاء، امام الانبیاء، فخر الانبیاء، سید الانبیاء، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن پیش آئی۔ کائنات کے ہادی اعظم اور محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمالیا، یعنی اللہ کے آخری نبی، رسول اور پیغمبر رفاقتِ اعلیٰ کے عہد کی پاسداری کے لیے لبیک کہہ کر اس جہان سے کوچ فرما گئے۔

اللہ نے اپنے آخری نمائندے کا کل اثاثہ؛ امت کی صورت میں اس کے پہلے نمائندے کے سپرد فرما دیا۔ صحابہ واہل بیت کرام رضی اللہ عنہم جدائی سے شدید صدمے میں تھے۔ ایسی سوگوار فضاء میں اسلام، اہل اسلام، اسلامی ریاست اور حالات کو سنبھالتے ہوئے افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ

ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكٰى ثُمَّ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللهِ لَا يَجْمَعُ اللهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ الخ. [69]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے جو مقام "سُنح" میں واقع تھا، گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، سواری سے اترے، مسجد کے اندر تشریف لائے، کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ بعد میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یمنی چادر اوڑھا دی گئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے کپڑا اہٹایا، تھوڑا سا نیچے جھکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور رونے لگے۔ پھر (آپ کو مخاطب بناتے ہوئے) کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں طاری نہیں کرے گا۔ جو ایک موت آنی تھی وہ آچکی۔ (اب دوبارہ قبر میں آپ کو کبھی موت نہیں آئے گی بلکہ حیات ہی حیات حاصل رہے گی)۔

گویا ان الفاظ سے امت کو یہ تسلی دی کہ ہمارا اور نبوت کا رشتہ بالکلیہ ختم نہیں ہوا بلکہ آپ کی رحمت اور گناہگاروں کے لیے استغفار اور دعا والا سلسلہ جوں کا توں قیامت تک باقی رہے گا۔

فائدہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دو گھر تھے۔ ایک گھر مسجد نبوی کے ساتھ تھا جس کی کھڑکی مسجد نبوی کے اندر کھلی ہوئی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ اسی کھڑکی سے مسجد تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال مبارک سے کچھ عرصہ پہلے حکم دیا تھا کہ جن جن لوگوں کی کھڑکیاں مسجد میں کھلی ہوئی ہیں انہیں بند کر دیا جائے سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے۔

دوسرا گھر مسجد نبوی سے کچھ فاصلے مقام "سُنح" پر تھا۔ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس دن آپ رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز مسجد نبوی میں پڑھائی اور سُنح والے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کو اطلاع ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ اس لیے روایت میں آیا ہے کہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔

---

[69] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4452

خلافتِ صدیقی کے قرآن میں اشارے

1: ﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ [70]

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا۔

امام ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

ثُمَّ لَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاخْتَارَ اللّٰهُ لَهٗ مَا عِنْدَهٗ مِنَ الْكَرَامَةِ قَامَ بِالْأَمْرِ بَعْدَهٗ خَلِيْفَتُهٗ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ. فَلَمَّ شَعَثَ مَا وَهٰى عِنْدَ مَوْتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَأَطَّدَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ وَمَهَّدَهَا. [71]

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اپنی طرف کی عزت و کرامت کو پسند فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کا نظام سنبھالا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد پیدا ہونے والی کمزوری اور بکھراؤ کو درست کیا، جزیرۂ عرب کو مضبوطی بخشی اور اسے پوری طرح سنوار کر مستحکم کر دیا۔

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری القرطبی (ت 671ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

قَالَ الضَّحَّاكُ فِي كِتَابِ النَّقَّاشِ: هٰذِهٖ تَتَضَمَّنُ خِلَافَةَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ لِأَنَّهُمْ أَهْلُ الْإِيْمَانِ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ .... قَالَ عُلَمَاؤُنَا: هٰذِهِ الْاٰيَةُ دَلِيْلٌ عَلٰى خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ اسْتَخْلَفَهُمْ وَرَضِيَ أَمَانَتَهُمْ وَكَانُوْا عَلَى الدِّيْنِ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ لِأَنَّهُمْ لَمْ يَتَقَدَّمْهُمْ

[70] سورۃ النور: 55

[71] تفسیر ابن کثیر: ج3 ص421 تحت سورۃ النور، رقم الآیۃ 55

أَحَدٌ فِي الْفَضِيلَةِ إِلَى يَوْمِنَا هٰذَا. فَاسْتَقَرَّ الْأَمْرُ لَهُمْ وَقَامُوا بِسِيَاسَةِ الْمُسْلِمِينَ وَذَبُّوا عَنْ حَوْزَةِ الدِّيْنِ فَنَفَذَ الْوَعْدُ فِيهِمْ وَإِذَا لَمْ يَكُنْ هٰذَا الْوَعْدُ لَهُمْ نَجَزَ وَفِيهِمْ نَفَذَ وَعَلَيْهِمْ وَرَدَ فَفِيمَنْ يَكُونُ إِذًا؟ وَلَيْسَ بَعْدَهُمْ مِثْلُهُمْ إِلَى يَوْمِنَا هٰذَا وَلَا يَكُونُ فِيمَا بَعْدَهُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.[72]

ترجمہ: امام ضحاک "کتاب النقاش" میں فرماتے ہیں: اس آیت میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی (رضی اللہ عنہم) کی خلافت بھی شامل ہے کیونکہ یہ لوگ ایمان والے تھے اور انہوں نے نیک عمل بھی کیے تھے۔ ہمارے علماء فرماتے ہیں: یہ آیت خلفائے اربعہ (رضی اللہ عنہم) کی خلافت پر دلیل ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خلیفہ بنایا اور ان کی امانت و دیانت پر راضی ہوا، وہ اسی دین پر قائم رہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند فرمایا کیونکہ آج تک فضیلت میں کوئی بھی ان پر سبقت نہیں لے سکا۔ لہٰذا خلافت کا نظام انہی کے لیے قائم ہوا، انہوں نے مسلمانوں کی سیاست و قیادت کا حق ادا کیا، دین کی حفاظت کی ذمہ داری کو نبھایا۔ اس طرح اللہ کا وعدہ انہی کے حق میں پورا ہوا۔ اگر یہ وعدہ ان کے حق میں پورا نہ ہوا ہوتا تو پھر اور کس کے حق میں پورا ہوتا؟ اس لیے کہ ان کے بعد آج تک کوئی ان جیسا پیدا نہیں ہوا، نہ آئندہ ہوگا۔ اللہ ان سب سے راضی ہو۔

2: ﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ﴾[73]

ترجمہ: اگر تم ان کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد نہیں کرو گے تو (ان کا کچھ نقصان نہیں، اس لیے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد اس وقت بھی کی ہے جب ان کو کافروں نے ایسے وقت (مکہ مکرمہ سے) نکالا تھا جب وہ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی کو یہ کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل فرمایا۔

---

[72] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص2216 تحت سورۃ النور، رقم الآیۃ 55

[73] سورۃ التوبۃ: 40

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی رحمہ اللہ (ت 671ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْخَلِيفَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِأَنَّ الْخَلِيفَةَ لَا يَكُونُ أَبَدًا إِلَّا ثَانِيًا. [74]

ترجمہ: علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ کہ جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ دوسرا تھا، میں اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے کیونکہ خلیفہ ہمیشہ دوسرے نمبر پر ہی ہوتا ہے۔ (یعنی نبی کے بعد اسی کے لیے خلافت ثابت ہوتی ہے۔)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[74] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج1 ص1440 تحت سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ40

خلافتِ صدیقی کے حدیث میں اشارے

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ: مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُوْلِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ. فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ:... مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. [75]

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوصال میں فرمایا: ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: ابو بکر (آپ کے مصلّے پر آپ کو نہ دیکھ پائیں گے تو بہت دکھی ہوں گے اور جب وہ) آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو زیادہ رونے کی وجہ سے لوگوں کو کچھ سنائی نہیں دے گا۔ اس لیے آپ عمر کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی بات کریں جو میں نے عرض کی ہے۔ انہوں نے یہی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رکو!... (نماز کی امامت کے لیے عمر رضی اللہ عنہ سے نہ کہو بلکہ) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو (میری طرف سے حکماً) کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

2: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي حَدِيْثِ ابْنِ زَمْعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ بِالصَّلَاةِ، وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ غَائِبًا فَتَقَدَّمَ عُمَرُ فَصَلّٰى، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا لَا لَا، يَأْبَى اللهُ وَالْمُسْلِمُوْنَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ، يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ أَبُوْ بَكْرٍ.

[75] صحیح البخاری: رقم الحدیث 679

وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ: كَبَّرَ عُمَرُ، فَسَمِعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكْبِيْرَهٗ، فَأَطْلَعَ رَأْسَهٗ مُغْضِبًا، فَقَالَ: أَيْنَ ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ؟، قَالَ الْعُلَمَاءُ: فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ أَوْضَحُ دَلَالَةٍ عَلٰى أَنَّ الصِّدِّيْقَ أَفْضَلُ الصَّحَابَةِ عَلَى الْإِطْلَاقِ، وَأَحَقُّهُمْ بِالْخِلَافَةِ، وَأَوْلَاهُمْ بِالْإِمَامَةِ. [76]

ترجمہ: حضرت ابنِ زمعہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حالتِ مرض میں) لوگوں کو نماز کا حکم دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس وقت موجود نہ تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانا چاہی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، نہیں، نہیں! اللہ اور مسلمان؛ ابو بکر کے سوا کسی کو قبول نہیں کریں گے۔ ابو بکر ہی لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تکبیر سنی تو غصے کی حالت میں اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا: ابو قحافہ کا بیٹا کہاں ہے؟ علماء فرماتے ہیں: اس حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تمام صحابہ میں علی الاطلاق افضل، خلافت کے سب سے زیادہ حق دار اور امامت کے لیے سب سے زیادہ لائق ہونے پر واضح دلیل ہے۔

3: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ ... كَأَنَّهَا تَقُوْلُ "الْمَوْتَ" ... قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ. [77]

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (مسئلہ دریافت کرنے) آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد میں آنا۔ اس نے عرض کی: اگر بعد میں آؤں اور آپ کو موجود نہ پاؤں تو؟ یعنی آپ دنیا چھوڑ چکے ہوں تو (مسئلہ کس سے پوچھوں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[76] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص48 فصل فی الاحادیث والآیات المشیرۃ الی خلافتہ وکلام الائمۃ فی ذلک

[77] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3659

فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس چلی آنا۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

(فَإِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ) أَيْ فَإِنَّهُ خَلِيْفَتِيْ مُطْلَقًا أَوْ وَصِيِّيْ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ، وَالْأَوَّلُ أَظْهَرُ. [78]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کہ "اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس چلی جانا" اس کا معنی یہ ہے کہ وہ میرا مطلقاً خلیفہ ہو گا یا اس معاملے میں وہ میرا وصی ہو گا، اور پہلا معنی (مطلق خلیفہ ہو گا) یہ زیادہ ظاہر (راجح) ہے۔

4: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عِصْمَةَ قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ فَلَقِيَهُ عَلِيٌّ فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: جِئْتُ أَسْأَلُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى مَنْ نَدْفَعُ صَدَقَةَ أَمْوَالِنَا إِذَا قَبَضَكَ اللهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ، فَإِذَا قَبَضَ اللهُ أَبَا بَكْرٍ فَإِلٰى مَنْ؟ قَالَ: عُمَرَ، فَإِذَا قَبَضَ اللهُ عُمَرَ فَإِلٰى مَنْ؟ قَالَ: إِلٰى عُثْمَانَ، قَالَ: فَإِذَا قَبَضَ اللهُ عُثْمَانَ فَإِلٰى مَنْ؟ قَالَ: انْظُرُوا لِأَنْفُسِكُمْ. [79]

ترجمہ: حضرت عصمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی قبیلہ خُزاعہ سے آیا۔ اُس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہیں کس چیز نے یہاں آنے پر آمادہ کیا ہے؟

اس نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھنے آیا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا تو ہم اپنی زکوۃ اور صدقات کس کو ادا کریں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو۔

پھر اس نے پوچھا: اگر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کو بھی اپنے پاس بلا لیا تو پھر کس کو دیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ) کو۔

---

[78] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج 11 ص 168 کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ، الفصل الاول

[79] المعجم الکبیر للطبرانی: ج 7 ص 85 رقم الحدیث 13913

اس نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے عمر کو بھی اپنے پاس بلا لیا تو پھر کس کو دیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان (رضی اللہ عنہ) کو۔

اس نے پوچھا: اگر اللہ تعالیٰ نے عثمان کو بھی اپنے پاس بلا لیا تو پھر کس کو دیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم خود اپنے لیے غور و فکر کرنا (یعنی اپنے مشورے سے اپنے درمیان کسی کو منتخب کر لینا)۔

5: امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَسْتُ أَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ، فَاقْتَدُوْا بِالَّذَيْنَ مِنْ بَعْدِيْ، يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَهَدْيَ عَمَّارٍ، وَعَهْدَ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ.
[80]

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ میں تمہارے درمیان کتنا عرصہ باقی (دنیا میں زندہ) رہوں گا۔ لہٰذا میرے بعد تم ان دونوں کی اقتداء کرنا، یعنی ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی، عمار (رضی اللہ عنہ) کے طریقہ کو لازم پکڑنا اور جو کچھ ابن مسعود (ابن ام عبد) تم سے بیان کریں اسے سچ ماننا۔

6: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنِّيْ عَلَى حَوْضٍ أَسْقِي النَّاسَ فَأَتَانِيْ أَبُوْبَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِيْ لِيُرِيْحَنِيْ فَنَزَعَ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ فَأَتَى ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَنْزِعُ حَتّٰى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ يَتَفَجَّرُ. [81]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ

[80] فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم لاحمد بن حنبل: ص 230 رقم الحدیث 198

[81] صحیح البخاری: رقم الحدیث 7022

میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک حوض پر ہوں اور لوگوں کو پانی پلا رہا ہوں۔ اسی دوران میرے پاس ابو بکر (رضی اللہ عنہ) آئے اور انہوں نے مجھ سے ڈول لے لیا تا کہ مجھے راحت پہنچائیں۔ انہوں نے دو ڈول کھینچے مگر ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری تھی۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ پھر ابن الخطاب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) آئے اور انہوں نے ان سے ڈول لے لیا اور برابر کھینچتے رہے یہاں تک کہ لوگ سیر اب ہو گئے اور حوض پھوٹنے لگا۔

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: رُؤْيَا الْأَنبِيَاءِ وَحْيٌ، وَقَوْلُهُ: "وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ" قِصَرُ مُدَّتِهِ وَعَجَلَةُ مَوْتِهِ وَشُغْلُهُ بِالْحَرْبِ لِأَهْلِ الرِّدَّةِ عَنِ الِافْتِتَاحِ وَالتَّزَيُّدِ الَّذِي بَلَغَهُ عُمَرُ فِي طُولِ مُدَّتِهِ.[82]

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ" کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت کم تھی، ان کی وفات جلد ہو گئی اور وہ ارتداد والوں سے جہاد میں مشغول رہے جس کی وجہ سے فتوحات اور ترقیات وہ نہ کر سکے جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی طویل مدت خلافت میں حاصل کیں۔

[82] کتاب الاعتقاد للبیہقی: ج 1 ص 340

خلافتِ صدیقی پر اجماع

1:　امام حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدِ اتَّفَقَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عَلٰى بَيْعَةِ الصِّدِّيْقِ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ، حَتّٰى عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَأَرْضَاهُمَا وَالدَّلِيْلُ عَلٰى ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ .... عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ فِي دَارِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَفِيْهِمْ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ ... فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: صَدَقَ قَائِلُكُمْ وَلَوْ قُلْتُمْ غَيْرَ هٰذَا لَمْ نُبَايِعْكُمْ فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ وَقَالَ: هٰذَا صَاحِبُكُمْ فَبَايِعُوْهُ. فَبَايَعَهُ عُمَرُ وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ،

قَالَ: فَصَعِدَ أَبُوْبَكْرٍ الْمِنْبَرَ، فَنَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ الزُّبَيْرَ، قَالَ: فَدَعَا الزُّبَيْرَ فَجَاءَ قَالَ: قُلْتُ: ابْنُ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْتَّ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ قَالَ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ، فَقَامَ فَبَايَعَهُ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا فَدَعَا بِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: قُلْتُ: ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهُ عَلَى ابْنَتِهِ! أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ قَالَ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ! فَبَايَعَهُ. [83]

ترجمہ:　تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اتفاق کیا حتی کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی (بیعت کرنے والوں میں شامل ہوئے)۔ اس پر دلیل وہ روایت ہے جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے نقل کی ہے:.... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو لوگ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر جمع ہوئے۔ ان میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے.... چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: تمہارے کہنے والے نے سچ کہا، اگر تم اس کے خلاف بات کرتے تو

[83]　البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج 3 ص 693 خلافۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وما فیھا من الحوادث

ہم تمہاری بات نہ مانتے۔ پھر انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: یہ تمہارے ساتھی ہیں، ان کی بیعت کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور ان کے بعد مہاجرین و انصار نے بھی بیعت کر لی۔

پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اور لوگوں کے چہروں کو دیکھنے لگے تو انہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا۔ جب وہ آئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے ہیں، کیا آپ مسلمانوں کے اتحاد کو توڑنا چاہتے ہیں؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے خلیفۃ الرسول! (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، پھر کھڑے ہوئے اور بیعت کر لی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہیں ہیں، انہیں بھی بلایا گیا۔ جب وہ آئے تو ان سے فرمایا: آپ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور ان کے داماد ہیں، کیا آپ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی جماعت کو توڑنا چاہتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے خلیفۃ الرسول! (آپ سے) کوئی تحفظات نہیں، پھر انہوں نے بھی بیعت کر لی۔

2: امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (ت 463ھ) اجماع نقل کرتے ہیں:

وَأَجْمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ عَلَى خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالُوْا لَهُ: يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ! وَلَمْ يُسَمَّ أَحَدٌ بَعْدَهُ خَلِيْفَةً وَيُقَالُ: إِنَّهُ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلَاثِيْنَ أَلْفِ مُسْلِمٍ، كُلٌّ قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ! وَرَضُوْا بِهِ وَمِنْ بَعْدِهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ إِلَى حَيْثُ انْتَهَيْنَا، قِيْلَ لَهُمْ: أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ. [84]

ترجمہ: مہاجرین اور انصار نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع کیا اور ان کو "خلیفۃ الرسول" کا لقب دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی کو "خلیفۃ الرسول" کا لقب نہیں دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت تیس ہزار مسلمان تھے، ہر ایک نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: "اے رسول اللہ کے خلیفہ!" اور سب نے ان پر رضامندی ظاہر کی۔ پھر ان کے بعد (خلفاء) کو "امیر المؤمنین" کہا جانے لگا۔

---

[84] تاریخ بغداد للخطیب: ج8 ص188 ترجمۃ عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عثمان بن المختار ابو محمد

3: امام ابو الحسن علی بن اسماعیل بن اسحاق بن سالم الاشعری رحمہ اللہ (ت 324ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ ﴾

وَقَالَ وَتَعَالَى: ﴿ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ ﴾

وَأَثْنَى اللهُ تَعَالَى عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالسَّابِقِيْنَ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَعَلَى أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ، وَنَطَقَ الْقُرْآنُ بِمَدْحِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ فِي مَوَاضِعَ كَثِيْرَةٍ، وَأَثْنَى عَلَى أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَقَالَ تَعَالَى: ﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ﴾، وَقَدْ أَجْمَعَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ أَثْنَى اللهُ عَلَيْهِمْ وَمَدَحَهُمْ عَلَى إِمَامَةِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَسَمَّوْهُ "خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" وَ بَايَعُوْهُ وَانْقَادُوْا لَهُ، وَأَقَرُّوْا لَهُ بِالْفَضْلِ، وَكَانَ أَفْضَلَ الْجَمَاعَةِ فِيْ جَمِيْعِ الْخِصَالِ الَّتِيْ يُسْتَحَقُّ بِهَا الْإِمَامَةُ، مِنَ الْعِلْمِ وَالزُّهْدِ وَقُوَّةِ الرَّأْيِ وَسِيَاسَةِ الْأُمَّةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ. [85]

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے نیک اعمال کیے ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا اور ان کے لیے اس دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا۔ وہ میری عبادت کریں، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز کی پابندی کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔

[85] الابانۃ عن اصول الدیانۃ للاشعری: ص 613

اللہ تعالیٰ نے مہاجرین، انصار، اسلام میں سبقت کرنے والوں اور بیعتِ رضوان کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے۔ قرآن نے بہت سی جگہوں پر مہاجرین و انصار کی مدح بیان کی ہے، اور اہلِ بیعتِ رضوان کے بارے میں فرمایا: یقیناً اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔ یہ تمام لوگ جن کی اللہ نے تعریف کی اور جنہیں مدح کے ساتھ یاد کیا انہوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت پر اجماع کیا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ قرار دیا۔ سب نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے آگے سر تسلیم خم کیا اور ان کے فضائل کو تسلیم کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ان میں سب سے افضل تھے اُن تمام اوصاف میں جن کی بنیاد پر انسان خلافت اور امامت کا حق دار ٹھہرتا ہے، مثلاً علم، زہد، قوتِ رائے، امت کی سیاست و قیادت اور دیگر تمام فضائل۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

خلافت بلا فصل

سقیفہ بنی ساعدہ میں اجتماع:

اس کے بعد معلوم ہوا کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی کے قریب سقیفہ بنی ساعدہ نامی جگہ پر اکٹھے ہیں اور دیانتدارانہ طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کے بارے میں مشاورت کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ جب کسی سربراہ کا انتقال ہو جائے تو سب سے اہم مسئلہ اس کی جانشینی کا ہوتا ہے تاکہ مملکت کے انتظامی وسیاسی امور میں خلل نہ آئے۔ نیز یہ کہ ایسے وقت میں دشمن حملہ کر کے ملک کو تباہ وبرباد نہ کر دے، بلکہ کبھی کبھار تو مصلحت کے پیشِ نظر سربراہ کی وفات کی خبر تک کو چھپا لیا جاتا ہے تاوقتیکہ اس کے جانشین کا اعلان نہ ہو جائے۔ اس لیے وقت کا اہم ترین تقاضا یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کا تعین کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہترین انسان:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ. قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ.[86]

ترجمہ: محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے والد (حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ) سے پوچھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر انسان کون ہے؟ تو میرے والد نے فرمایا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) میں نے پھر پوچھا کہ ان کے بعد کون؟ جواب دیا کہ عمر (رضی اللہ عنہ)۔

نبوت کے بعد خلافت:

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آراء وتجاویز کو سنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کا تزکیہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

[86] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3671

وسلم نے فرمایا تھا۔ جاہ ومنصب کی طمع، حکومت واقتدار کا لالچ اور شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ کی خواہش ان کے دلوں میں نہ تھی بلکہ ان میں ہر ایک دیانتدارانہ طور پر اپنی مخلصانہ رائے پیش کر رہا تھا۔ ویسے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی اور خلافت دور حاضر کی حکمرانی جیسی نہیں تھی کہ اقتدار میں آکر غریبوں کا خون چوس کر جائیدادیں بنانا، لوٹ کھسوٹ کر کے ظلم کرنا، اقرباء پروری کر کے نااہل لوگوں کو عہدے دینا، رشوت خوری کرنا، غریبوں کو قانون کے کٹہرے میں لانا جبکہ امیروں کو چھوٹ دینا وغیرہ، بلکہ اس میں عدل وانصاف، تقویٰ، دیانتداری اور امت کی بھلائی کو مقدم رکھا جاتا تھا۔

خلیفہ کی ذمہ داری:

یہ کوئی پھولوں کا ہار نہیں تھا کہ کوئی اپنے آپ کو پیش کرتا بلکہ ایک عظیم ذمہ داری تھی، ایسی کہ جہاں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر گئے ہیں اب اس سے آگے کی جانب بڑھنا ہے۔ اسلام اور اہلِ اسلام کی ترقی کے لیے منظم منصوبہ بندی کرنی ہے اور عملاً اس کو پورا بھی کرنا ہے۔ آنے والے حالات بہت کٹھن نظر آرہے تھے، داخلی طور پر منافقین کی شورش کا اندیشہ، خارجی طور پر جھوٹے مدعیانِ نبوت اور ارتداد کا فتنہ، روم وفارس کی یلغار کا خدشہ وغیرہ۔ یوں سمجھ لیں کہ داخلی وخارجی طور پر اسلامی ریاست کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدات کا پہرہ دینا ہے۔ اسلام اور اہلِ اسلام کو اندرونی وبیرونی سازشوں سے بچا کر نبوی منہج کے مطابق ترقی واستحکام بخشنا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ سَقِيفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ. فَقَالُوْا: مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ، فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَأَسْكَتَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: وَاللهِ مَا أَرَدْتُ بِذٰلِكَ إِلَّا أَنِّيْ قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِيْ خَشِيْتُ أَنْ لَّا يَبْلُغَهُ أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ. فَقَالَ فِيْ كَلَامِهٖ: نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ. فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ: لَا، وَاللهِ لَا نَفْعَلُ، مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: لَا وَلٰكِنَّا الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ، هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا، فَبَايِعُوْا عُمَرَ بْنَ

الْخَطَّابِ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ، فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهٖ فَبَايَعَهٗ وَبَايَعَهُ النَّاسُ . [87]

ترجمہ: سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو جائے اور دوسرا تم (مہاجرین) میں سے ہو جائے (تاکہ دونوں باہمی معاونت سے امرِ خلافت کو بہتر سے بہتر چلا سکیں)۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر، عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہم) بھی اس مجلس میں پہنچ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرنی چاہی لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خاموش رہنے کے لیے کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم! میں نے ایسا صرف اس لیے کیا تھا کیونکہ میں نے پہلے سے ایک تقریر کا مضمون سوچا ہوا تھا جو مجھے بہت پسند تھا۔ مجھے ڈر تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کو نہیں پہنچ سکیں گے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انتہائی بلاغت کے ساتھ بات شروع کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہم قریش امراء ہیں تو تم انصار وزراء ہو۔ اس پر حباب بن منذر انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ہم ایسا کیسے ہونے دیں گے بلکہ ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر آپ میں سے ہو گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں! ہم امراء ہیں اور آپ انصار وزراء ہو۔ وجہ یہ ہے کہ قریش کے لوگ سارے عرب میں معزز اور شریف خاندان کے طور پر معروف و مشہور ہیں، اور ان کا علاقہ (مکہ مکرمہ) عرب کے درمیان میں ہے۔ اب تمہیں اس کا مکمل اختیار ہے کہ چاہو تو عمر بن خطاب کی بیعت کر لو یا ابو عبیدہ بن جراح کی بیعت کر لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے) کہا: نہیں! آپ ہمارے سردار ہیں، ہم سب سے بہتر انسان آپ ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پھر باقی لوگوں نے بھی بیعت کرنا شروع کر دی۔

انصار کی آمادگی:

امام حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[87] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3668

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاجْتَمَعَ النَّاسُ فِي دَارِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَفِيهِمْ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ، قَالَ: فَقَامَ خَطِيبُ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَخَلِيفَتُهُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَنَحْنُ كُنَّا أَنْصَارَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ أَنْصَارُ خَلِيفَتِهِ كَمَا كُنَّا أَنْصَارَهُ، قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: صَدَقَ قَائِلُكُمْ، أَمَا لَوْ قُلْتُمْ غَيْرَ هٰذَا لَمْ نُبَايِعْكُمْ. [88]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں جمع ہوئے۔ ان میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ انصار کے خطیب (حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی مہاجر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہوں گے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار و مددگار رہے ہیں تو ان کے خلیفہ کے بھی مددگار رہیں گے۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا: تمہارے خطیب نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ اگر تم اس کے علاوہ کسی اور نظریے کے قائل ہوتے تو ہم تمہاری بات نہ مانتے۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان:

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَأَتَاهُمْ عُمَرُ فَقَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَأَيُّكُمْ تَطِيبُ نَفْسُهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ؟ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ أَنْ نَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ. [89]

---

[88] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص261 اعتراف سعد بن عبادة بصحة ما قاله الصديق يوم سقيفة

[89] سنن النسائی: رقم الحدیث 778

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار نے اپنا موقف یہ پیش کیا کہ ایک امیر ہم انصار میں سے ہو جائے اور ایک امیر تم مہاجرین میں سے ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے انصار! آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ ابو بکر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو اب تم میں سے کون ہے جو ابو بکر سے آگے بڑھنا چاہتا ہے؟ انصار نے کہا: اللہ کی پناہ! ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے کیسے بڑھ سکتے ہیں؟

فائدہ: مذکورہ گفتگو سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انصار؛ امرِ خلافت میں رضاکارانہ تعاون کی پیش کش کر رہے ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز:

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَيْفَانِ فِي غِمْدٍ وَاحِدٍ إِذًا لَا يَصْلُحَانِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: مَنْ لَهُ هٰذِهِ الثَّلَاثُ؟ "إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ" مَنْ صَاحِبُهُ؟ "إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ" مَنْ هُمَا؟ "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا" مَعَ مَنْ؟ ثُمَّ بَايَعَهُ، ثُمَّ قَالَ: بَايِعُوْا فَبَايَعَ النَّاسُ أَحْسَنَ بَيْعَةٍ وَأَجْمَلَهَا. [90]

السنن الکبریٰ للنسائی: ج5 ص37 رقم الحدیث 8109

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں (یعنی ایک وقت میں دو خلیفہ نہیں ہو سکتے)۔ پھر انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

کون ہے جس میں یہ تین فضیلتیں جمع ہیں؟

1: (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ﴿إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ کہ جب رسول اللہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے۔ تو بتاؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی کون تھا؟

2: (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ﴿إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ کہ جس وقت وہ دونوں غار میں تھے۔ تو بتاؤ! یہ دونوں کون

[90] السنن الکبریٰ للنسائی: ج5 ص37 رقم الحدیث 8109

تھے؟

3:　(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ﴿لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ کہ آپ غم نہ کریں، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ تو بتاؤ! اللہ تعالیٰ کن افراد کے ساتھ تھا؟

بیعتِ خاصہ میں انصار کی سبقت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تا کہ ہم آپ کی بیعت کر سکیں۔ حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما ابھی اس مقصد کے لیے تیاری کر رہے تھے کہ حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان کے بعد بالترتیب حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما نے بیعت کی۔ پھر ہر طرف سے مہاجرین و انصار بیعت کے لیے امڈے چلے آئے۔ یہ بیعت خاصہ تھی۔

بیعتِ عامہ:

دوسرے دن مسجد نبوی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بارے میں دلائل سے لوگوں کو قائل فرمایا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَذٰلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمٍ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَشَهَّدَ وَأَبُوْ بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ، قَالَ: "كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَعِيْشَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَدْبُرَنَا، يُرِيْدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ آخِرَهُمْ، فَإِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالٰى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهٖ، هَدَى اللهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ، فَإِنَّهُ أَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِأُمُوْرِكُمْ فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِي سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، سَمِعْتُ عُمَرَ

يَقُوْلُ لِأَبِي بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ: اِصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً.[91]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ آخری خطبہ سنا جب وہ منبر پر بیٹھے اور یہ خطبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے اگلے دن دیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے تھے، کچھ نہ بولے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میری خواہش تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زندہ رہیں اور ہمارے کاموں کی نگرانی کریں، یعنی آپ ہی آخر تک ہمارے رہنما رہیں۔ پھر فرمایا: اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان ایک ایسا نور چھوڑ دیا ہے جس کے ذریعے تم ہدایت پاؤ گے۔ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں، وہ ان دو میں دوسرے ہیں (یعنی غار کے ساتھی)۔ وہی مسلمانوں کے معاملات کے سب سے زیادہ حق دار ہیں، لہذا اٹھو اور ان سے بیعت کرو۔ (راوی بیان کرتے ہیں) ایک جماعت نے اس سے پہلے سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تھی اور یہ منبر پر ہونے والی بیعت، عام بیعت (بیعتِ عامہ) تھی۔ امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا: "منبر پر تشریف لائیں۔" وہ ان سے اس بات کا اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے۔ تب تمام لوگوں نے عام بیعت کی۔

امام حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَأَخَذَ بِيَدِ أَبِيْ بَكْرٍ وَقَالَ: هٰذَا صَاحِبُكُمْ فَبَايِعُوْهُ فَبَايَعَهُ عُمَرُ، وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ.[92]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ تمہارے امیر ہیں، ان کی

---

[91] صحیح البخاری: رقم الحدیث 7219

[92] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص261 اعتراف سعد بن عبادۃ بصحۃ ما قالہ الصدیق یوم سقیفۃ

بیعت کرو۔ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ اس کے بعد مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بیعت کی۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل پر اجماع:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم النیشابوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَجْمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَخْلَفُوْا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.[93]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کرنے پر اجماع کر لیا۔

خلافت کے بعد پہلا خطبہ:

امام معمر بن راشد الازدی البصری رحمہ اللہ (ت 153ھ) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ خلافت نقل کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي قَدْ وُلِّيتُ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ ، فَإِنْ ضَعُفْتُ فَقَوِّمُنِي وَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِينُونِي، الصِّدْقُ أَمَانَةٌ، وَالْكَذِبُ خِيَانَةٌ، الضَّعِيفُ فِيكُمُ الْقَوِيُّ عِنْدِي حَتَّى أُزِيحَ عَلَيْهِ حَقَّهُ إِنْ شَاءَ اللهُ، وَالْقَوِيُّ فِيكُمُ الضَّعِيفُ عِنْدِي حَتَّى آخُذَ مِنْهُ الْحَقَّ إِنْ شَاءَ اللهُ ، لَا يَدَعُ قَوْمٌ الْجِهَادَ فِي سَبِيْلِ اللهِ إِلَّا ضَرَبَهُمُ اللهُ بِالْفَقْرِ وَلَا ظَهَرَتْ أَوْ قَالَ: شَاعَتِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ إِلَّا عَمَّهُمُ الْبَلَاءُ، أَطِيعُوْنِي مَا أَطَعْتُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَلَا طَاعَةَ لِيْ عَلَيْكُمْ ، قُوْمُوا إِلَى صَلَاتِكُمْ يَرْحَمْكُمُ اللهُ.[94]

---

[93] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص31 رقم الحدیث 4532

[94] جامع معمر بن راشد [ملحق بآخر مصنف عبد الرزاق]: رقم الحدیث 20868

ترجمہ: لوگو! میں تمہارا امیر بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں ۔ اگر میں خطا کروں تو میری غلطی درست کرا دینا، اگر میں اچھی بات کروں تو تم میرا ساتھ دینا۔ سچائی ایک امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے، میں اس کا حق ضرور دلواؤں گا ان شاء اللہ، اور جو تم میں سے قوی ہے وہ میرے ہاں کمزور ہے، میں اس سے پورا حق وصول کروں گا ان شاء اللہ۔ جو قوم بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ترک کر دیتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ ذلت و رسوائی ڈال دیتے ہیں اور جو قوم علانیہ برائیوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر مصائب و تکالیف مسلط کر دیتے ہیں۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کروں تم میری بات ماننا اور جب میں خدا اور رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ اللہ تم پر رحم فرمائے۔ اب نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

خطبے کی مختصر مگر پر اثر حکمت انگیز باتیں:

1: احساس برتری اور تکبر سے براءت کرنا۔

2: ہر حال میں حق کا ساتھ دینے کا حکم دینا۔

3: سچائی کی تعریف، جھوٹ کی مذمت کرنا۔

4: کمزور کو دلاسہ، طاقت ور کو تنبیہ کرنا۔

5: ترک جہاد کے ذلت آمیز انجام سے آگاہی کرانا۔

6: بے حیائی کو خدائی عذاب کا سبب قرار دینا۔

7: اطاعت امیر کے بنیادی اصول سے آگاہی کرانا۔

8: عصمت کو خاصہ نبوت قرار دینا۔

9: اہم العبادات نماز کی پابندی کرانا۔

10: مختصر خطبہ دے کر وقت کی قدر و قیمت بتانا۔

ریاستی ذمہ داریاں و کارنامے

ریاستی ذمہ داریاں:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد ریاستی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا۔ امن و امان، عدل و انصاف، خوشحالی و ترقی گھر گھر تک پہنچائی، معیشت کو مستحکم کرنے کے لیے اقدامات کیے، اور مدینہ منورہ کے ریاستی انتظامات، جو عہد نبوی میں چل رہے تھے، انہیں بحال رکھا بلکہ اس میں مزید اضافہ کیا۔

نمایاں کارنامے:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بے شمار کارنامے ایسے ہیں جن پر دنیا رہتی دنیا تک ناز کرے گی۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1: جھوٹے مدعیانِ نبوت کی سرکوبی

عقیدہ ختمِ نبوت کی حفاظت کوئی معمولی مسئلہ نہیں تھی کہ جس کے لیے مصلحت اختیار کی جاتی، بلکہ یہ اسلام کے اساسی و بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اسی لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں اور لشکرِ اسلامی بھیج کر اس کی حفاظت کی اور مخالفت کرنے والوں کا خاتمہ کیا۔

مسیلمہ کذاب: سن 9 ہجری میں وفد بنو حنیفہ (یمامہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں مسیلمہ کذاب بھی تھا لیکن تکبر کی وجہ سے بارگاہِ رسالت میں نہ آیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: إِنْ جَعَلَ لِيْ مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهٖ تَبِعْتُهٗ وَقَدِمَهَا فِيْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِنْ قَوْمِهٖ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهٖ فَقَالَ: لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْهِ مَا رَأَيْتُ

وَهٰذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ يُجِيبُكَ عَنِّي ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ. [95]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک بار مسیلمہ کذاب مدینہ آیا۔ اس نے کہا کہ اگر محمد مجھے اپنے بعد نائب (خلیفہ) بنادیں تو میں ان کی اتباع کر لوں گا۔ اس کے ساتھ اس کی قوم (بنو حنیفہ) کا بہت بڑا لشکر بھی تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف (تبلیغ کے لیے) تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ (خطیب الانصار) حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی۔ جس جگہ مسیلمہ اپنی لشکر کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم مجھ سے یہ ٹہنی (معمولی سی چیز) مانگے تو میں تجھے وہ بھی نہیں دوں گا۔ (خلافت اور جانشینی تو بہت بڑی بات ہے) تو اللہ کے اس فیصلے سے نہیں بچ سکتا جو تیرے بارے میں پہلے سے ہو چکا ہے۔ تم نے میری اطاعت سے منہ موڑا تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دے گا۔ میرا خیال ہے کہ تو ہی وہ بندہ ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے۔ (باقی اگر تم نے بحث و مباحثہ کرنا ہے تو) تیری باتوں کا جواب میری طرف سے ثابت بن قیس (رضی اللہ عنہ) دیں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔

فائدہ: حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَيُؤْخَذُ مِنْهُ اسْتِعَانَةُ الْإِمَامِ بِأَهْلِ الْبَلَاغَةِ فِيْ جَوَابِ أَهْلِ الْعِنَادِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ. [96]

ترجمہ: اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام (مقتداء، پیشوا) گمراہ لوگوں سے بحث و مباحثہ کے لیے اہلِ علم سے علمی تعاون لے سکتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت کے آغاز میں یمامہ کی طرف لشکر روانہ کیا۔ مسیلمہ کی فوج کے ساتھ خوب جنگ ہوئی۔ جس میں کئی مسلمان شہید بھی ہوئے۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ

---

[95] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4373

[96] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج8 ص112 کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفۃ وحدیث ثمامۃ بن اثال

کذاب کو قتل کر دیا۔

نوٹ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے آخری دنوں میں یمن میں عَیہلہ بن کعب بن عوف المعروف اسود عنسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنے کی سرکوبی کے لیے یمن کے مسلمانوں کے نام پیغام بھیجا۔ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اسود عنسی کو قتل کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا لیکن جب قاصد اس کے قتل کی خبر لے کر مدینہ منورہ پہنچا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے تھے اور خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے اسود عنسی کے قتل کی خوشخبری ملی۔

2: فتنہ مانعین و منکرینِ زکوٰۃ کی سرکوبی

دوسرا بڑا فتنہ مانعین، منکرین زکوۃ کا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے لیکن زکوۃ ادا نہیں کریں گے کیونکہ زکوۃ وصول کرنے کا اختیار صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا، آپ کو نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس فتنے کا پوری قوت اور جوانمردی سے مقابلہ کیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ إِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللهِ، فَقَالَ: وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا، قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ. [97]

---

[97] صحیح البخاری: رقم الحدیث 1399

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو عرب کے کچھ قبائل مرتد ہو گئے (زکوٰۃ کے منکر بن گئے۔ یوں کہنے لگے کہ ہم نماز پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کرنا چاہا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے) کہا: آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک کے ہوتے کیسے قتال کر سکتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت نہ دے دیں (یعنی اسلام قبول کر لیں)، تو جو شخص اس کلمہ کی گواہی دے دے تو اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہو جائے گی مگر اُس حق کے سوا (جس کی شریعت میں اجازت ہے) اور اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو زکوٰۃ اور نماز میں فرق کرے گا (یعنی نماز کا اقرار اور زکوٰۃ کا انکار کرے) کیونکہ زکوٰۃ (اللہ کی طرف سے) مال کا (مقرر کردہ) حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر انہوں نے زکوٰۃ میں چار مہینے کی بکری کے بچے کو دینے سے انکار کیا جسے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیتے تھے تو میں ان سے قتال کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کہ اللہ کی قسم! یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا اور میں بعد میں خود اسی نتیجہ پر پہنچا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کبھی کسی بڑے شخص؛ والد، استاد، شیخ کی کوئی بات وقتی طور پر سمجھ نہ آئے تب بھی مان لینی چاہیے اور اس پر عمل کر لینا چاہیے۔ ایک وقت آتا ہے جب وہ بات سمجھ میں بھی آجاتی ہے۔

خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ کے جنگی معرکے

جنگی مہمات کا اجمالی نقشہ:

آپ کے عہدِ خلافت میں چھوٹے بڑے 40 کے قریب معرکے لڑے گئے۔ ان میں چند ایک اجمالی نقشہ پیش خدمت ہے۔

نمبر شمار	جنگ کا نام	امیر لشکر اسلام	تاریخ
1	جیش اسامہ	اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ	ربیع الاول 11ھ
2	جنگ سلاسل / کاظمہ	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	محرم الحرام 12ھ
3	جنگ مذار	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	صفر المظفر 12ھ
4	جنگ ولجہ	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	صفر المظفر 12ھ
5	جنگ یمامہ	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	جمادی الاُخریٰ 12ھ
6	جنگ عین التمر / انبار	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	ذیقعدہ 12ھ
7	جنگ اُلّیس	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	صفر المظفر 13ھ
8	جنگ اجنادین	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	جمادی الاولیٰ 13ھ
9	جنگ فِراض	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	

1: جیش اسامہ رضی اللہ عنہ

محل وقوع: بَلقاء (موجودہ اردن کا ایک علاقہ) جو مدینہ منورہ سے تقریبا 1100 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّهُ كَانَ تَجْهِيزُ أُسَامَةَ يَوْمَ السَّبْتِ قَبْلَ مَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَوْمَيْنِ وَكَانَ ابْتِدَاءُ ذٰلِكَ قَبْلَ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَدَبَ النَّاسَ لِغَزْوِ الرُّوْمِ فِيْ اٰخِرِ صَفَرٍ. [98]

ترجمہ: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر ہفتہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو دن پہلے تیار کیا گیا تھا۔ اس لشکر کی تیاری کا آغاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفر کے آخر میں لوگوں کو رومیوں کے خلاف جہاد کے لیے نکلنے کی ترغیب دی تھی۔

وَدَعَا أُسَامَةَ فَقَالَ: سِرْ إِلٰى مَوْضِعِ مَقْتَلِ أَبِيْكَ فَأَوْطِئْهُمُ الْخَيْلَ. فَقَدْ وَلَّيْتُكَ هٰذَا الْجَيْشَ وَأَغِرْ صَبَاحًا عَلٰى أُبْنٰى. وَحَرِّقْ عَلَيْهِمْ وَأَسْرِعِ الْمَسِيْرَ تَسْبِقِ الْخَبَرَ فَإِنْ ظَفَّرَكَ اللهُ بِهِمْ فَأَقِلِ اللَّبْثَ فِيهِمْ. [99]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: اس مقام کی طرف روانہ ہو جاؤ جہاں آپ کے والد کو شہید کیا گیا تھا، ان (دشمنوں) پر گھوڑے دوڑاؤ (یعنی سخت حملہ کرو)، میں نے تمہیں اس لشکر کا امیر مقرر کر دیا ہے، صبح سویرے "ابنیٰ" پر حملہ کرو، ان پر آگ لگا دو، تیزی سے سفر کرو تاکہ دشمن کو خبر پہنچنے سے پہلے تم پہنچ جاؤ۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر فتح عطا کی تو ان کے درمیان زیادہ مت ٹھہرنا۔

غزوۂ موتہ اسلامی تاریخ کی ایک عظیم اور فیصلہ کن جنگ تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی افواج کے مقابلے کے لیے ایک لشکر روانہ فرمایا۔ اس لشکر کی قیادت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی گئی۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لشکر کی قیادت کو سنبھالا، ان کی

---

[98] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج8 ص190 کتاب المغازی باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامۃ بن زید فی مرضہ الخ

[99] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج8 ص190 کتاب المغازی باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامۃ بن زید فی مرضہ الخ

شہادت کے بعد حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لشکر کی رہنمائی فرمائی۔ بالآخر تینوں عظیم قائدین کی شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے تدبیر اور شجاعت کے ساتھ فوج کی قیادت سنبھالی اور دشمن کی گھیر ابندی سے نکل کر مسلمانوں کو بحفاظت مدینہ واپس لے آئے۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر سنہ 11 ہجری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے علاقے، بَلقاء اور فلسطین میں قیصر روم کی افواج کے خلاف ایک اور لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ اس لشکر میں کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم لشکر کی قیادت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔

امام حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَدِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَادٰى مُنَادِي أَبِي بَكْرٍ مِنَ الْغَدِ مِنْ مُتَوَفّٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِيَتِمَّ بَعْثُ أُسَامَةَ. أَلَا لَا يَبْقَيَنَّ بِالْمَدِيْنَةِ أَحَدٌ مِنْ جُنْدِ أُسَامَةَ إِلَّا خَرَجَ إِلٰى عَسْكَرِهٖ بِالْجُرْفِ. [100]

ترجمہ: حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا: اسامہ کو اپنی مہم پر روانہ ہونا ہے، لہٰذا اسامہ کے لشکر میں شامل کوئی بھی شخص مدینہ میں نہ ٹھہرا رہے، بلکہ وہ (فوراً) الجُرُف کے مقام پر اسامہ کے لشکر میں جا کر شامل ہو جائے۔

امام ابو بکر احمد بن ابی خیثمہ رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اسْتَعْمَلَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُوُفِّيَ وَهُوَ فِيْ مُعَسْكَرٍ بِالْجُرُفِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمْضُوْا بَعْثَ أُسَامَةَ. وأُسَامَةُ

[100] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص694 خلافۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ومافیہا من الحوادث

يَوْمَئِذٍ ابْنُ ثَمَانَ عَشْرَةَ سَنَةً. فَأَغَارَ أُسَامَةُ حَيْثُ أَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعَ سَالِمًا. [101]

ترجمہ: حضرت مصعب بن عبد اللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو (لشکر کا) امیر مقرر فرمایا۔ (اسی دوران) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ اس وقت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ لشکر کے ساتھ الجُرُف مقام میں مقیم تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (وصال سے قبل) فرمایا تھا: اسامہ کا لشکر روانہ کرو۔ اور اس وقت اسامہ (رضی اللہ عنہ) کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس مقام پر حملہ کیا جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا اور وہ (فتح یاب ہو کر) صحیح سالم واپس لوٹ آئے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: لَمَّا بُوْيِعَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَجَمَعَ الْأَنْصَارَ فِي الْأَمْرِ الَّذِيْ افْتَرَقُوْا فِيْهِ ... فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَالَّذِيْ نَفْسُ أَبِيْ بَكْرٍ بِيَدِهِ، لَوْ ظَنَنْتُ أَنَّ السِّبَاعَ تَخَطَّفُنِيْ لَأَنْفَذْتُ بَعْثَ أُسَامَةَ كَمَا أَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ لَمْ يَبْقَ فِي الْقُرٰى غَيْرِيْ لَأَنْفَذْتُهُ! [102]

ترجمہ: حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد (عروہ بن زبیر رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں: جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے انصار کو اُس معاملے میں جمع فرمایا جس میں وہ اختلاف کا شکار ہو گئے تھے.... حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں ابو بکر کی جان ہے! اگر مجھے یہ گمان ہو کہ درندے مجھے نوچ ڈالیں گے، تب بھی میں اسامہ کا لشکر بھیج کر رہوں گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اور اگر بستی میں میرے سوا کوئی باقی نہ رہے تب بھی میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا۔

---

[101] التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ: السفر الثانی ج1 ص51

[102] تاریخ الطبری: ج3 ص225

ثُمَّ خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى أَتَاهُمْ فَأَشْخَصَهُمْ وَشَيَّعَهُمْ وَهُوَ مَاشٍ وَأُسَامَةُ رَاكِبٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَقُوْدُ دَابَّةَ أَبِيْ بَكْرٍ. فَقَالَ لَهُ أُسَامَةُ: يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ! وَ اللهِ لَتَرْكَبَنَّ أَوْ لَأَنْزِلَنَّ! فَقَالَ: وَاللهِ لَا تَنْزِلُ وَوَ اللهِ لَا أَرْكَبُ! وَمَا عَلَيَّ أَنْ أُغَبِّرَ قَدَمَيَّ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ سَاعَةً. فَإِنَّ لِلْغَازِيْ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا سَبْعَمِائَةِ حَسَنَةٍ تُكْتَبُ لَهُ، وَسَبْعُمِائَةِ دَرَجَةٍ تَرْتَفِعُ لَهُ، وَتُرْفَعُ عَنْهُ سَبْعُمِائَةِ خَطِيئَةٍ! حَتّٰى إِذَا انْتَهٰى قَالَ: إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُعِيْنَنِيْ بِعُمَرَ فَافْعَلْ! فَأَذِنَ لَهُ. [103]

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لشکر کو خود روانہ کرنے کے لیے ساتھ چلے، انہیں روانہ کیا جب کہ آپ خود پیدل چل رہے تھے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سواری پر سوار تھے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آپ کی سواری کو لے کر چل رہے تھے۔ اس موقع پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے خلیفہ رسول! یا تو آپ سواری پر سوار ہو جائیں یا میں نیچے اتر جاتا ہوں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! نہ آپ نیچے اتریں گے اور نہ میں سوار ہوں گا۔ اس میں کیا حرج کہ اگر اللہ کی راہ میں میرے پاؤں کچھ دیر کے لیے گرد آلود ہو جائیں؟ کیونکہ مجاہد کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، سات سو درجات بلند کیے جاتے ہیں اور اس کے سات سو گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ روانگی کے مقام تک پہنچ گئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اگر آپ مناسب سمجھیں تو عمر رضی اللہ عنہ کو میرے تعاون کے لیے (مدینہ) واپس بھیج دیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی۔

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ رَحِمَهُ اللهُ، قَالَ: خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ إِلَى الْجُرْفِ، فَاسْتَقْرٰى أُسَامَةَ وَبَعْثَهُ، وَسَأَلَهُ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ، وَقَالَ لَهُ: اصْنَعْ مَا أَمَرَكَ بِهِ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اِبْدَأْ بِبِلَادِ قُضَاعَةَ، ثُمَّ ائْتِ آبِلَ، وَلَا تُقَصِّرَنَّ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا تَعْجَلَنَّ لِمَا خَلَفْتَ عَنْ عَهْدِهٖ فَمَضٰى أُسَامَةُ مُغِذًّا عَلٰى ذِي الْمَرْوَةِ وَالْوَادِيْ، وَانْتَهٰى إِلٰى مَا أَمَرَهُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَثِّ الْخُيُوْلِ فِيْ قَبَائِلِ قُضَاعَةَ، وَالْغَارَةِ عَلٰى آبِلَ، فَسَلِمَ وَغَنِمَ، وَكَانَ فَرَاغُهُ فِيْ

[103] تاریخ الطبری: ج3 ص226

أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا، سِوٰى مُقَامِهٖ وَمُنْقَلَبِهٖ رَاجِعًا. [104]

ترجمہ: حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد (حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ الجُرُف مقام کی طرف تشریف لائے اور وہاں جا کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے لشکر کی روانگی کا مطالبہ کیا اور انہیں روانہ کیا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (مدینہ میں مدد کے لیے) قیام کی درخواست کی تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: وہی کچھ کرنا جس کا تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے قُضاعہ کے علاقوں سے آغاز کرنا، پھر مقام آبِل پہنچنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں کسی چیز میں کوتاہی نہ کرنا اور نہ ان لوگوں کی وجہ سے جلدی کرنا جنہیں تم اپنے پیچھے (مدینہ میں) چھوڑ آئے ہو۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ ذو المَروہ اور الوادی کی طرف تیزی سے چلے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق قبیلہ قُضاعہ میں گھوڑے دوڑائے (حملہ کیا) اور آبِل پر حملہ کیا۔ بالآخر (فتح یاب ہو کر) صحیح سلامت واپس آئے اور مالِ غنیمت بھی حاصل ہوا۔ قیام اور واپسی کے سفر کے علاوہ ان کی یہ پوری مہم چالیس دن میں مکمل ہوئی۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب لشکرِ اسامہ کو روانہ فرمایا تو ساتھ چلتے وقت لشکر کو فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قِفُوْا أُوْصِيْكُمْ بِعَشْرٍ فَاحْفَظُوْهَا عَنِّيْ:

ترجمہ: اے لشکر والو! رکو، میں تمہیں دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں۔ ان کو اچھی طرح سن لو:

1: لَا تَخُوْنُوْا. (امانت میں خیانت نہ کرنا)

2: وَلَا تَغِلُّوْا. (مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا)

3: وَلَا تَغْدِرُوْا. (دھوکہ دہی سے کام نہ لینا)

4: وَلَا تُمَثِّلُوْا. (مقتولین کے اعضاء نہ کاٹنا)

---

[104] تاریخ الطبری: ج3 ص227

5: وَلَا تَقْتُلُوْا طِفْلًا صَغِيْرًا وَلَا شَيْخًا كَبِيْرًا وَلَا امْرَأَةً.

(کسی (بے قصور) بچے، بوڑھے یا عورت کو قتل نہ کرنا)

6: وَلَا تَعْقِرُوْا نَخْلًا وَلَا تُحَرِّقُوْهُ وَلَا تَقْطَعُوْا شَجَرَةً مُثْمِرَةً.

(کسی کھجور یا پھل دار درخت کو نہ کاٹنا اور نہ ہی جلانا)

7: وَلَا تَذْبَحُوْا شَاةً وَلَا بَقَرَةً وَلَا بَعِيْرًا إِلَّا لِمَأْكَلَةٍ.

(کھانے کے علاوہ بکری، گائے یا اونٹ کو ذبح نہ کرنا)

8: وَسَوْفَ تَمُرُّوْنَ بِأَقْوَامٍ قَدْ فَرَغُوْا أَنْفُسَهُمْ فِي الصَّوَامِعِ فَدَعُوْهُمْ وَمَا فَرَّغُوا أَنْفُسَهُمْ لَهُ.

(تم ایسے لوگوں سے ملو گے جو عبادت کے لیے عبادت گاہوں میں بیٹھے ہوں گے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا)

9: وَسَوْفَ تَقْدَمُوْنَ عَلٰى قَوْمٍ يَأْتُوْنَكُمْ بِآنِيَةٍ فِيْهَا أَلْوَانُ الطَّعَامِ فَإِذَا أَكَلْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا بَعْدَ شَيْءٍ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهَا.

(تم ایسے لوگوں سے ملو گے جو تمہارے لئے برتنوں میں ہر قسم کے کھانے لائیں گے جب تم کھانے لگو تو اللہ کا نام لے کر کھانا)

10: وَتَلْقَوْنَ أَقْوَامًا قَدْ فَحَصُوْا أَوْسَاطَ رُؤُوْسِهِمْ وَتَرَكُوْا حَوْلَهَا مِثْلَ الْعَصَائِبِ فَاخْفِقُوْهُمْ بِالسَّيْفِ خَفْقًا. [105]

(تم ایسے لوگوں سے ملو گے جنہوں نے سر کا درمیانی حصہ منڈوایا ہو گا اور سر کے چاروں اطراف میں بال لٹکائے ہوئے ہوں گے انہیں تلوار سے مارنا (قتل کر دینا)

امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ إِنْفَاذُ جَيْشِ أُسَامَةَ أَعْظَمَ الْأُمُوْرِ نَفْعًا لِلْمُسْلِمِيْنَ، فَإِنَّ الْعَرَبَ قَالُوْا: لَوْ لَمْ يَكُنْ بِهِمْ قُوَّةٌ لَمَا أَرْسَلُوْا هٰذَا الْجَيْشَ، فَكَفُّوْا عَنْ كَثِيْرٍ مِمَّا كَانُوْا يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَفْعَلُوْهُ. [106]

---

[105] تاریخ الطبری: ج 3 ص 227

[106] الکامل فی التاریخ لابن اثیر: ج 2 ص 336 ذکر انفاذ جیش اسامۃ بن زید

ترجمہ: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کرنا مسلمانوں کے حق میں سب سے زیادہ نفع بخش اور مفید امور میں سے تھا کیونکہ (دوسرے) عرب ممالک نے (یہ منظر دیکھ کر) کہا: اگر مسلمانوں کے پاس طاقت نہ ہوتی تو وہ یہ لشکر کبھی روانہ نہ کرتے۔ (اس لشکر کی روانگی سے فائدہ یہ ہوا کہ) انہوں نے ان بہت سے کاموں سے باز رہنے کا فیصلہ کر لیا جنہیں وہ (درحقیقت مسلمانوں کے خلاف) کرنا چاہتے تھے۔

2: جنگِ یمامہ

علامہ بدرالدین محمود بن احمد بن موسی العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) لکھتے ہیں:

كَانَتْ فِيْ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ مِنْ سَنَةِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ مِنَ الْهِجْرَةِ فِيْ خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، وَقِيْلَ: كَانَتْ فِيْ أَوَاخِرِ سَنَةِ إِحْدٰى عَشْرَةَ، وَالْجَمْعُ بَيْنَ الْقَوْلَيْنِ: أَنَّ ابْتِدَاءَهَا كَانَ فِي السَّنَةِ الْحَادِيَةِ عَشْرَةَ، وَانْتِهَاءَهَا فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ عَشْرَةَ. [107]

ترجمہ: یہ جنگ ربیع الاول سن 12 ہجری میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں لڑی گئی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ جنگ سن 11 ہجری کے آخر میں پیش آئی۔ دونوں اقوال میں تطبیق یوں دی جاتی ہے کہ اس جنگ کی ابتداء 11 ہجری میں ہوئی اور اس کا اختتام 12 ہجری میں ہوا۔

فتنہ ارتداد، مسیلمہ کذاب اور سجاح کا دعوی نبوت کرنا یہ تمام فتنے اسلام کے خلاف بغاوت کے زمرے میں آتے ہیں اور یہی فتنے جنگ یمامہ کا اصل محرک بنے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن واقد السہمی الواقدی رحمہ اللہ (ت 207ھ) لکھتے ہیں:

وَجَعَلَ مُسَيْلِمَةُ بْنُ حَبِيْبٍ الْكَذَّابُ يَعْلُوْ أَمْرُهٗ بِالْيَمَامَةِ يَوْمًا بَعْدَ يَوْمٍ وَيَقُوْلُ لِقَوْمِهٖ: يَا بَنِيْ حَنِيْفَةَ! أُرِيْدُ أَنْ تُخْبِرُوْنِيْ بِمَا ذَا صَارَتْ قُرَيْشٌ أَحَقَّ بِالنُّبُوَّةِ وَالْإِمَامَةِ مِنْكُمْ وَاللهِ مَا هُمْ بِأَكْثَرَ مِنْكُمْ وَأَنْجَدَ وَإِنَّ بِلَادَكُمْ لَأَوْسَعُ مِنْ بِلَادِهِمْ وَأَمْوَالَكُمْ أَكْثَرُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَإِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيَأْتِيْنِيْ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ بِالَّذِيْ أُرِيْدُهٗ مِنَ الْأُمُوْرِ، يَنْزِلُ عَلَيَّ كَمَا كَانَ يَنْزِلُ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ

[107] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج10 ص162 کتاب الجهاد والسير باب التحنط عند القتال

اللهِ مِنْ قَبْلُ .... وَظَهَرَ أَمْرُ مُسَيْلِمَةَ بِالْيَمَامَةِ وَانْتَشَرَ ذِكْرُهُ فِي النَّاسِ وَسَمِعَتْ بِهِ سَجَاحُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ وَقَدْ كَانَتِ ادَّعَتِ النُّبُوَّةَ وَتَبِعَهَا رِجَالٌ مِنْ قَوْمِهَا: غَيْلَانُ بْنُ خَرْشَنَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ الْأَهْتَمِ وَجَمَاعَةٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالَ: وَكَانَ لَهَا مُؤَذِّنٌ يُؤَذِّنُ لَهَا وَيَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنَّ سَجَاحَ نَبِيَّةُ اللهِ ... فَضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَقَالُوْا: يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ! أَلَا تَسْمَعُ إِلَى مَا قَدِ انْتَشَرَ مِنْ ذِكْرِ هٰذَا الْمَلْعُوْنِ الْكَذَّابِ بِأَرْضِ الْيَمَامَةِ. قَالَ: فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَا تَعْجَلُوْا فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ أَذِنَ بِهَلَاكِهِ، قَالَ: ثُمَّ كَتَبَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مُقِيْمٌ فِي الْبِطَاحِ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ خَلِيْفَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالتَّابِعِيْنَ بِإِحْسَانٍ، أَمَّا بَعْدُ، يَا خَالِدُ! فَإِنِّيْ قَدْ أَمَرْتُكَ بِالْجِدِّ فِيْ أَمْرِ اللهِ وَالْمُجَاهَدَةِ لِمَنْ تَوَلّٰى عَنْهُ إِلَى غَيْرِهِ وَرَجَعَ عَنْ دِيْنِ الْإِسْلَامِ وَالْهُدٰى، إِلَى الضَّلَالَةِ وَالرَّدٰى وَعَهْدِيْ إِلَيْكَ يَا خَالِدُ! أَنْ تَتَّقِيَ اللهَ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَعَلَيْكَ بِالرِّفْقِ وَالتَّأَنِّيْ، وَسِرْ نَحْوَ بَنِيْ حَنِيْفَةَ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ، وَاعْلَمْ بِأَنَّكَ لَمْ تَلْقَ قَوْمًا قَطُّ يُشْبِهُوْنَ بَنِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْبَأْسِ وَالشِّدَّةِ، فَإِذَا قَدِمْتَ عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْدَأْهُمْ بِقِتَالٍ حَتّٰى تَدْعُوَهُمْ إِلٰى دَاعِيَةِ الْإِسْلَامِ وَاحْرِصْ عَلٰى صَلَاحِهِمْ فَمَنْ أَجَابَكَ مِنْهُمْ فَاقْبَلْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ وَمَنْ أَبٰى فَاسْتَعْمِلْ فِيْهِ السَّيْفَ، وَاعْلَمْ يَا خَالِدُ! فَإِنَّكَ إِنَّمَا تُقَاتِلُ قَوْمًا كُفَّارًا بِاللهِ وَبِالرَّسُوْلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا عَزَمْتَ عَلَى الْحَرْبِ فَبَاشِرْهَا بِنَفْسِكَ وَلَا تَتَّكِلْ عَلٰى غَيْرِكَ، وَصُفَّ صُفُوْفَكَ وَاحْكُمْ تَعْبِيَتَكَ وَاحْزِمْ عَلٰى أَمْرِكَ وَاجْعَلْ عَلٰى مَيْمَنَتِكَ رَجُلًا تَرْضَاهُ وَعَلٰى مَيْسَرَتِكَ مِثْلَهُ وَاجْعَلْ عَلٰى خَيْلِكَ رَجُلًا عَالِمًا صَابِرًا وَاسْتَشِرْ مَنْ مَعَكَ مِنْ أَكَابِرِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مُوَفِّقُكَ بِمَشُوْرَتِهِمْ وَاعْرِفْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ حَقَّهُمْ وَفَضْلَهُمْ وَلَا تَكْسَلْ وَلَا تَفْشَلْ وَأَعِدَّ السَّيْفَ لِلسَّيْفِ وَالرُّمْحَ لِلرُّمْحِ، وَالسَّهْمَ لِلسَّهْمِ وَاسْتَوْصِ بِمَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا وَلَيِّنِ الْكَلَامَ وَأَحْسِنِ الصُّحْبَةَ وَاحْفَظْ وَصِيَّةَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَنْصَارِ خَاصَّةً، وَأَنْ تُحْسِنَ إِلٰى مُحْسِنِهِمْ وَتَتَجَاوَزَ عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَقُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

قَالَ: فَلَمَّا وَرَدَ الْكِتَابُ عَلَى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ جَمَعَ أَصْحَابَهُ ثُمَّ أَقْرَأَهُمُ الْكِتَابَ، وَقَالَ: "مَا الَّذِي تَرَوْنَ مِنَ الرَّأْيِ؟ فَقَالُوْا: الرَّأْيُ رَأْيُكَ، وَلَيْسَ فِيْنَا أَحَدٌ يُخَالِفُكَ، قَالَ: فَعِنْدَهَا عَزَمَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمَسِيْرِ إِلَى مُسَيْلِمَةَ وَأَصْحَابِهِ. [108]

ترجمہ: مسیلمہ بن حبیب کذاب کا معاملہ یمامہ میں روز بروز بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ اپنی قوم سے کہا کرتا: اے بنی حنیفہ! مجھے بتاؤ کہ قریش تم سے نبوت اور امامت میں کیسے زیادہ حق دار ہو گئے؟ اللہ کی قسم! وہ (تعداد میں) تم سے زیادہ نہیں، نہ ہی تم سے زیادہ بہادر ہیں۔ تمہارا علاقہ ان سے زیادہ وسیع ہے، تمہارے مال ان سے زیادہ ہیں اور جبرائیل علیہ السلام ہر روز وہی باتیں لے کر میرے پاس آتے ہیں جنہیں میں چاہتا ہوں، جیسے وہ محمد بن عبد اللہ پر نازل ہوتے تھے۔ (العیاذ باللہ)..... پھر مسیلمہ کا فتنہ یمامہ میں عام ہو گیا اور اس کا ذکر لوگوں میں پھیل گیا۔ سجاح بنت منذر نے بھی اس کا حال سنا، اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا اور اس کی اتباع میں اس کی قوم کے کچھ لوگ بھی شامل تھے، مثلاً: غیلان بن خرشنہ، حارث بن اہتم اور بنو تمیم کے چند افراد۔ اس کا ایک مؤذن بھی تھا جو اس کے لیے اذان دیا کرتا اور کہتا: میں گواہی دیتا ہوں کہ سجاح؛ اللہ کی نبیہ ہے (العیاذ باللہ)..... یہ صورتِ حال سن کر مسلمان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس فریاد لے کر آئے اور کہنے لگے: اے خلیفہ رسول! کیا آپ نے اس لعین کذاب کی یمامہ میں پھیلتی شہرت نہیں سنی؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جلدی نہ کرو، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہلاک ہونے کا ارادہ فرما چکا ہے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بطّاح کے مقام پر مقیم تھے۔ خط کا متن یہ تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبد اللہ بن عثمان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی طرف سے

خالد بن ولید اور ان کے ساتھ موجود مہاجرین، انصار اور نیک تابعداروں کے نام

امابعد، اے خالد! میں نے تمہیں اللہ کے معاملے میں جد وجہد اور دین کو چھوڑنے والوں کے خلاف جہاد کا

---

[108] کتاب الردۃ للواقدی: ص108، 111، 1112

حکم دیا ہے جو ہدایت چھوڑ کر گمراہی و ہلاکت کی طرف لوٹ گئے ہیں۔ اے خالد! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، نرمی اور بردباری اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ بنو حنیفہ اور مسیلمہ کذاب کی طرف کوچ کرو۔ جان لو! تم بنو حنیفہ جیسی سخت اور بہادر قوم سے کبھی نہیں ٹکرائے ہو۔ جب ان کے پاس پہنچو تو ان سے جنگ شروع نہ کرنا جب تک کہ انہیں اسلام کی دعوت نہ دے دو۔ ان کی اصلاح کی پوری کوشش کرنا۔ جو تمہاری بات مانے اسے قبول کرنا اور جو انکار کرے اس کے ساتھ تلوار کا استعمال کرنا۔ اچھی طرح جان لو اے خالد! تم اس قوم سے جنگ کر رہے ہو جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ اگر جنگ کا فیصلہ کر لو تو:

- خود جنگ میں شامل ہونا،
- دوسروں پر اعتماد نہ کرنا،
- اپنی صفیں درست کرنا،
- فوج کو ترتیب دینا،
- اپنی مہم مضبوط بنانا،
- دائیں اور بائیں بازو پر ان لوگوں کو متعین کرنا جن پر آپ کو اعتماد ہو،
- اپنے گھڑ سواروں پر ایسے شخص کو مقرر کرنا جو علم و صبر رکھتے ہوں،
- اپنے ساتھ موجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جید صحابہ سے مشورہ ضرور کرنا، اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے مشورے سے کامیاب فرمائے گا۔
- مہاجرین و انصار کے مقام و مرتبہ کو پہچاننا،
- سستی اور کمزوری نہ دکھانا،
- تلوار کا مقابلہ تلوار سے، نیزے کا نیزے سے، تیر کا تیر سے کرنا،
- اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرنا،
- ان سے نرم لہجہ اختیار کرنا،
- اچھی صحبت اختیار کرنا،

○ اور خاص طور پر انصار کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو یاد رکھنا، ان کے نیک لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور خطاکاروں سے در گزر کرنا۔

○ اور "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کا ذکر کرتے رہنا۔

جب یہ خط حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ملا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا۔ انہیں خط پڑھ کر سنایا اور پوچھا: تمہاری کیا رائے ہے؟ سب نے جواب دیا: رائے آپ ہی کی ہو گی، ہم میں سے کوئی بھی آپ کی رائے سے اختلاف نہیں کرتا۔ تب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کے لیے روانگی کا پختہ ارادہ کر لیا۔

امام حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا تَوَاجَهَ الْجَيْشَانِ قَالَ مُسَيْلِمَةُ لِقَوْمِهِ: الْيَوْمُ يَوْمُ الْغَيْرَةِ، الْيَوْمُ إِنْ هُزِمْتُمْ تَسْتَنْكِحُ النِّسَاءُ سَبِيَّاتٍ وَيُنْكَحْنَ غَيْرَ حَظِيَّاتٍ، فَقَاتِلُوْا عَنْ أَحْسَابِكُمْ وَامْنَعُوْا نِسَاءَكُمْ، وَتَقَدَّمَ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ خَالِدٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى كَثِيْبٍ يُشْرِفُ عَلَى الْيَمَامَةِ فَضَرَبَ بِهٖ عَسْكَرَهٗ وَرَأْيَةُ الْمُهَاجِرِيْنَ مَعَ سَالِمٍ مَوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَرَأْيَةُ الْأَنْصَارِ مَعَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَالْعَرَبُ عَلٰى رَأْيَاتِهَا وَمُجَّاعَةُ بْنُ مُرَارَةَ مُقَيَّدٌ فِي الْخَيْمَةِ مَعَ أُمِّ تَمِيْمٍ امْرَأَةِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاصْطَدَمَ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ فَكَانَتْ جَوْلَةٌ وَانْهَزَمَتِ الْأَعْرَابُ حَتّٰى دَخَلَتْ بَنُوْ حَنِيْفَةَ خَيْمَةَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ، وَهَمُّوْا بِقَتْلِ أُمِّ تَمِيْمٍ حَتّٰى أَجَارَهَا مُجَّاعَةُ، وَقَالَ: نِعْمَتِ الْحُرَّةُ هٰذِهٖ وَقَدْ قُتِلَ الرَّجَّالُ بْنُ عُنْفُوَةَ، لَعَنَهُ اللّٰهُ فِيْ هٰذِهِ الْجَوْلَةِ، قَتَلَهٗ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ، ثُمَّ تَذَامَرَ الصَّحَابَةُ بَيْنَهُمْ.[109]

ترجمہ: جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو مسیلمہ کذاب نے اپنی قوم سے کہا: آج غیرت کا دن ہے، آج اگر تم شکست کھا گئے تو تمہاری عورتیں قیدی بنائی جائیں گی اور لونڈیوں کی حیثیت سے دوسروں کے نکاح میں چلی جائیں گی، نہ کہ عزت و احترام کے ساتھ۔ اس لیے اپنے حسب و نسب کی حفاظت کے لیے لڑو اور اپنی عورتوں کو بچاؤ۔ پھر

[109] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص717 مقتل مسیلمۃ الکذاب لعنہ اللہ

مسلمان آگے بڑھے یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ انہیں لے کر ایک بلند ٹیلے پر پہنچے جہاں سے یمامہ (کا میدان) نظر آتا تھا۔ انہوں نے وہیں لشکر کو اتارا۔

- مہاجرین کا جھنڈا ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رحمہ اللہ کے پاس تھا،
- انصار کا جھنڈا حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا،
- عرب قبائل اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے تھے۔

ادھر مُجّاعَه بن مُرارہ خیمے میں بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا اور اسی خیمے میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی زوجہ اُم تمیم بھی موجود تھیں۔ مسلمان اور کفار آپس میں مڈ بھیڑ ہوئے۔ ابتداءً مسلمانوں کو نقصان کا سامنا کرنا پڑا اور بعض دیہاتی مسلمان وقتی طور پر گھبراہٹ کی وجہ سے منتشر ہو گئے یہاں تک کہ بنو حنیفہ؛ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خیمے تک جا پہنچے اور اُم تمیم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر مجاعہ نے اسے امان دی اور کہا: یہ عورت تو نہایت شرافت والی ہے، (اس کو کچھ نہ کہو)۔ اسی معرکے میں رَجّال بن عُنفورہ -اس پر اللہ کی لعنت ہو- مارا گیا۔ اسے زید بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں ایک دوسرے کو (جنگ پر) ابھارنے لگے۔ (یعنی للکارنے اور جوش دلانے لگے)

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَغْلَقَتْ بَنُوْ حَنِيْفَةَ الْحَدِيْقَةَ عَلَيْهِمْ، وَأَحَاطَ بِهِمُ الصَّحَابَةُ، وَقَالَ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! أَلْقُوْنِيْ عَلَيْهِمْ فِي الْحَدِيْقَةِ، فَاحْتَمَلُوْهُ فَوْقَ الْحَجَفِ وَرَفَعُوْهَا بِالرِّمَاحِ حَتّٰى أَلْقَوْهُ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِ سُوْرِهَا، فَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُهُمْ دُوْنَ بَابِهَا حَتّٰى فَتَحَهُ، وَدَخَلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْحَدِيْقَةَ مِنْ حِيْطَانِهَا وَأَبْوَابِهَا يَقْتُلُوْنَ مَنْ فِيْهَا مِنَ الْمُرْتَدَّةِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، حَتّٰى خَلَصُوْا إِلٰى مُسَيْلِمَةَ، لَعَنَهُ اللهُ، وَإِذَا هُوَ وَاقِفٌ فِيْ ثُلْمَةِ جِدَارٍ كَأَنَّهٗ جَمَلٌ أَوْرَقُ، وَهُوَ يُرِيْدُ يَتَسَانَدُ، لَا يَعْقِلُ مِنَ الْغَيْظِ، وَكَانَ إِذَا اعْتَرَاهُ شَيْطَانُهٗ أَزْبَدَ حَتّٰى يَخْرُجَ الزَّبَدُ مِنْ شِدْقَيْهِ، فَتَقَدَّمَ إِلَيْهِ وَحْشِيُّ بْنُ حَرْبٍ مَوْلٰى جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَاتِلُ حَمْزَةَ فَرَمَاهُ بِحَرْبَتِهٖ فَأَصَابَهٗ وَخَرَجَتْ مِنَ الْجَانِبِ الْآخَرِ، وَسَارَعَ إِلَيْهِ أَبُوْ دُجَانَةَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ، فَضَرَبَهٗ بِالسَّيْفِ فَسَقَطَ، فَنَادَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْقَصْرِ: وَا أَمِيْرَ الْوَضَاءَةِ، قَتَلَهُ الْعَبْدُ

الْأَسْوَدُ. [110]

ترجمہ: بنو حنیفہ نے اپنے آپ کو (محفوظ کرنے کے لیے) ایک بڑے باغ کے اندر بند کر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ تب حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا: اے مسلمانو! مجھے (دیوار سے) باغ کے اندر اتار دو۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک ڈھال پر انہیں اٹھایا اور نیزوں پر بلند کرتے ہوئے انہیں باغ کی دیوار سے اندر اتار دیا۔ وہ لڑتے لڑتے دروازے کے قریب پہنچ گئے، یہاں تک کہ دروازہ کھول دیا۔ اس کے بعد مسلمان باغ میں دیواروں اور دروازوں کے راستے داخل ہوئے اور اس میں موجود یمامہ کے مرتدین کو قتل کرتے چلے گئے یہاں تک کہ مسیلمہ کذاب تک جا پہنچے -اس پر اللہ کی لعنت ہو- وہ باغ کی دیوار کے شگاف میں کھڑا تھا جیسے وہ کوئی سرمئی رنگت والا اونٹ ہو، دیوار سے ٹیک لگائے غصے سے جھاگ نکال رہا تھا، شدتِ غضب سے پاگل ہو رہا تھا۔ جب اس پر اس کا شیطان غالب آتا تو وہ اتنی جھاگ چھوڑتا کہ اس کے منہ کے دونوں کناروں سے بہنے لگتی۔ تب حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ جو حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے غلام تھے جنہوں نے (قبولِ اسلام سے پہلے غزوہ احد میں) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، آگے بڑھے اور اپنا نیزہ مسیلمہ پر مارا۔ نیزہ اس کے جسم کے آر پار ہو گیا۔ پھر ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف لپکے اور تلوار کا وار کیا جس سے مسیلمہ گر پڑا۔ یہ دیکھ کر محل کی ایک عورت چلّائی: ہائے اے حسن و جمال کے سردار! ایک کالے غلام نے اسے قتل کر دیا۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَكَانَ جُمْلَةُ مَنْ قُتِلُوْا فِي الْحَدِيْقَةِ وَفِي الْمَعْرَكَةِ قَرِيْبًا مِنْ عَشَرَةِ آلَافِ مُقَاتِلٍ وَقِيْلَ: أَحَدٌ وَعِشْرُوْنَ أَلْفًا وَقُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ سِتُّمِائَةٍ وَقِيلَ: خَمْسُمِائَةٍ. فَاللهُ أَعْلَمُ. وَفِيهِمْ مِنْ سَادَاتِ الصَّحَابَةِ. [111]

[110] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3ص718 مقتل مسیلمۃ الکذاب لعنہ اللہ

[111] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3ص718 مقتل مسیلمۃ الکذاب لعنہ اللہ

ترجمہ: باغ (حدیقہ) اور میدانِ جنگ میں قتل ہونے والوں کی مجموعی تعداد تقریباً دس ہزار تھی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اکیس ہزار (افراد مارے گئے)، جبکہ مسلمانوں کے چھ سو افراد شہید ہوئے۔ بعض کے نزدیک پانچ سو، اللہ ہی بہتر جانتا ہے (کہ حقیقی تعداد کیا تھی)، ان شہداء میں کئی جلیل القدر صحابہ بھی شامل تھے۔

3: ذات السلاسل

أَوَّلُ لِقَاءٍ عَسْكَرِيّ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِقِيَادَةِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَالْفُرْسِ بِقِيَادَةِ هُرْمُزَ جَنُوْبَ الْعِرَاقِ سَنَةَ (12هـ) وَسُمِّيَتْ "ذَاتَ السَّلَاسِلِ" لِأَنَّ قَائِدَ الْفُرْسِ هُرْمُزَ رَبَطَ كُلَّ مَجْمُوعَةٍ مِنْ جُنُودِهِ بِسِلْسِلَةٍ وَاحِدَةٍ؛ حَتّٰى لَا يَفِرُّوْا مِنَ الْمَعْرَكَةِ.

وَسَبَبُ الْمَعْرَكَةِ: أَنَّ الْخَلِيْفَةَ الْأَوَّلَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ انْتِصَارِهِ عَلَى الْمُرْتَدِّيْنَ وَإِخْضَاعِ الْقَبَائِلِ الْعَرَبِيَّةِ الْمُوَالِيَةِ لِلْفُرْسِ عَلٰى حُدُودِ الْعِرَاقِ، أَرْسَلَ إِلٰى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ يَأْمُرُهُ بِالسَّيْرِ إِلَى الْعِرَاقِ لِفَتْحِهَا، وَكَانَ الْمُثَنَّى بْنُ حَارِثَةَ الشَّيْبَانِيُّ قَدِ اسْتَأْذَنَهُ أَيْضًا فِي الْمَسِيْرِ بِجَيْشٍ لِفَتْحِ الْعِرَاقِ، فَأَذِنَ لَهُ، ثُمَّ أَصْدَرَ أَمْرًا آخَرَ إِلٰى الْقَائِدِ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ بِالتَّوَجُّهِ إِلٰى الْعِرَاقِ.

اِلْتَقَتِ الْجُيُوْشُ الثَّلَاثُ تَحْتَ قِيَادَةِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ، فَسَارَ بِهَا حَتّٰى تَوَقَّفَ قَبْلَ حُدُوْدِ الْعِرَاقِ، وَأَرْسَلَ إِلٰى هُرْمُزَ حَاكِمِ الْأُبُلَّةِ (مَدِيْنَةٍ بِجَانِبِ الْبَصْرَةِ) يَعْرِضُ عَلَيْهِ الْإِسْلَامَ أَوِ الْجِزْيَةَ أَوِ الْحَرْبَ، فَأَبٰى هُرْمُزُ إِلَّا الْحَرْبَ، قَسَمَ خَالِدٌ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ جَيْشَهُ أَرْبَعَ مَجْمُوْعَاتٍ وَالْتَقَى الْجَيْشَانِ فِيْ مَوْضِعٍ يُسَمَّى الْكَاظِمِيَّةَ فَتَقَاتَلَ خَالِدٌ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ وَهُرْمُزُ وَحْدَهُمَا فِيْ بَدَايَةِ الْمَعْرَكَةِ فَقَتَلَهُ خَالِدٌ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ اشْتَبَكَ الطَّرَفَانِ فَهُزِمَتِ الْقُوَّةُ الرَّئِيْسِيَّةُ لِجَيْشِ الْفُرْسِ وَفَرَّ الْبَاقُوْنَ، وَغَنِمَ الْمُسْلِمُوْنَ الْغَنَائِمَ وَدَخَلُوا الْأُبُلَّةَ وَكَانَتْ هٰذِهِ بَدَايَةَ الْفُتُوْحَاتِ فِي الْعِرَاقِ وَبِلَادِ فَارِسَ. [112]

[112] الموسوعة الموجزة في التاريخ الإسلامي: ج13 ص123

ترجمہ: مسلمانوں اور فارسیوں کے درمیان پہلا فوجی تصادم سن 12 ہجری (مطابق 633 عیسوی) جنوبی عراق میں پیش آیا جس کی قیادت مسلمانوں کی طرف سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور فارسیوں کی طرف سے ہُرمُز کر رہا تھا۔ اس جنگ کو "ذات السلاسل" اس لیے کہا گیا کیونکہ ہُرمُز نے اپنے ہر گروہ کو زنجیروں سے آپس میں باندھ دیا تھا تاکہ وہ میدانِ جنگ سے بھاگ نہ سکیں۔

اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ جب خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین پر فتح حاصل کی اور عراق کی سرحدوں پر موجود فارسی نواز قبائل کو تابع کر لیا تو انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا تاکہ وہ عراق کو فتح کریں۔ اسی طرح حضرت مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رحمہ اللہ نے بھی عراق کی طرف جانے کی اجازت مانگی تو انہیں بھی اجازت دے دی گئی۔ اس کے بعد حضرت عیاض بن غنم رحمہ اللہ کو بھی عراق کی طرف جانے کا حکم دیا گیا۔

یہ تینوں لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جمع ہوئے اور عراق کی سرحد پر پہنچ کر رک گئے۔ وہاں سے انہوں نے ہرمز کو -جو کہ اُبُلّہ (بصرہ کے قریب ایک شہر) کا گورنر تھا- پیغام بھیجا کہ وہ اسلام قبول کرے، جزیہ دے یا جنگ کے لیے تیار ہو جائے۔ ہُرمز نے جنگ کو ترجیح دی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنا لشکر چار حصوں میں تقسیم کیا اور دونوں افواج کاظمیہ کے مقام پر آمنے سامنے ہوئیں۔ جنگ کے آغاز میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ہُرمز میں تنہا مقابلہ ہوا جس میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ہُرمز کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد معمول کی جنگ چھڑ گئی۔ فارسی فوج کی مرکزی طاقت کو شکست ہوئی اور باقی لوگ بھاگ گئے۔ مسلمان غنیمت حاصل کر کے اُبُلّہ میں داخل ہو گئے۔ یہی عراق اور فارس کی فتوحات کا نقطۂ آغاز تھا۔

4: معرکہ وَلَجَہ

امام ابو الحسن عزالدین ابن الاثیر علی بن محمد بن عبد الکریم رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

وَلَمَّا فَرَغَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ الثِّنْيِ وَأَتَى الْخَبَرُ أَرْدَشِيرَ بَعَثَ الْأَنْدَرْزَغَرَّ وَكَانَ فَارِسًا مِنْ مُوَلَّدِي السَّوَادِ وَأَرْسَلَ بَهْمَنَ جَاذَوَيْهِ فِي أَثَرِهِ فِي جَيْشٍ وَحَشَرَ إِلَى الْأَنْدَرْزَغَرَّ مِنْ بَيْنِ الْحِيرَةِ وَكَسْكَرَ وَمِنْ عَرَبِ الضَّاحِيَةِ وَالدَّهَاقِينِ وَعَسْكَرُوا بِالْوَلَجَةِ. وَسَمِعَ بِهِمْ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَارَ

إِلَيْهِمْ مِنَ الثِّنْيِ فَلَقِيَهُمْ بِالْوَلَجَةِ، وَكَمَنَ لَهُمْ، فَقَاتَلَهُمْ قِتَالًا شَدِيْدًا أَشَدَّ مِنَ الْأَوَّلِ حَتّٰى ظَنَّ الْفَرِيْقَانِ أَنَّ الصَّبْرَ قَدْ أُفْرِغَ، وَاسْتَبْطَأَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَمِيْنَهُ فَخَرَجُوْا مِنْ نَاحِيَتَيْنِ، فَانْهَزَمَتِ الْأَعَاجِمُ وَأَخَذَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ وَالْكَمِيْنُ مِنْ خَلْفِهِمْ، فَقَتَلَ مِنْهُمْ خَلْقًا كَثِيْرًا وَمَضَى الْأَنْدَرْزَغَرُّ مُنْهَزِمًا فَمَاتَ عَطَشًا، وَأَصَابَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ابْنًا لِجَابِرِ بْنِ وَائِلٍ وَكَانَتْ وَقْعَةُ الْوَلَجَةِ فِيْ صَفَرٍ، وَبَذَلَ الْأَمَانَ لِلْفَلَّاحِيْنَ فَعَادُوْا وَصَارُوْا ذِمَّةً وَسَبٰى ذَرَارِيَّ الْمُقَاتِلَةِ وَمَنْ أَعَانَهُمْ. [113]

ترجمہ: جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگِ ثِنْی سے فارغ ہوئے اور اس کی خبر اردشیر (کسریٰ فارس) کو پہنچی تو اس نے الاَنْدَرْزَغَرّ کو روانہ کیا جو کہ ایک ایرانی جنگجو تھا۔ اس کے پیچھے بَہمن جاذویہ کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور الاَنْدَرْزَغَرّ کے ساتھ لوگوں کو حیرَہ اور کسکر کے درمیان کے علاقے سے، عربوں اور دیہاتی رئیسوں میں سے جمع کیا، سب نے ولَجہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے جمع ہونے کی خبر ملی تو وہ "ثِنی" سے ان کی طرف روانہ ہوئے، "ولَجہ" کے مقام پر ان سے جا ٹکرائے اور ان کے لیے گھات لگا کر چھپ گئے۔ پھر ان سے سخت جنگ کی اور یہ لڑائی پہلی لڑائی سے بھی زیادہ سخت تھی حتی کہ فریقین نے سمجھا کہ صبر و برداشت ختم ہو چکی ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے چھپے ہوئے لشکر کے دیر سے آنے کو محسوس کیا تو وہ اچانک دونوں طرف سے نکلے (اور دشمن پر زوردار حملہ کیا)۔ اس طرح عجم (ایرانی) فوج شکست کھا گئی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دشمن کو سامنے سے دبوچا، گھات میں چھپا ہوا لشکر پیچھے سے ان پر ٹوٹ پڑا اور بہت بڑی تعداد میں دشمن قتل ہوئے۔ الاَنْدَرْزَغَرّ شکست کھا کر بھاگا مگر پیاس کی شدت سے مر گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جابر بن وائل کے بیٹے کو قیدی بنایا، یہ جنگ صفر کے مہینے میں پیش آئی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کسانوں کو امان دی، چنانچہ وہ واپس آ گئے اور ذمی بن گئے۔ البتہ انہوں نے لڑنے والے دشمنوں اور ان کے مدد کرنے والی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔

[113] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص387 ذکر وقعة الولجة

5: معرکہ عین التمر

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا اسْتَقَلَّ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالْأَنْبَارِ اسْتَنَابَ عَلَيْهَا الزِّبْرِقَانَ بْنَ بَدْرٍ وَقَصَدَ عَيْنَ التَّمْرِ وَبِهَا يَوْمَئِذٍ مِهْرَانُ بْنُ بَهْرَامَ جُوبِينَ فِي جَمْعٍ عَظِيمٍ مِنَ الْعَرَبِ وَحَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ طَوَائِفُ مِنَ النَّمِرِ وَتَغْلِبَ وَإِيَادٍ وَمَنْ لَاقَاهُمْ وَعَلَيْهِمْ عَقَّةُ بْنُ أَبِي عَقَّةَ. فَلَمَّا دَنَا خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ عَقَّةُ لِمِهْرَانَ: إِنَّ الْعَرَبَ أَعْلَمُ بِقِتَالِ الْعَرَبِ، فَدَعْنَا وَخَالِدًا. فَقَالَ لَهُ: دُونَكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَإِنِ احْتَجْتُمْ إِلَيْنَا أَعَنَّاكُمْ. فَلَامَتِ الْعَجَمُ أَمِيرَهُمْ عَلَى هٰذَا فَقَالَ: دَعُوهُمْ، فَإِنْ غَلَبُوا خَالِدًا فَهُوَ لَكُمْ وَإِنْ غُلِبُوا قَاتَلْنَا خَالِدًا وَقَدْ ضَعُفُوا وَنَحْنُ أَقْوِيَاءُ، فَاعْتَرَفُوا لَهُ بِفَضْلِ الرَّأْيِ عَلَيْهِمْ. وَسَارَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَتَلَقَّاهُ عَقَّةُ فَلَمَّا تَوَاجَهُوا قَالَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِمُجَنِّبَتَيْهِ: احْفَظُوا مَكَانَكُمْ فَإِنِّي حَامِلٌ، وَأَمَرَ حُمَاتَهُ أَنْ يَكُونُوا مِنْ وَرَائِهِ وَحَمَلَ عَلَى عَقَّةَ وَهُوَ يُسَوِّي الصُّفُوفَ. فَاحْتَضَنَهُ وَأَسَرَهُ، وَانْهَزَمَ جَيْشُ عَقَّةَ مِنْ غَيْرِ قِتَالٍ فَأَكْثَرُوا فِيهِمُ الْأَسْرَ وَقَصَدَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِصْنَ عَيْنِ التَّمْرِ فَلَمَّا بَلَغَ مِهْرَانَ هَزِيمَةُ عَقَّةَ وَجَيْشِهِ نَزَلَ مِنَ الْحِصْنِ وَهَرَبَ وَتَرَكَهُ وَرَجَعَتْ فُلَّالُ نَصَارَى الْأَعْرَابِ إِلَى الْحِصْنِ فَوَجَدُوهُ مَفْتُوحًا فَدَخَلُوهُ وَاحْتَمَوْا بِهِ فَجَاءَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَحَاطَ بِهِ وَحَاصَرَهُمْ أَشَدَّ الْحِصَارِ. فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ سَأَلُوهُ الصُّلْحَ فَأَبَى إِلَّا أَنْ يَنْزِلُوا عَلَى حُكْمِ خَالِدٍ فَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ فَجُعِلُوا فِي السَّلَاسِلِ وَتَسَلَّمَ الْحِصْنَ ثُمَّ أَمَرَ فَضُرِبَتْ عُنُقُ عَقَّةَ وَمَنْ كَانَ أُسِرَ مَعَهُ وَالَّذِينَ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ أَيْضًا أَجْمَعِينَ وَغَنِمَ جَمِيعَ مَا فِي ذٰلِكَ الْحِصْنِ وَوَجَدَ فِي الْكَنِيسَةِ الَّتِي بِهِ أَرْبَعِينَ غُلَامًا يَتَعَلَّمُونَ الْإِنْجِيلَ، وَعَلَيْهِمْ بَابٌ مُغْلَقٌ. فَكَسَرَهُ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَفَرَّقَهُمْ فِي الْأُمَرَاءِ وَأَهْلِ الْغَنَاءِ وَكَانَ حُمْرَانُ صَارَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مِنَ الْخُمُسِ وَمِنْهُمْ سِيرِينُ وَالِدُ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَخَذَهُ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَجَمَاعَةٌ آخَرُونَ مِنَ الْمَوَالِي الْمَشَاهِيرِ أَرَادَ بِهِمْ وَبِذَرَارِيِّهِمْ خَيْرًا.

وَلَمَّا قَدِمَ الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ عَلَى الصِّدِّيقِ بِالْخُمُسِ رَدَّهُ الصِّدِّيقُ إِلَى عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ مَدَدًا لَهُ وَهُوَ مُحَاصِرٌ دُومَةَ الْجَنْدَلِ. فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي نَاحِيَةٍ مِنَ الْعِرَاقِ يُحَاصِرُ قَوْمًا وَهُمْ قَدْ

أَخَذُوا عَلَيْهِ الطُّرُقَ، فَهُوَ مَحْصُورٌ أَيْضًا. فَقَالَ عِيَاضٌ لِلْوَلِيدِ: إِنَّ بَعْضَ الرَّأْيِ خَيْرٌ مِنْ جَيْشٍ كَثِيفٍ، مَا ذَا تَرَى فِيمَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَقَالَ لَهُ الْوَلِيدُ: اُكْتُبْ إِلَى خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُمِدُّكَ بِجَيْشٍ مِنْ عِنْدِهِ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ يَسْتَمِدُّهُ فَقَدِمَ كِتَابُهُ عَلَى خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَقِبَ وَقْعَةِ عَيْنِ التَّمْرِ وَهُوَ يَسْتَغِيثُ بِهِ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ:

مِنْ خَالِدٍ إِلَى عِيَاضٍ، إِيَّاكَ أُرِيدُ:

لَبِّثْ قَلِيلًا تَأْتِكَ الْحَلَائِبُ
يَحْمِلْنَ آسَادًا عَلَيْهَا الْقَاشِبُ
كَتَائِبٌ تَتْبَعُهَا كَتَائِبُ [114]

ترجمہ: جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے الأنبار (عراق کا ایک مقام) فتح کر لیا تو وہاں پر الزِّبرِ قان بن بدر کو نائب مقرر کیا اور عَین التمر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں اس وقت مِہران بن بَہرام جوبین ایک بڑی فارسی فوج کے ساتھ موجود تھا اور اس کے گرد و نواح میں عرب قبائل جیسے نَمِر، تَغلِب، ایاد اور دیگر لوگ تھے۔ ان قبائل کی قیادت عَقَّہ بن ابی عَقَّہ کے ہاتھ میں تھی۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ قریب پہنچے تو عَقَّہ نے مہران سے کہا: عرب، عربوں سے لڑنے کے طریقے زیادہ بہتر جانتے ہیں، لہٰذا ہمیں خالد (رضی اللہ عنہ) کا مقابلہ کرنے دو۔ مہران نے جواب دیا: ٹھیک ہے، تم ان سے لڑو۔ اگر مدد کی ضرورت پڑی تو ہم آ جائیں گے۔

عجم (فارس) کے لوگوں نے اپنے سردار مہران کو اس پر ملامت کی تو وہ بولا: انہیں جانے دو۔ اگر انہوں نے خالد (رضی اللہ عنہ) کو شکست دی تو فائدہ ہمارا ہے اور اگر وہ مغلوب ہو گئے تو ہم خالد (رضی اللہ عنہ) سے لڑیں گے جب کہ وہ کمزور ہو چکا ہو گا اور ہم طاقتور ہوں گے۔ اس پر سب نے اس کی حکمت عملی کو سراہا۔

آپ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ان کا سامنا عَقَّہ سے ہوا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی دونوں اطراف کی فوجوں سے کہا: اپنی جگہ پر رہنا، میں خود حملہ کرنے جا رہا ہوں اور اپنے

[114] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص744 وقعة عين التمر

محافظوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے پیچھے رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت حملہ کیا جب عقّہ صفیں درست کر رہا تھا۔ وہ اس پر جھپٹے، اسے دبوچا اور گرفتار کر لیا۔ عقّہ کا لشکر بغیر لڑائی کے بھاگ گیا۔ مسلمانوں نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ عَین التمر کے قلعے کی طرف بڑھے۔ جب مہران کو عقّہ اور اس کے لشکر کی شکست کی خبر ملی تو وہ قلعے سے نکل کر فرار ہو گیا اور قلعہ چھوڑ دیا۔ عیسائی عربوں کی باقی ماندہ فوج قلعے میں واپس لوٹی اور اس میں داخل ہو کر قلعے میں چھپ گئی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے، قلعے کا محاصرہ کیا اور بہت سخت گھیراؤ کیا۔ جب قلعے والوں نے یہ صورت حال دیکھی تو صلح کی درخواست کی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور فرمایا: تم صرف میرے فیصلے کے تابع ہو کر باہر آؤ گے۔

چنانچہ انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر قلعہ چھوڑا۔ پھر انہیں زنجیروں میں باندھ دیا گیا، قلعہ آپ رضی اللہ عنہ کے قبضے میں آ گیا اور پھر حکم دیا گیا کہ عقّہ اور اس کے تمام ساتھی قیدی قتل کر دیے جائیں حتی کہ وہ سب جو آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر قلعے سے نکلے تھے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قلعے کا تمام مال غنیمت حاصل کیا۔ قلعے میں موجود ایک چرچ میں چالیس نوجوان پائے گئے جو انجیل کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ان کا دروازہ بند تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے دروازہ توڑ کر انہیں نکالا اور انہیں اُمراء اور مالِ غنیمت لینے والوں میں تقسیم کر دیا۔

ان نوجوانوں میں سے:

- حُمران، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مالِ غنیمت کے خُمس (پانچواں حصہ) کے طور پر ملا۔
- سیرین، جو مشہور تابعی محمد رحمہ اللہ کے والد تھے، وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئے۔
- ان کے ساتھ کچھ اور مشہور موالی (آزاد کردہ غلام) بھی تھے جن کے ذریعے اللہ نے بہت خیر نازل فرمائی۔

پھر ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ مالِ غنیمت کے خمس کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدینہ پہنچے، لیکن صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں عیاض بن غنم رحمہ اللہ کے پاس بھیج دیا جو اس وقت دومۃ الجندل (شام کی سرحد کے قریب ایک مقام) کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ جب ولید رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ عیاض دشمنوں کے نرغے میں ہیں، دشمن نے ان کے تمام راستے بند کر دیے ہیں اور وہ خود بھی محصور ہیں۔ عیاض رحمہ اللہ

نے ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: بعض اوقات تدبیر اور رائے ایک بڑی فوج سے بہتر ہوتی ہے، آپ کیا تجویز کرتے ہیں؟ ولید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھو کہ وہ اپنی طرف سے ایک لشکر تمہاری مدد کے لیے بھیجے۔ عیاض رحمہ اللہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو مدد کے لیے خط لکھا۔ جب یہ خط عَین التمر کی فتح کے فوراً بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو موصول ہوا اور اس میں عیاض رحمہ اللہ کی جانب سے مدد کی اپیل تھی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا:

اے عیاض! میں تمہارے ہی لیے آ رہا ہوں۔ ذرا انتظار کرو، تمہارے پاس اونٹنیاں آئیں گی جن پر شیر سوار ہوں گے، ایک لشکر کے پیچھے دوسرا لشکر چل رہا ہو گا۔

6: معرکہ دُومۃ الجَندَل

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا فَرَغَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ عَيْنِ التَّمْرِ قَصَدَ إِلٰى دُوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَاسْتَخْلَفَ عَلٰى عَيْنِ التَّمْرِ عُوَيْمِرَ بْنَ الْكَاهِنِ الْأَسْلَمِيَّ، فَلَمَّا سَمِعَ أَهْلُ دُوْمَةِ الْجَنْدَلِ بِمَسِيْرِهٖ إِلَيْهِمْ بَعَثُوْا إِلٰى أَحْزَابِهِمْ مِنْ بَهْرَاءَ وَتَنُوْخَ وَكَلْبٍ وَغَسَّانَ وَالضَّجَاعِمِ، فَأَقْبَلُوْا إِلَيْهِمْ وَعَلٰى غَسَّانَ وَتَنُوْخَ ابْنُ الْأَيْهَمِ، وَعَلَى الضَّجَاعِمِ ابْنُ الْحِدْرِجَانِ، وَجِمَاعُ النَّاسِ بِدُوْمَةَ إِلٰى رَجُلَيْنِ أُكَيْدِرِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، وَالْجُوْدِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ، فَاخْتَلَفَا، فَقَالَ أُكَيْدِرُ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِخَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، لَا أَحَدَ أَيْمَنُ طَائِرًا مِنْهُ فِي حَرْبٍ وَلَا أَحَدُّ مِنْهُ، وَلَا يَرٰى وَجْهَ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَوْمٌ أَبَدًا قَلُّوْا أَمْ كَثُرُوْا إِلَّا انْهَزَمُوْا عَنْهُ، فَأَطِيْعُوْنِيْ وَصَالِحُوا الْقَوْمَ، فَأَبَوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: لَنْ أُمَالِئَكُمْ عَلٰى حَرْبِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَفَارَقَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَاصِمَ بْنَ عَمْرٍو فَعَارَضَهٗ فَأَخَذَهٗ فَلَمَّا أُتِيَ بِهٖ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَمَرَ فَضُرِبَتْ عُنُقُهٗ وَأَخَذَ مَا كَانَ مَعَهٗ، ثُمَّ تَوَاجَهَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَهْلُ دُوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَعَلَيْهِمُ الْجُوْدِيُّ بْنُ رَبِيْعَةَ وَكُلُّ قَبِيْلَةٍ مَعَ أَمِيْرِهَا مِنَ الْأَعْرَابِ، وَجَعَلَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دُوْمَةَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ جَيْشِ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ، وَافْتَرَقَ جَيْشُ الْأَعْرَابِ فِرْقَتَيْنِ؛ فِرْقَةً نَحْوَ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَفِرْقَةً نَحْوَ عِيَاضٍ وَحَمَلَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلٰى مَنْ قِبَلَهٗ وَحَمَلَ عِيَاضٌ عَلٰى أُولٰئِكَ فَأَسَرَ

خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْجُوْدِيَّ وَأَسَرَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ وَدِيْعَةَ وَفَرَّتِ الْأَعْرَابُ إِلَى الْحِصْنِ، فَمَلَأُوْهُ وَبَقِيَ مِنْهُمْ خَلْقٌ ضَاقَ عَنْهُمْ فَعَطَفَتْ بَنُوْ تَمِيْمٍ عَلٰى مَنْ هُوَ خَارِجَ الْحِصْنِ فَأَعْطَوْهُمْ مِيْرَةً فَنَجَا بَعْضُهُمْ، وَجَاءَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَضَرَبَ أَعْنَاقَ مَنْ وَجَدَهٗ خَارِجَ الْحِصْنِ، وَأَمَرَ بِضَرْبِ عُنُقِ الْجُوْدِيِّ وَمَنْ كَانَ مَعَهٗ مِنَ الْأُسَارٰى، إِلَّا أُسَارٰى بَنِيْ كَلْبٍ، فَإِنَّ عَاصِمَ بْنَ عَمْرٍو وَالْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ وَبَنِيْ تَمِيْمٍ أَجَارُوْهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا لِيْ وَمَا لَكُمْ أَتَحْفَظُوْنَ أَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتُضَيِّعُوْنَ أَمْرَ الْإِسْلَامِ؟ فَقَالَ لَهٗ عَاصِمُ بْنُ عَمْرٍو: أَتَحْسُدُوْنَهُمُ الْعَافِيَةَ وَتُحَوِّزُوْنَهُمْ إِلَى الشَّيْطَانِ ثُمَّ أَطَافَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالْبَابِ فَلَمْ يَزَلْ عَنْهُ حَتّٰى اقْتَلَعَهٗ وَاقْتَحَمُوا الْحِصْنَ فَقَتَلُوْا مَنْ فِيْهِ مِنَ الْمُقَاتِلَةِ وَسَبَوُا الذَّرَارِيَّ فَبَايَعُوْهُمْ بَيْنَهُمْ فِيْمَنْ يَزِيْدُ وَاشْتَرٰى خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ ابْنَةَ الْجُوْدِيِّ، وَكَانَتْ مَوْصُوفَةً بِالْجَمَالِ، وَأَقَامَ بِدُوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَرَدَّ الْأَقْرَعَ إِلَى الْأَنْبَارِ ثُمَّ رَجَعَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى الْحِيْرَةِ. [115]

ترجمہ: جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عَین التمر سے فارغ ہوئے تو دومۃ الجندل (حجاز اور شام کے درمیان واقع ہے جس کا مدینہ سے فاصلہ تقریباً 10 مراحل بنتا ہے) کی طرف روانہ ہوئے اور عَین التمر پر عُوَیمِر بن کاہن اسلمی رحمہ اللہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔

جب اہل دومۃ الجندل کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ان کی طرف آنے کی خبر ملی تو انہوں نے فوراً اپنے اتحادی قبائل کی طرف قاصد بھیجے، جیسے بہراء، تنوخ، کلب، غسان اور ضجاعِم۔ یہ سب قبیلے ان کی مدد کو پہنچے۔ غسان اور تنُوخ کی قیادت ابن الأیہم کر رہا تھا، اور ضجاعم کی قیادت ابن الحدرِجان کے ہاتھ میں تھی۔ دومۃ الجندل کے باشندے دو اہم سرداروں اُکَیدِر بن عبد الملک اور الجُودی بن ربیعہ کے گرد جمع تھے۔ ان دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ اُکَیدِر نے کہا: میں خالد کو سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ جنگ میں اس سے زیادہ کامیاب اور تیز شخص کوئی نہیں۔ جس قوم نے بھی خالد کا سامنا کیا ہے؛ چاہے وہ تھوڑی ہو یا زیادہ، ہمیشہ شکست کھائی ہے۔ لہٰذا میری بات مانو اور مسلمانوں

---

[115] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج 3 ص 745 خبر دومۃ الجندل

سے صلح کر لو، لیکن باقی لوگوں نے انکار کر دیا۔ اُکَیدِر بولا: میں خالد کے خلاف تمہارے ساتھ نہیں ہوں گا۔ چنانچہ وہ ان سے جدا ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عاصم بن عمرو رحمہ اللہ کو اس کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ عاصم رحمہ اللہ نے اسے پکڑ لیا اور جب وہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے سامنے لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے (قتل کرنے کا) حکم دیا، چنانچہ اس کی گردن اڑادی گئی اور جو کچھ اس کے پاس مال تھا وہ لے لیا گیا۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ اور دومۃ الجندل کی افواج آمنے سامنے ہوئیں۔ دومۃ کی فوج کی قیادت الجُودی بن ربیعہ کر رہا تھا اور ہر قبیلے کا اپنا سردار اس کے ساتھ تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دومۃ کو اپنے اور عیاض بن غنم رحمہ اللہ کی فوج کے درمیان رکھا۔ عرب لشکر دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے:

- ایک گروہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی طرف
- دوسرا عیاض رحمہ اللہ کی طرف

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے مخالفین پر حملہ کیا اور عیاض رحمہ اللہ نے دوسرے گروہ پر۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے الجودی کو قید کر لیا اور حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے ودِیعہ کو گرفتار کیا۔ عرب افواج قلعے کی طرف لپکیں اور قلعے میں داخل ہو گئیں یہاں تک کہ قلعہ بھر گیا اور جو باقی رہ گئے تھے وہ باہر ہی رہ گئے۔

بنو تمیم نے قلعے کے باہر پھنسے ہوئے لوگوں پر مہربانی کی، انہیں کھانے پینے کا سامان دیا اور کچھ اس راستے سے بچ نکلے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان میں سے جو بھی قلعے سے باہر ملا، قتل کروا دیا۔ پھر حکم دیا کہ الجودی اور اس کے ساتھ قید ہونے والوں کی گردنیں مار دی جائیں سوائے بنو کلب کے قیدیوں کے کیونکہ عاصم بن عمرو، اقرع بن حابس رضی اللہ عنہما اور بنو تمیم نے انہیں پناہ دی تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میرا تم سے کیا تعلق؟ کیا تم زمانۂ جاہلیت کی روایات کو باقی رکھتے ہو اور اسلامی احکام کو ضائع کر رہے ہو؟ عاصم بن عمرو رحمہ اللہ نے جواب دیا: کیا آپ ان کی عافیت پر خوش نہیں ہیں اور انہیں شیطان کی طرف دھکیلنا چاہتے ہیں؟

حضرت خالد رضی اللہ عنہ قلعے کے دروازے پر چڑھ گئے اور اس وقت تک وہاں رہے جب تک کہ دروازہ توڑ نہ دیا۔ پھر مسلمان قلعے میں داخل ہو گئے، جو بھی قلعے کے اندر جنگجو موجود تھے انہیں قتل کر دیا، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔ ان قیدیوں کو مسلمانوں نے آپس میں بولی لگا کر تقسیم کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسی دن

الجودی کی بیٹی کو خرید لیا جو خوبصورتی میں مشہور تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کچھ دن دومۃ الجندل میں ٹھہرے، پھر اقرع بن حابس رحمہ اللہ کو انبار کی طرف روانہ کیا اور خود حیرہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔

7: واقعہ الحُصَید وا لمُصَیَّخ

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ سَيْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ وَطَلْحَةَ وَالْمُهَلَّبِ قَالُوا وَقَدْ كَانَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَقَامَ بِدُومَةِ الْجَنْدَلِ فَظَنَّ الْأَعَاجِمُ بِهِ وَكَاتَبُوا عَرَبَ الْجَزِيرَةِ فَاجْتَمَعُوا لِحَرْبِهِ، وَقَصَدُوا الْأَنْبَارَ يُرِيدُونَ انْتِزَاعَهَا مِنَ الزِّبْرِقَانِ وَهُوَ نَائِبُ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَيْهَا فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الزِّبْرِقَانَ كَتَبَ إِلَى الْقَعْقَاعِ بْنِ عَمْرٍو نَائِبِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْحِيرَةِ، فَبَعَثَ الْقَعْقَاعُ أَعْبَدَ بْنَ فَدَكِيٍّ السَّعْدِيَّ، وَأَمَرَهُ بِالْحُصَيْدِ، وَبَعَثَ عُرْوَةَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيَّ وَأَمَرَهُ بِالْخَنَافِسِ، وَرَجَعَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ دُومَةَ إِلَى الْحِيرَةِ وَهُوَ عَازِمٌ عَلَى مُصَادَمَةِ أَهْلِ الْمَدَائِنِ مَحَلَّةِ كِسْرٰى، لٰكِنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ بِغَيْرِ إِذْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَشَغَلَهُ مَا قَدِ اجْتَمَعَ مِنْ جُيُوشِ الْأَعَاجِمِ مَعَ نَصَارَى الْأَعْرَابِ يُرِيدُونَ حَرْبَهُ، فَبَعَثَ الْقَعْقَاعَ بْنَ عَمْرٍو أَمِيرًا عَلَى النَّاسِ فَالْتَقَوْا بِمَكَانٍ يُقَالُ لَهُ: الْحُصَيْدُ وَعَلَى الْعَجَمِ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ "رُوزَبَهْ" وَأَمَدَّهُ أَمِيرٌ آخَرُ يُقَالُ لَهُ "زَرْمِهْرُ" فَاقْتَتَلُوا قِتَالًا شَدِيدًا، وَهُزِمَ الْمُشْرِكُونَ، فَقَتَلَ مِنْهُمُ الْمُسْلِمُونَ خَلْقًا كَثِيرًا وَقَتَلَ الْقَعْقَاعُ بِيَدِهِ زَرْمِهْرَ، وَقَتَلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ "عِصْمَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الضَّبِّيُّ رُوزَبَهْ" وَغَنِمَ الْمُسْلِمُونَ شَيْئًا كَثِيرًا، وَهَرَبَ مَنْ هَرَبَ مِنَ الْعَجَمِ، فَلَجَأُوا إِلَى مَكَانٍ يُقَالُ لَهُ "خَنَافِسُ"، فَسَارَ إِلَيْهِمْ أَبُو لَيْلَى بْنُ فَدَكِيٍّ السَّعْدِيُّ فَلَمَّا أَحَسُّوا بِذٰلِكَ سَارُوا إِلَى الْمُصَيَّخِ، فَلَمَّا اسْتَقَرُّوا بِهَا بِمَنْ مَعَهُمْ مِنَ الْأَعَاجِمِ وَالْأَعْرَابِ قَصَدَهُمْ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِمَنْ مَعَهُ مِنَ الْجُنُودِ وَقَسَّمَ الْجَيْشَ ثَلَاثَ فِرَقٍ وَأَغَارَ عَلَيْهِمْ لَيْلًا وَهُمْ نَائِمُونَ فَأَنَامَهُمْ وَلَمْ يُفْلِتْ مِنْهُمْ إِلَّا الْيَسِيرُ، فَمَا شُبِّهُوا إِلَّا بِغَنَمٍ مُصَرَّعَةٍ.

وَقَدْ رَوَى ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: انْتَهَيْنَا فِي هٰذِهِ الْغَارَةِ إِلَى رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ "حُرْقُوصُ بْنُ النُّعْمَانِ النَّمَرِيُّ" وَحَوْلَهُ بَنُوهُ وَبَنَاتُهُ وَامْرَأَتُهُ، وَقَدْ وَضَعَ لَهُمْ جَفْنَةً مِنْ خَمْرٍ وَهُمْ

يَقُوْلُوْنَ: أَحَدٌ يَشْرَبُ هٰذِهِ السَّاعَةَ، وَهٰذِهِ جُيُوْشُ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدْ أَقْبَلَتْ؟ فَقَالَ لَهُمْ: اشْرَبُوْا شُرْبَ وَدَاعٍ، فَمَا أَرٰى أَنْ تَشْرَبُوْا خَمْرًا بَعْدَهَا فَشَرِبُوْا وَجَعَلَ يَقُوْلُ:

أَ لَّا يَا اِسْقِيَانِيْ قَبْلَ نَائِرَةِ الْفَجْرِ
لَعَلَّ مَنَايَانَا قَرِيْبٌ وَلَا نَدْرِيْ

الْقَصِيدَةَ إِلٰى آخِرِهَا، قَالَ: فَهَجَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَضَرَبَ رَجُلٌ رَأْسَهٗ، فَإِذَا هُوَ فِي جَفْنَتِهٖ، وَأُخِذَتْ بَنُوْهُ وَبَنَاتُهٗ وَامْرَأَتُهٗ، وَقَدْ قُتِلَ فِي هٰذِهِ الْمَعْرَكَةِ رَجُلَانِ كَانَا قَدْ أَسْلَمَا وَمَعَهُمَا كِتَابٌ مِنَ الصِّدِّيْقِ بِالْأَمَانِ، وَلَمْ يَعْلَمْ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ، وَهُمَا عَبْدُ الْعُزّٰى بْنُ أَبِيْ رِهْمِ بْنِ قِرْوَاشٍ، قَتَلَهٗ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيُّ، وَالْآخَرُ لَبِيْدُ بْنُ جَرِيْرٍ قَتَلَهٗ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ، فَلَمَّا بَلَغَ خَبَرُهُمَا الصِّدِّيْقَ وَدَّاهُمَا، وَبَعَثَ بِالْوَصَاةِ بِأَوْلَادِهِمَا وَتَكَلَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَابِ فِيْ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِسَبَبِهِمَا كَمَا تَكَلَّمَ فِيْهِ بِسَبَبِ مَالِكِ بْنِ نُوَيْرَةَ، فَقَالَ لَهُ الصِّدِّيْقُ: كَذٰلِكَ يَلْقٰى مَنْ يُّسَاكِنُ أَهْلَ الْحَرْبِ فِي دِيَارِهِمْ، أَيْ: الذَّنْبُ لَهُمَا فِيْ مُجَاوَرَتِهِمَا الْمُشْرِكِيْنَ، وَهٰذَا كَمَا فِي الْحَدِيْثِ: أَنَا بَرِيْءٌ مِنْ كُلِّ مَنْ سَاكَنَ الْمُشْرِكَ فِي دَارِهٖ، وَفِي الْحَدِيْثِ الْآخَرِ: لَا تَرٰى نَارَهُمَا، أَيْ لَا يَجْتَمِعُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فِي مَحَلَّةٍ وَاحِدَةٍ. [116]

ترجمہ: حضرت سَیف سے روایت ہے کہ حضرت محمد، طلحہ اور المهلب رحمہم اللہ فرماتے تھے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دُومۃ الجندل میں قیام کر رہے تھے۔ جب عرب نہ تھے تو غیر عربوں نے ان کے خلاف متحد ہو کر عرب جزیرہ سے قبائل کی مدد طلب کی۔ وہ سب مل کر انبار کی طرف گئے تاکہ اسے الزبرقان (حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے نائب) سے چھین لیں۔ جب الزبرقان نے یہ حرکت دیکھی تو اس نے القعقاع بن عمرو (حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے نائب) کو خط لکھا، القعقاع نے أَعْبَد بن فَدَکِيّ السَّعْدِي کو الُحصَید کے لیے اور عروۃ بن الجعد البارقی کو الُخنَافس کے خلاف روانہ کیا۔ اسی دوران حضرت خالد رضی اللہ عنہ دُومہ سے حیرہ واپس لوٹے اور فیصلہ کیا کہ وہ

---

[116] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3ص746 خبر وقعتی الحصید والمضیح

مدائن (کسریٰ کا محل) کا محاصرہ کریں گے لیکن انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر ایسا کرنے کو ناپسند سمجھا۔ ان کو معلوم تھا کہ غیر عربوں نے عیسائی قبائل کے ساتھ مل کر ان کے خلاف لشکر تیار کر لیا ہے۔ اس لیے القعقاع کو ان لوگوں کے خلاف مقرر کیا گیا۔ دونوں جانب کے لشکروں نے "الْحُصَیْدِ" نامی مقام پر مقابلہ کیا اور ان جنگجوؤں میں ایک عجم سردار "رُوزَبَہ" اور اس کے مددگار "زَرْمِهْر" شامل تھے۔ پھر سخت لڑائی ہوئی اور مشرکین شکست کھا گئے۔ مسلمانوں نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ قعقاع نے اپنے ہاتھ سے زرْمہر کو قتل کیا اور عصمہ بن عبد اللہ ضبی نے رُوزَبہ کو قتل کیا۔ مسلمانوں نے بہت سا مالِ غنیمت حاصل کیا، جو عجم (ایرانی) بچ نکلے خنافس کی طرف بھاگے ان کے پیچھے ابو لیلیٰ بن فدکی سعدی روانہ ہوئے۔ جب انہیں ان کی خبر ہوئی تو وہ "المصیخ" کی طرف منتقل ہو گئے۔ جب وہ وہاں عجم اور اعراب کے ساتھ جا کر ٹھہرے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوئے اور لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ پھر رات کے وقت ان پر اس وقت دھاوا بولا جب وہ سو رہے تھے، سب کو تہہِ تیغ کر ڈالا۔ ان میں سے بہت ہی تھوڑے لوگ جان بچا کر نکل سکے۔ انہیں (مارے گئے کافروں کو) گویا گرائے گئے بکریوں کے ریوڑ سے تشبیہ دی گئی۔

ابنِ جریر نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس (فوجی) یلغار میں ایک شخص تک پہنچے جس کا نام حُر قوص بن نعمان النَّمَری تھا۔ اس کے ارد گرد اس کے بیٹے، بیٹیاں اور بیوی موجود تھے۔ اس نے ان کے لیے شراب کا ایک بڑا پیالہ (یا تھال) تیار کیا ہوا تھا۔ اور وہ سب (خوف زدہ ہو کر) کہہ رہے تھے: "اب کوئی کیسے شراب پی سکتا ہے، جب کہ خالد (رضی اللہ عنہ) کی فوجیں ہم پر چڑھ آئی ہیں؟"۔ حر قوص نے ان سے کہا: "پی لو، الوداعی شراب پی لو! مجھے نہیں لگتا کہ تمہیں اس کے بعد شراب پینے کا موقع ملے گا۔" چنانچہ وہ سب شراب پینے لگے اور حُر قوص یہ شعر پڑھنے لگا:

أَ لَّا يَا اِسْقِيَانِيْ قَبْلَ نَائِرَةِ الْفَجْرِ
لَعَلَّ مَنَايَانَا قَرِيْبٌ وَلَا نَدْرِيْ

ارے ساقی! مجھے فجر کی یلغار سے پہلے پلاؤ، شاید ہماری موت قریب ہو اور ہمیں اس کا کچھ علم نہیں۔

اس نے قصیدہ آخر تک پڑھا۔ پھر (اسی اثنا میں) مسلمانوں کی فوج اس پر ٹوٹ پڑی اور ایک شخص نے اس کے سر پر وار کیا۔ چنانچہ وہ وہیں اپنے شراب کے تھال میں گر پڑا۔ اس کے بیٹوں، بیٹیوں اور بیوی کو قیدی بنالیا گیا۔

اس جنگ میں دو ایسے لوگ بھی مارے گئے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے امان لے کر مسلمان ہو چکے تھے لیکن مسلمانوں کو اس کی خبر نہیں تھی:

- عبد العزّی بن أبي رِهم بن قِرْوَاش، جنہیں جریر بن عبد اللہ البجلیّ رضی اللہ عنہ نے (بے خبری میں) قتل کیا،
- لبید بن جریر، جنہیں دیگر مسلمانوں نے (لاعلمی میں) قتل کیا۔

جب ان دونوں (قتل ہونے والے افراد) کی خبر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی دیت (خون بہا) ادا کی اور ان کے بچوں کی کفالت کی ہدایت بھیجی۔ اس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر تنبیہ کی جیسا کہ انہوں نے اس سے قبل مالک بن نویرہ کے معاملے میں بھی کی تھی۔ (ان کے جواب میں) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا ہی انجام ہوتا ہے اُس کا جو اہلِ جنگ (کافروں) کے ساتھ ان کی سرزمین میں رہائش اختیار کرے۔ یعنی ان دونوں (مسلمانوں) کی غلطی یہ تھی کہ وہ مشرکین کے درمیان اور ان کے علاقوں میں رہائش پذیر تھے، اور یہ بات اس حدیث کے مطابق ہے: میں ہر اس شخص سے بری ہوں جو مشرک کے ساتھ اس کے علاقے میں رہے۔ اور دوسری حدیث میں ہے: ان کی آگ ایک دوسرے کے سامنے نہ جلے۔ یعنی مسلمانوں اور مشرکوں کو ایک ہی جگہ قیام نہیں کرنا چاہیے۔

8: معرکہ ثِنّی وزُمیل

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ كَانَتْ وَقْعَةُ الثِّنْيِ وَالزُّمَيْلِ وَقَدْ بَيَّتُوهُمْ فَقَتَلُوا مَنْ كَانَ هُنَالِكَ مِنَ الْأَعْرَابِ وَالْأَعَاجِمِ فَلَمْ يُفْلِتْ مِنْهُمْ أَحَدٌ وَلَا انْبَعَثَ بِخَبَرٍ ، ثُمَّ بَعَثَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالْخُمُسِ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالسَّبْيِ إِلَى الصِّدِّيقِ وَقَدِ اشْتَرٰى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنْ هٰذَا السَّبْيِ جَارِيَةً مِنَ الْعَرَبِ وَهِيَ

ابْنَةُ رَبِيْعَةَ بْنِ بُجَيْرٍ التَّغْلِبِيّ، فَاسْتَوْلَدَهَا عُمَرَ وَرُقَيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ. [117]

ترجمہ: پھر جنگ ثنّی اور زُمَیل پیش آئی۔ مسلمانوں نے رات کے وقت اچانک حملہ کیا اور وہاں موجود تمام عربوں اور عجمیوں کو قتل کر دیا۔ ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا اور نہ ہی کوئی خبر دینے والا نکل سکا۔ پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مالِ غنیمت اور قیدیوں میں سے خمس (پانچواں حصہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ انہی قیدیوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک عرب لونڈی خریدی جو ربیعہ بن بُجَیر تغلبی کی بیٹی تھی اور اس سے ان کے دو بچے بھی پیدا ہوئے: ایک عمر اور دوسری رقیہ (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔

9: معرکہ فِراض

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ سَارَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى وَقْعَةِ الْفِرَاضِ وَهِيَ تُخُوْمُ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ وَالْجَزِيْرَةِ، فَأَقَامَ هُنَالِكَ شَهْرَ رَمَضَانَ مُفْطِرًا لِشُغْلِهِ بِالْأَعْدَاءِ، وَلَمَّا بَلَغَ الرُّوْمَ أَمْرُ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمَصِيْرُهُ إِلٰى قُرْبِ بِلَادِهِمْ، حَمُوْا وَغَضِبُوْا وَجَمَعُوْا جُمُوْعًا كَثِيْرَةً، وَاسْتَمَدُّوْا تَغْلِبَ وَإِيَادًا وَ النَّمِرَ، ثُمَّ نَاهَدُوْا خَالِدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَحَالَتِ الْفُرَاتُ بَيْنَهُمْ، فَقَالَتِ الرُّوْمُ لِخَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اعْبُرْ إِلَيْنَا، وَقَالَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِلرُّوْمِ: بَلِ اعْبُرُوْا أَنْتُمْ، فَعَبَرَتِ الرُّوْمُ إِلَيْهِمْ وَذٰلِكَ لِلنِّصْفِ مِنْ ذِي الْقِعْدَةِ سَنَةَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ، فَاقْتَتَلُوا هُنَالِكَ قِتَالًا عَظِيْمًا بَلِيْغًا، ثُمَّ هَزَمَ اللهُ جُمُوْعَ الرُّوْمِ وَتَمَكَّنَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ أَقْفَائِهِمْ، فَقُتِلَ فِي هٰذِهِ الْمَعْرَكَةِ مِائَةُ أَلْفٍ،

وَأَقَامَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِالْفِرَاضِ عَشَرَةَ أَيَّامٍ، ثُمَّ أَذِنَ بِالْقُفُوْلِ إِلَى الْحِيَرَةِ، لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقِعْدَةِ، وَأَمَرَ عَاصِمَ بْنَ عَمْرٍو أَنْ يَسِيْرَ فِي الْمُقَدِّمَةِ، وَأَمَرَ شَجَرَةَ بْنَ الْأَعَزِّ أَنْ يَسِيْرَ فِي السَّاقَةِ، وَأَظْهَرَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ يَسِيْرُ فِي السَّاقَةِ، وَسَارَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَقَصَدَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَسَارَ إِلٰى مَكَّةَ فِيْ طَرِيْقٍ لَمْ يَسْلُكْ قَبْلَهُ قَطُّ، وَيَأْتِي

---

[117] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص747 خبر وقعتی الحصید والمضیح

لَهُ فِي ذٰلِكَ أَمْرٌ لَمْ يَقَعْ لِغَيْرِهِ. فَجَعَلَ يَسِيْرُ مُعْتَسِفًا عَلٰى غَيْرِ جَادَّةٍ، حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَكَّةَ فَأَدْرَكَ الْحَجَّ هٰذِهِ السَّنَةَ، ثُمَّ عَادَ فَأَدْرَكَ اَمْرَ السَّاقَةِ قَبْلَ أَنْ يَصِلُوا إِلَى الْحِيرَةِ، وَلَمْ يَعْلَمْ أَحَدٌ بِحَجِّ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هٰذِهِ السَّنَةَ إِلَّا الْقَلِيْلُ مِنَ النَّاسِ مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ، وَلَمْ يَعْلَمْ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ بِذٰلِكَ أَيْضًا إِلَّا بَعْدَ مَا رَجَعَ أَهْلُ الْحَجِّ مِنَ الْمَوْسِمِ، فَبَعَثَ يَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي مُفَارَقَتِهِ الْجَيْشَ، وَكَانَتْ عُقُوْبَتَهُ عِنْدَهُ أَنْ صَرَفَهُ مِنْ غَزْوِ الْعِرَاقِ إِلٰى غَزْوِ الشَّامِ، وَقَالَ لَهُ فِيْمَا كَتَبَ إِلَيْهِ يَقُوْلُ لَهُ:

وَإِنَّ الْجُمُوْعَ لَمْ تَشُجْ بِعَوْنِ اللهِ شَجِيَكَ، فَلْيَهْنِئَكَ أَبَا سُلَيْمَانَ النِّيَّةُ وَالْحُظْوَةُ، فَأَتْمِمْ يُتَمِّمِ اللهُ لَكَ، وَلَا يَدْخُلَنَّكَ عُجْبٌ فَتَخْسَرَ وَتُخْذَلَ، وَإِيَّاكَ أَنْ تُدِلَّ بِعَمَلٍ، فَإِنَّ اللهَ لَهُ الْمَنُّ، وَهُوَ وَلِيُّ الْجَزَاءِ.[118]

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ موجود مسلمانوں کو لے کر فِراض کی طرف روانہ ہوئے جو کہ شام، عراق اور جزیرہ کی سرحد پر واقع ہے۔ وہاں رمضان المبارک کا پورا مہینہ قیام فرمایا اور روزے نہیں رکھے، کیونکہ وہ دشمنوں کے ساتھ لڑنے میں مشغول تھے (یعنی حالتِ جنگ میں تھے)۔ جب رومیوں کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آمد کا علم ہوا اور وہ ان کی سرحدوں کے قریب پہنچ گئے تو وہ غصے میں آگئے اور انہوں نے بڑی تعداد میں لشکر جمع کیے۔ تَغْلِب، اِیَاد اور نَمِر (عرب قبائل) سے مدد طلب کی اور پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کرنے آئے۔ دونوں لشکروں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا۔

رومیوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا: تم دریا عبور کر کے ہماری طرف آؤ۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم لوگ دریا پار کر کے ہماری طرف آؤ۔ چنانچہ رومی دریا عبور کر کے ان کی طرف آگئے۔ (یہ واقعہ ذوالقعدہ کے نصف) یعنی 15 تاریخ (سَن 12 ہجری کا ہے)۔ دونوں لشکروں کے درمیان شدید جنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو شکست دی یہاں تک کہ مسلمان ان کے پیچھے لگ گئے۔ اس معرکہ میں تقریباً ایک لاکھ دشمن قتل ہوئے۔ اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دس دن مزید مقام فِرَاض میں قیام فرمایا، پھر ذوالقعدہ

[118] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص747 وقعة الفِراض

کی پچیس تاریخ کو حِیرَہ واپسی کا ارادہ کیا۔ آپ نے عاصم بن عمرو رحمہ اللہ کو لشکر کے اگلے حصے کا امیر مقرر فرمایااور شَجَرَہ بن اَعَزّ رحمہ اللہ کو لشکر کے پچھلے دستے کا امیر بنایا۔ خود ظاہر کیا کہ آپ پچھلے حصے کے ساتھ ہوں گے لیکن درحقیقت چند مخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ علیحدہ روانہ ہو گئے اور مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف کاراستہ اختیار کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کی طرف ایک ایسے راستے سے روانہ ہوئے جس سے پہلے کبھی کوئی نہیں گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے وہ راستہ آسان کر دیا جو کسی اور کے لیے میسر نہ آیا۔ آپ معروف شاہراہ کے بجائے درمیان سے کٹ کر ایک نیاراستہ اختیار کرتے گئے یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے اور اس سال حج کا موقع پالیا۔ آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹے اور لوگوں کے حیرہ پہنچنے سے پہلے لشکر کے پچھلے دستے کے آخری حصے سے جا ملے۔

اس سال آپ رضی اللہ عنہ کے اس حج کے بارے میں سوائے آپ کے چند ساتھیوں کے اور کسی کو علم نہ ہوا یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی اس حج کی اطلاع حج کے قافلوں کے لوٹنے کے بعد ہی ملی۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو لشکر سے جدا ہونے پر تنبیہ کرتے ہوئے ایک خط لکھااور ان کے لیے بطور "محبوبانہ تنبیہ" یہ طے کیا کہ انہیں عراق کی فتوحات سے ہٹا کر شام کی طرف روانہ کیا جائے۔ انہوں نے اپنے خط میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا:

یقیناً (دشمن کی) جماعتیں تیرے وار سے اللہ کی مدد کے بغیر نہ ٹوٹیں، اے ابو سلیمان! (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کنیت) تجھے تمہاری نیت اور اللہ کے ہاں ملنے والی قبولیت مبارک ہو۔ لہٰذا اپنا کام مکمل کرنے کی نیت کرو، اللہ تعالیٰ اسے مکمل فرمادے گا۔ خبردار! کہیں آپ کو اپنے عمل پر غرور نہ ہو جائے ورنہ نقصان اٹھاؤ گے اور اللہ کی مدد سے محروم کر دیے جاؤ گے۔ خبردار! کسی عمل پر فخر نہ کرنا، کیونکہ احسان اور نعمت؛ اللہ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں اور وہی بدلہ دینے والا اور جزا کا مالک ہے۔

10: فتوح الشام

امام ابوالحسن عزالدین ابن الاثیر علی بن محمد بن عبد الکریم رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

قِيْلَ: فِي سَنَةِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَجَّهَ أَبُوْ بَكْرٍ الْجُنُوْدَ إِلَى الشَّامِ بَعْدَ عَوْدِهِ مِنَ الْحَجِّ. فَبَعَثَ خَالِدَ بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ، وَقِيْلَ: إِنَّمَا سَيَّرَهُ لَمَّا سَيَّرَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ إِلَى الْعِرَاقِ، وَكَانَ أَوَّلَ لِوَاءٍ عَقَدَهُ إِلَى الشَّامِ لِوَاءُ خَالِدٍ ، ثُمَّ عَزَلَهُ قَبْلَ أَنْ يَسِيْرَ .... وَجَعَلَهُ رِدْءًا لِلْمُسْلِمِيْنَ بِتَيْمَاءَ، وَأَمَرَهُ أَنْ لَّا يُفَارِقَهَا إِلَّا بِأَمْرِهِ، وَأَنْ يَّدْعُوَ مَنْ حَوْلَهُ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا مَنِ ارْتَدَّ، وَأَنْ لَا يُقَاتِلَ إِلَّا مَنْ قَاتَلَهُ، فَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ جُمُوْعٌ كَثِيْرَةٌ، وَبَلَغَ خَبَرُهُ الرُّوْمَ فَضَرَبُوا الْبَعْثَ عَلَى الْعَرَبِ الضَّاحِيَةِ بِالشَّامِ مِنْ بَهْرَاءَ، وَسَلِيْحٍ وَغَسَّانَ وَكَلْبٍ وَلَخْمٍ وَجُذَامَ فَكَتَبَ خَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ بِذٰلِكَ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُوْ بَكْرٍ: أَقْدِمْ وَلَا تَقْتَحِمَنَّ. فَسَارَ إِلَيْهِمْ. فَلَمَّا دَنَا مِنْهُمْ تَفَرَّقُوْا. فَنَزَلَ مَنْزِلَهُمْ وَكَتَبَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ بِذٰلِكَ. فَأَمَرَهُ بِالْإِقْدَامِ بِحَيْثُ لَا يُؤْتٰى مِنْ خَلْفِهِ. فَسَارَ حَتّٰى جَازَهُ قَلِيْلًا وَنَزَلَ. فَسَارَ إِلَيْهِ بِطْرِيْقٌ مِنْ بَطَارِقَةِ الرُّوْمِ يُدْعٰى "بَاهَانَ". فَقَاتَلَهُ فَهَزَمَهُ وَقَتَلَ مِنْ جُنْدِهِ. فَكَتَبَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ يَسْتَمِدُّهُ، وَكَانَ قَدْ قَدِمَ عَلَى أَبِيْ بَكْرٍ أَوَائِلُ مُسْتَنْفِرِي الْيَمَنِ وَفِيْهِمْ ذُو الْكَلَاعِ. وَقَدِمَ عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِيْ جَهْلٍ فِيْمَنْ مَعَهُ مِنْ تِهَامَةَ، وَعُمَانَ، وَالْبَحْرَيْنِ، وَالسَّرْوِ فَكَتَبَ لَهُمْ أَبُوْ بَكْرٍ إِلَى أُمَرَاءِ الصَّدَقَاتِ أَنْ يُبْدِلُوْا مَنِ اسْتَبْدَلَ. فَكُلُّهُمْ اسْتَبْدَلَ فَسُمِّيَ "جَيْشَ الْبِدَالِ" وَقَدِمُوْا عَلٰى خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ.

وَعِنْدَهَا اهْتَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ بِالشَّامِ وَعَنَاهُ أَمْرُهُ، وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ قَدْ رَدَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ إِلَى عَمَلِهِ الَّذِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَّاهُ إِيَّاهُ مِنْ صَدَقَاتِ سَعْدِ هُذَيْمٍ وَعُذْرَةَ وَغَيْرِهِمْ قَبْلَ ذَهَابِهِ إِلَى عُمَانَ، وَوَعَدَهُ أَنْ يُّعِيْدَهُ إِلَى عَمَلِهِ بَعْدَ عَوْدِهِ مِنْ عُمَانَ. فَأَنْجَزَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ عِدَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [119]

---

[119] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص402 ذکر فتوح الشام

ترجمہ: سن 13 ہجری میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حج سے واپسی کے بعد شام کی طرف لشکر بھیجے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خالد بن سعید بن العاص رحمہ اللہ کو روانہ کیا۔ اور بعض محدثین فرماتے ہیں کہ انہیں اس وقت روانہ کیا جب انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق بھیجا۔ شام کی طرف سب سے پہلا جھنڈا جسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تھمایا، وہ خالد بن سعید رحمہ اللہ کے لیے تھا لیکن انہیں روانگی سے پہلے ہی معزول کر دیا گیا.... پھر ان کو تیاء میں مسلمانوں کا پشت پناہ بنا دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہاں سے بغیر اجازت نہ نکلیں اور اپنے آس پاس کے عربوں کو (اسلام کی طرف) دعوت دیتے رہیں، سوائے ان کے جو مرتد ہو چکے ہوں اور ان سے جنگ نہ کریں جب تک وہ خود جنگ نہ کریں۔

چنانچہ بہت سے لوگ ان کے پاس جمع ہوئے۔ جب رومیوں کو ان کی خبر پہنچی تو انہوں نے شام کے ارد گرد کے عرب قبائل جیسے: بہراء، سَلِیح، غسّان، کلب، لخُم اور جُذام کے خلاف لشکر تیار کیا۔

اس پر خالد بن سعید رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر اطلاع دی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں جوابا لکھا: آگے بڑھو لیکن لڑائی میں جلد بازی نہ کرنا۔ چنانچہ وہ ان (دشمنوں) کی طرف روانہ ہوئے لیکن جب ان کے قریب پہنچے تو وہ منتشر ہو گئے۔ خالد بن سعید رحمہ اللہ نے وہیں ان کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اور اس کی اطلاع حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھیجی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آگے بڑھیں لیکن اس طرح کہ ان کے پیچھے سے کوئی حملہ نہ کر سکے۔

چنانچہ وہ (خالد بن سعید رحمہ اللہ) روانہ ہوئے یہاں تک کہ تھوڑا سا آگے بڑھ کر کسی مقام پر اترے۔ تو رومیوں کے سرداروں میں سے ایک سردار جس کا نام "باھَان" تھا، ان کے مقابلے کے لیے آیا۔ ان دونوں میں مقابلہ ہوا۔ خالد بن سعید رحمہ اللہ نے اس پر غالب آکر اسے شکست دی اور اس کے لشکر کے کئی افراد کو قتل کیا۔

خالد بن سعید رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور کمک (مزید فوجی امداد) طلب کی۔ ادھر اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس یمن سے تازہ تازہ اسلام کے لیے نکلنے والے لوگوں کے کچھ دستے پہنچ چکے تھے جن میں ذو الکَلاع بھی شامل تھے۔ اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ تہامہ، عمان، بحرین اور سرو کے علاقوں سے آچکے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سب لوگوں

کے لیے صدقات پر مقرر عاملین کو خط لکھا: "جن افراد نے (جہاد کے لیے) نکلنے کی درخواست کی ہے اور جانا چاہتے ہیں ان کی جگہ دوسرے لوگوں کو مقرر کر دیا جائے۔" چنانچہ تمام افسران نے ان لوگوں کو تبدیل کر کے ان کی جگہ دوسرے افراد مقرر کر دیے۔ ان تمام لوگوں کو بعد میں "جیشُ البِدال" (یعنی متبادِلوں کا لشکر) کے لقب سے یاد کیا گیا۔ پھر یہ سب جا کر حضرت خالد بن سعید رحمہ اللہ کے ساتھ آ ملے۔ اسی کی وجہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ شام کے بارے میں فکر مند ہو گئے اور اس کا معاملہ ان کے لیے اہم بن گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ عمان کے سفر پر روانہ ہوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو وہی ذمہ داری دوبارہ سونپ دی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دی تھی یعنی سعد ہذیم، عُذرۃ اور دیگر قبائل کی زکوٰۃ کو جمع کرنا اور انہوں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے وعدہ کیا تھا کہ جب وہ عمان سے واپس آ جائیں گے تو انہیں ان کے سابقہ عہدے پر دوبارہ بحال کر دیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ وعدہ پورا کیا۔

فَلَمَّا عَزَمَ عَلٰى قَصْدِ الشَّامِ كَتَبَ لَهُ: إِنِّيْ كُنْتُ قَدْ رَدَدْتُكَ عَلَى الْعَمَلِ الَّذِيْ وَلَّاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً، وَوَعَدَكَ بِهِ أُخْرٰى إِنْجَازًا لِمَوَاعِيْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَلَّيْتَهُ، وَقَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ أُفْرِغَكَ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ الَّذِيْ أَنْتَ فِيْهِ أَحَبَّ إِلَيْكَ.

فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَمْرٌو: إِنِّيْ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْإِسْلَامِ، وَأَنْتَ بَعْدَ اللّٰهِ الرَّامِي بِهَا وَالْجَامِعُ لَهَا، فَانْظُرْ أَشَدَّهَا وَأَخْشَاهَا وَأَفْضَلَهَا فَارْمِ بِهِ، فَأَمَرَهُ وَأَمَرَ الْوَلِيْدَ بْنَ عُقْبَةَ، وَكَانَ عَلٰى بَعْضِ صَدَقَاتِ قُضَاعَةَ، أَنْ يَجْمَعَا الْعَرَبَ، فَفَعَلَا، وَأَرْسَلَ أَبُوْبَكْرٍ إِلٰى عَمْرٍو بَعْضَ مَنِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ، وَأَمَرَهُ بِطَرِيْقٍ سَمَّاهَا لَهُ إِلٰى فِلَسْطِيْنَ، وَأَمَرَ الْوَلِيْدَ بِالْأُرْدُنِّ وَأَمَدَّهُ بِبَعْضِهِمْ، وَأَمَّرَ يَزِيْدَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ عَلٰى جَيْشٍ عَظِيْمٍ هُوَ جُمْهُوْرُ مَنِ انْتَدَبَ إِلَيْهِ، فِيْهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِيْ أَمْثَالِهِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَشَيَّعَهُ مَاشِيًا وَأَوْصَاهُ وَغَيْرَهُ مِنَ الْأُمَرَاءِ فَكَانَ مِمَّا قَالَ لِيَزِيْدَ:

إِنِّيْ قَدْ وَلَّيْتُكَ لِأَبْلُوَكَ وَأُجَرِّبَكَ وَأُخَرِّجَكَ، فَإِنْ أَحْسَنْتَ رَدَدْتُكَ إِلٰى عَمَلِكَ وَزِدْتُكَ وَإِنْ أَسَأْتَ عَزَلْتُكَ، فَعَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَرٰى مِنْ بَاطِنِكَ مِثْلَ الَّذِيْ مِنْ ظَاهِرِكَ، وَإِنَّ أَوْلَى النَّاسِ

بِاللهِ أَشَدُّهُمْ تَوَلِّيًا لَهُ، وَأَقْرَبُ النَّاسِ مِنَ اللهِ أَشَدُّهُمْ تَقَرُّبًا إِلَيْهِ بِعَمَلِهِ، وَقَدْ وَلَّيْتُكَ عَمَلَ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَإِيَّاكَ وَعُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، فَإِنَّ اللهَ يُبْغِضُهَا وَيُبْغِضُ أَهْلَهَا، وَإِذَا قَدِمْتَ عَلَى جُنْدِكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمْ، وَابْدَأْهُمْ بِالْخَيْرِ وَعِدْهُمْ إِيَّاهُ، وَإِذَا وَعَظْتَهُمْ فَأَوْجِزْ؛ فَإِنَّ كَثِيرَ الْكَلَامِ يُنْسِي بَعْضُهُ بَعْضًا، وَأَصْلِحْ نَفْسَكَ يَصْلُحْ لَكَ النَّاسُ، وَصَلِّ الصَّلَوَاتِ لِأَوْقَاتِهَا بِإِتْمَامِ رُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا وَالتَّخَشُّعِ فِيهَا، وَإِذَا قَدِمَ عَلَيْكَ رُسُلُ عَدُوِّكَ فَأَكْرِمْهُمْ، وَأَقْلِلْ لُبْثَهُمْ حَتَّى يَخْرُجُوا مِنْ عَسْكَرِكَ وَهُمْ جَاهِلُونَ بِهِ، وَلَا تُرِيَنَّهُمْ فَيَرَوْا خَلَلَكَ وَيَعْلَمُوا عِلْمَكَ، وَأَنْزِلْهُمْ فِي ثَرْوَةِ عَسْكَرِكَ، وَامْنَعْ مَنْ قِبَلَكَ مِنْ مُحَادَثَتِهِمْ وَكُنْ أَنْتَ الْمُتَوَلِّي لِكَلَامِهِمْ، وَلَا تَجْعَلْ سِرَّكَ لِعَلَانِيَتِكَ فَيَخْلِطَ أَمْرُكَ، وَإِذَا اسْتَشَرْتَ فَاصْدُقِ الْحَدِيثَ تُصْدَقِ الْمَشُورَةَ، وَلَا تُخْزِنْ عَنِ الْمُشِيرِ خَبَرَكَ فَتُؤْتَى مِنْ قِبَلِ نَفْسِكَ، وَاسْمُرْ بِاللَّيْلِ فِي أَصْحَابِكَ تَأْتِكَ الْأَخْبَارُ وَتَنْكَشِفْ عِنْدَكَ الْأَسْتَارُ، وَأَكْثِرْ حَرَسَكَ وَبَدِّدْهُمْ فِي عَسْكَرِكَ، وَأَكْثِرْ مُفَاجَأَتَهُمْ فِي مَحَارِسِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ مِنْهُمْ بِكَ، فَمَنْ وَجَدْتَهُ غَفَلَ عَنْ مَحْرَسِهِ فَأَحْسِنْ أَدَبَهُ وَعَاقِبْهُ فِي غَيْرِ إِفْرَاطٍ وَأَعْقِبْ بَيْنَهُمْ بِاللَّيْلِ وَاجْعَلِ النَّوْبَةَ الْأُولَى أَطْوَلَ مِنَ الْأَخِيرَةِ؛ فَإِنَّهَا أَيْسَرُهُمَا لِقُرْبِهَا مِنَ النَّهَارِ، وَلَا تَخَفْ مِنْ عُقُوبَةِ الْمُسْتَحِقِّ، وَلَا تَلِجَّنَّ فِيهَا، وَلَا تُسْرِعْ إِلَيْهَا، وَلَا تَخْذُلْهَا مَدْفَعًا، وَلَا تَغْفُلْ عَنْ أَهْلِ عَسْكَرِكَ فَتُفْسِدَهُ، وَلَا تَجَسَّسْ عَلَيْهِمْ فَتَفْضَحَهُمْ، وَلَا تَكْشِفِ النَّاسَ عَنْ أَسْرَارِهِمْ، وَاكْتَفِ بِعَلَانِيَتِهِمْ، وَلَا تُجَالِسِ الْعَبَّاثِينَ، وَجَالِسْ أَهْلَ الصِّدْقِ وَالْوَفَاءِ، وَاصْدُقِ اللِّقَاءَ، وَلَا تَجْبُنْ فَيَجْبُنَ النَّاسُ، وَاجْتَنِبِ الْغُلُولَ فَإِنَّهُ يُقَرِّبُ الْفَقْرَ وَيَدْفَعُ النَّصْرَ وَسَتَجِدُونَ أَقْوَامًا حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ فِي الصَّوَامِعِ فَدَعْهُمْ وَمَا حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ لَهُ وَهٰذِهِ مِنْ أَحْسَنِ الْوَصَايَا وَأَكْثَرِهَا نَفْعًا لِوُلَاةِ الْأَمْرِ. [120]

ترجمہ: جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ میں تمہیں اس عہدے پر دوبارہ مقرر کر چکا ہوں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ایک بار مقرر فرمایا تھا، اور آپ سے اس کا دوبارہ وعدہ بھی کیا تھا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کو پورا

[120] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص403 ذکر فتوح الشام

کیا جا سکے۔ میں نے وہ وعدہ پورا کر دیا اور اب میری خواہش ہے کہ تمہیں ایک ایسے کام کے لیے فارغ کر دوں جو تمہارے لیے دنیا و آخرت دونوں میں بہتر ہو البتہ اگر تمہیں وہی کام زیادہ محبوب ہے تو (اس کا بھی اختیار ہے)۔ حضرت عمرو (بن العاص) رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا: میں اسلام کے ترکش کا ایک تیر ہوں اور اللہ تعالیٰ کے بعد آپ وہ ہیں جو ان تیروں کو چلانے والے اور یکجا کرنے والے ہیں۔ لہٰذا دیکھ لیجیے کہ کون سا تیر سب سے زیادہ سخت، خطرناک اور بہتر ہے اور اسی سے نشانہ لگائیے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں (عمرو بن العاص کو) اور ولید بن عقبہ کو جو کہ قُضاعہ کے بعض قبائل کی زکوٰۃ پر مقرر تھے، حکم دیا کہ وہ عرب قبائل کو جمع کریں۔ ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں میں سے بعض کو جو عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے تھے، ان کے ساتھ روانہ کیا اور انہیں ایک مخصوص راستے سے فلسطین جانے کا حکم دیا جس کا نام بھی بتایا، ولید کو اردن کی طرف جانے کا حکم دیا اور ان کے ساتھ بھی کچھ افراد کو کمک (فوجی امداد) کے طور پر بھیجا۔ اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو ایک بڑے لشکر پر امیر مقرر کیا جو اُن لوگوں پر مشتمل تھا جنہوں نے (شام کے جہاد کے لیے) سب سے زیادہ جوش و خروش سے لبیک کہا۔ اس لشکر میں سہیل بن عمرو اور ان جیسے مکہ کے کئی افراد شامل تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خود یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو رخصت کرنے کے لیے پیدل چلے، انہیں اور دیگر امراء کو وصیتیں کیں۔ ان وصیتوں میں سے یزید بن ابی سفیان سے فرمایا:

"میں نے تمہیں اس عہدے پر مقرر کیا ہے تاکہ تمہیں آزماؤں، تمہاری جانچ کروں اور تمہیں میدان میں پرکھوں۔ اگر تم نے اچھا عمل کیا تو تمہیں تمہارے کام پر واپس لوٹا دوں گا اور اس پر مزید ترقی دوں گا اور اگر تم نے غلطی کی تو تمہیں معزول کر دوں گا۔ لہٰذا تم اللہ سے ڈرتے رہو، کیونکہ وہ تمہارے باطن کو بھی ویسے ہی دیکھتا ہے جیسے ظاہر کو، اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ عزت وہی ہوتا ہے جو اس کے زیادہ قریب ہو، اور اس کے قریب وہی ہوتا ہے جو اپنے عمل سے اس سے قرب حاصل کرے۔

میں نے تمہیں؛ خالد بن ولید کے عہدے پر مقرر کیا ہے، اس لیے تم جاہلیت کے تکبر اور تعصب سے بچنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے حاملین کو ناپسند کرتا ہے۔ جب تم اپنے لشکر کے پاس پہنچو تو ان کے ساتھ حسنِ

سلوک کرو، بھلائی سے ابتداء کرو اور ان سے خیر کا وعدہ کرو۔ جب انہیں نصیحت کرو تو مختصر کرو کیونکہ لمبی بات بعض باتوں کو بھلا دیتی ہے۔

اپنے نفس کی اصلاح کرو، لوگ تمہارے لیے خود بخود درست ہو جائیں گے۔ نمازوں کو اپنے وقت پر ادا کرو، ان کے رکوع و سجدہ مکمل کرو اور خشوع اختیار کرو۔ جب تمہارے پاس دشمن کے قاصد آئیں تو ان کی عزت کرو، مگر ان کا قیام مختصر رکھو تاکہ وہ تمہارے لشکر کی حالت سے واقف نہ ہو سکیں۔ ان کے سامنے اپنے امور ظاہر نہ کرو تاکہ وہ تمہاری کمزوریاں نہ جان لیں۔ انہیں لشکر کے خوشحال حصے میں ٹھہراؤ اور اپنے افراد کو ان سے گفتگو سے روک دو۔ تم خود ہی ان سے گفتگو کرو۔ اپنے رازوں کو عام نہ کرو ورنہ تمہارے معاملات بگڑ جائیں گے۔ جب مشورہ کرو تو سچی بات کرو تاکہ تمہیں بہتر مشورہ ملے۔ مشورہ لینے والے سے اپنی بات نہ چھپاؤ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔

رات کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جاگتے رہو، اس سے تمہیں خبریں ملیں گی اور بہت سے پردے تم پر کھل جائیں گے۔ اپنی نگرانی زیادہ رکھو اور انہیں لشکر میں پھیلا دو۔ اچانک ان کے پہرہ گاہوں پر بغیر اطلاع کے جایا کرو۔ جو پہرہ دار غفلت میں پایا جائے اسے اچھے طریقے سے ادب سکھاؤ اور مناسب حد میں سزا دو۔ پہرے کی ڈیوٹیوں میں تبدیلی کرو اور رات کے پہلے پہر کی ڈیوٹی کو آخری سے لمبا رکھو، کیونکہ وہ دن کے قریب ہونے کی وجہ سے آسان ہوتی ہے۔

جو سزا کا مستحق ہو، اس کو سزا دینے سے مت ڈرو، مگر سزا میں حد سے نہ بڑھو، کسی کام میں ضد نہ کرو، نہ ہی لاعلمی میں اس کی طرف لپکو، اور اگر کبھی (مصلحت کی وجہ سے) پیچھے ہٹنا پڑے تو بے وقار طریقے سے نہ ہٹو۔ اپنے لشکر کے لوگوں سے غافل مت رہو ورنہ وہ خراب ہو جائیں گے۔

ان پر جاسوسی کر کے انہیں رسوا نہ کرو اور لوگوں کے رازوں کو فاش نہ کرو۔ ظاہر حال پر اکتفا کرو، لغو اور بے ہودہ لوگوں کی صحبت سے بچو اور سچائی و وفاداروں کی مجلس اختیار کرو۔ ملاقات میں سچائی اختیار کرو، بزدلی نہ دکھاؤ ورنہ لوگ بھی بزدل ہو جائیں گے۔ خیانت سے بچو کیونکہ یہ فقر کو قریب اور نصرت کو دور کر دیتی ہے۔ تم (دشمن کے) ایسے لوگوں کو پاؤ گے جنہوں نے اپنے آپ کو عبادت خانوں میں قید کر رکھا ہے، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو جس کے لیے انہوں نے خود کو وقف کیا ہے۔"

فائدہ: یہ وصیتیں تمام حکمرانوں کے لیے سب سے عمدہ اور سب سے زیادہ نفع بخش وصیتوں میں سے ہیں۔

ثُمَّ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَعْمَلَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ عَلَى مَنِ اجْتَمَعَ وَأَمَرَهُ بِحِمْصَ، وَسَارَ أَبُو عُبَيْدَةَ عَلَى بَابٍ مِنَ الْبَلْقَاءِ فَقَاتَلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ صَالَحُوهُ، فَكَانَ أَوَّلَ صُلْحٍ فِي الشَّامِ.

وَاجْتَمَعَ لِلرُّومِ جَمْعٌ بِالْعَرَبَةِ مِنْ أَرْضِ فِلَسْطِينَ، فَوَجَّهَ إِلَيْهِمْ يَزِيدُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ فَهَزَمَهُمْ، فَكَانَ أَوَّلَ قِتَالٍ بِالشَّامِ بَعْدَ سَرِيَّةِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، ثُمَّ أَتَوُا الدَّائِنَ فَهَزَمَهُمْ أَبُو أُمَامَةَ أَيْضًا، ثُمَّ مَرْجَ الصُّفَّرِ اسْتُشْهِدَ فِيهَا ابْنٌ لِخَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، وَقِيلَ: اسْتُشْهِدَ فِيهَا خَالِدٌ أَيْضًا، وَقِيلَ: بَلْ سَلِمَ وَانْهَزَمَ عَلَى مَا نَذْكُرُهُ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَمَّا سَمِعَ تَوْجِيهَ الْأُمَرَاءِ بِالْجُنُودِ بَادَرَ لِقِتَالِ الرُّومِ، فَاسْتَطْرَدَ لَهُ بَاهَانُ فَاتَّبَعَهُ خَالِدٌ وَمَعَهُ ذُو الْكَلَاعِ وَعِكْرِمَةُ وَالْوَلِيدُ فَنَزَلَ مَرْجَ الصُّفَّرِ، فَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ مَسَالِحُ بَاهَانَ وَأَخَذُوا الطُّرُقَ، وَخَرَجَ بَاهَانُ فَرَأَى ابْنَ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ فَقَتَلَهُ وَمَنْ مَعَهُ، فَسَمِعَ خَالِدٌ فَانْهَزَمَ، فَوَصَلَ فِي هَزِيمَتِهِ إِلَى ذِي الْمَرْوَةِ قَرِيبَ الْمَدِينَةِ، فَأَمَرَ أَبُو بَكْرٍ بِالْمُقَامِ بِهَا، وَبَقِيَ عِكْرِمَةُ فِي النَّاسِ رِدْءًا لِلْمُسْلِمِينَ يَمْنَعُ مَنْ يَطْلُبُهُمْ. [121]

ترجمہ: پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ان تمام مسلمانوں کا امیر مقرر فرمایا جو (شام کے محاذ پر) جمع ہو گئے تھے اور انہیں حِمص کی طرف جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بلقاء کے ایک دروازے (یعنی شہر کے داخلی راستے) پر پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے ان سے ابتداءً لڑائی کی لیکن پھر صلح کر لی۔ یہ شام میں مسلمانوں کا سب سے پہلا صلح نامہ تھا۔

ادھر رومیوں کا ایک بڑا لشکر فلسطین کے علاقے عَرَبہ میں جمع ہو گیا، تو یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے ان کے مقابلے کے لیے ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ انہوں نے رومیوں کو شکست دی۔ یہ شام میں پہلا باقاعدہ قتال تھا جو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی مہم کے بعد پیش آیا۔ پھر رومی مقام "دائن" کی طرف بڑھے، وہاں بھی حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ نے ان کو شکست دی۔ پھر مرج الصفر کے مقام پر لڑائی ہوئی جہاں حضرت خالد بن

[121] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص405 ذکر فتوح الشام

سعید رحمہ اللہ کا بیٹا شہید ہوا۔ بعض روایات کے مطابق خود حضرت خالد بن سعید رحمہ اللہ بھی اسی لڑائی میں شہید ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ وہ اس جنگ میں زندہ رہے اور (جنگ سے) پیچھے ہٹ گئے، جیسا کہ آگے ذکر کیا جائے گا۔ ہوا یوں کہ جب انہوں نے سنا کہ (شام کے مختلف محاذوں پر) امراء اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ روانہ ہو رہے ہیں تو انہوں نے رومیوں سے جنگ کرنے میں جلدی کی۔ رومی سپہ سالار بَاھان نے چالاکی سے ان کے سامنے سے پسپائی اختیار کی تو خالد بن سعید رحمہ اللہ ان کا پیچھا کرتے ہوئے نکلے اور ان کے ساتھ ذوالکلاع، عکرمہ بن ابی جہل، اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ یہ لوگ مرج الصفر کے مقام پر پہنچے۔ وہاں بَاھان کی مسلح چھاؤنیاں ان کے گرد جمع ہو گئیں اور انہوں نے راستے بند کر دیے۔ پھر بَاھان خود نکلا اور خالد بن سعید رحمہ اللہ کے بیٹے اور ان کے ساتھیوں کو دیکھا اور ان سب کو قتل کر دیا۔

جب خالد بن سعید رحمہ اللہ کو اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر ملی تو وہ مصلحت کے پیش نظر ذوالمروہ (مدینہ کے قریب ایک مقام) تک پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی مقام پر قیام کا حکم دیا اور عکرمہ رضی اللہ عنہ وہاں باقی لوگوں کے ساتھ ٹھہرے تاکہ مسلمانوں کے لیے پشت پناہی بنیں اور جو دشمن ان کا تعاقب کرے، اس کو روک سکیں۔

وَكَانَ قَدْ قَدِمَ شُرَحْبِيْلُ بْنُ حَسَنَةَ مِنْ عِنْدِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَافِدًا، فَأَمَرَهٗ أَبُوْ بَكْرٍ بِالشَّامِ وَنَدَبَ مَعَهُ النَّاسَ، وَاسْتَعْمَلَهٗ عَلٰى عَمَلِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ. فَأَتٰى شُرَحْبِيْلُ عَلٰى خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ فَفَصَلَ عَنْهُ بِبَعْضِ أَصْحَابِهٖ، وَاجْتَمَعَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ نَاسٌ فَأَرْسَلَهُمْ مَعَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ، وَأَمَرَهٗ بِاللَّحَاقِ بِأَخِيْهِ يَزِيْدَ. فَلَمَّا مَرَّ بِخَالِدٍ فَصَلَ عَنْهُ بِبَاقِيْ أَصْحَابِهٖ. فَأَذِنَ أَبُوْ بَكْرٍ لِخَالِدٍ بِدُخُوْلِ الْمَدِيْنَةِ. فَلَمَّا وَصَلَ الْأُمَرَاءُ إِلَى الشَّامِ نَزَلَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ الْجَابِيَةَ، وَنَزَلَ يَزِيْدُ الْبَلْقَاءَ، وَنَزَلَ شُرَحْبِيْلُ الْأُرْدُنَّ، وَقِيْلَ: بُصْرٰى، وَنَزَلَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ الْعَرَبَةَ. فَبَلَغَ الرُّوْمُ ذٰلِكَ فَكَتَبُوْا إِلٰى هِرَقْلَ، وَكَانَ بِالْقُدْسِ، فَقَالَ: أَرٰى أَنْ تُصَالِحُوا الْمُسْلِمِيْنَ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ تُصَالِحُوْهُمْ عَلٰى نِصْفِ مَا يَحْصُلُ مِنَ الشَّامِ وَيَبْقٰى لَكُمْ نِصْفُهٗ مَعَ بِلَادِ الرُّوْمِ أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِنْ أَنْ يَّغْلِبُوْكُمْ عَلَى الشَّامِ وَنِصْفِ بِلَادِ الرُّوْمِ. فَتَفَرَّقُوْا عَنْهُ وَعَصَوْهُ، فَجَمَعَهُمْ وَسَارَ بِهِمْ إِلٰى حِمْصَ، فَنَزَلَهَا وَأَعَدَّ الْجُنُوْدَ

وَالْعَسَاكِرَ، وَأَرَادَ إِشْغَالَ كُلِّ طَائِفَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِطَائِفَةٍ مِنْ عَسْكَرِهٖ؛ لِكَثْرَةِ جُنْدِهٖ لِتَضْعُفَ كُلُّ فِرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَمَّنْ بِإِزَائِهٖ، فَأَرْسَلَ تَذَارِقَ أَخَاهُ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهٖ فِي تِسْعِيْنَ أَلْفًا إِلٰى عَمْرٍو، وَأَرْسَلَ جَرَجَةَ بْنَ تُوذَرَ إِلٰى يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ، وَبَعَثَ الْقَيْقَارَ بْنَ نَسْطُوْسَ فِي سِتِّيْنَ أَلْفًا إِلٰى أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَبَعَثَ الدُّرَاقِصَ نَحْوَ شُرَحْبِيْلَ، فَهَابَهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَكَاتَبُوْا عَمْرًا مَا الرَّأْيُ، فَأَجَابَهُمْ: إِنَّ الرَّأْيَ لِمِثْلِنَا الِاجْتِمَاعُ، فَإِنَّ مِثْلَنَا إِذَا اجْتَمَعْنَا لَا نُغْلَبُ مِنْ قِلَّةٍ، فَإِنَّ تَفَرَّقْنَا لَا يَقُوْمُ كُلُّ فِرْقَةٍ لَهٗ بِمَنِ اسْتَقْبَلَهَا لِكَثْرَةِ عَدُوِّنَا.

وَكَتَبُوْا إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَأَجَابَهُمْ مِثْلَ جَوَابِ عَمْرٍو وَقَالَ: إِنَّ مِثْلَكُمْ لَا يُؤْتٰى مِنْ قِلَّةٍ، وَإِنَّمَا يُؤْتَى الْعَشْرَةُ آلَافٍ مِنَ الذُّنُوْبِ فَاحْتَرِسُوْا مِنْهَا فَاجْتَمِعُوا بِالْيَرْمُوكِ مُتَسَانِدِيْنَ، وَلْيَصِلْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمْ بِأَصْحَابِهٖ. فَاجْتَمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْيَرْمُوْكِ وَالرُّوْمُ أَيْضًا وَعَلَيْهِمُ التَّذَارِقُ، وَعَلَى الْمُقَدِّمَةِ جَرَجَةُ، وَعَلَى الْمُجَنِّبَةِ بَاهَانُ، وَلَمْ يَكُنْ وَصَلَ بَعْدُ إِلَيْهِمْ، وَالدُّرَاقِصُ عَلَى الْأُخْرٰى، وَعَلَى الْحَرْبِ الْقَيْقَارُ، فَنَزَلَ الرُّوْمُ وَصَارَ الْوَادِيْ خَنْدَقًا لَهُمْ وَإِنَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَتَأَنَّسَ الرُّوْمُ بِالْمُسْلِمِيْنَ لِتَرْجِعَ إِلَيْهِمْ قُلُوْبُهُمْ، وَنَزَلَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى طَرِيْقِهِمْ، لَيْسَ لِلرُّوْمِ طَرِيْقٌ إِلَّا عَلَيْهِمْ، فَقَالَ عَمْرٌو: أَبْشِرُوا حُصِرَتِ الرُّوْمُ، وَقَلَّ مَا جَاءَ مَحْصُوْرٌ بِخَيْرٍ، وَأَقَامُوْا صَفَرًا عَلَيْهِمْ وَشَهْرَيْ رَبِيْعٍ لَا يَقْدِرُوْنَ مِنْهُمْ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الْوَادِيْ وَالْخَنْدَقِ، وَلَا يَخْرُجُ الرُّوْمُ خَرْجَةً إِلَّا أُدِيْلَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ. [122]

ترجمہ: شُرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بطور نمائندہ (وفد کے طور پر) حاضر ہوئے تھے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کے محاذ کے لیے روانہ فرمایا، لوگوں کو ان کے ساتھ جانے کی ترغیب دی اور انہیں ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری پر مقرر کر دیا۔ پھر شُرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ، خالد بن سعید رحمہ اللہ کے پاس پہنچے اور اپنے کچھ ساتھیوں کو لے کر اُن سے جدا ہو گئے۔ اس دوران کچھ اور لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے، تو آپ نے انہیں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان

---

[122] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص405 ذکر فتوح الشام

رضی اللہ عنہ سے جاملیں۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ راستے میں خالد بن سعید رحمہ اللہ کے پاس سے گزرے، تو انہوں نے اپنے باقی ساتھیوں کو بھی ان سے جدا کر لیا(اور آگے روانہ ہو گئے) اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن سعید رحمہ اللہ کو مدینہ آنے کی اجازت دے دی۔ جب تمام امراء شام پہنچے تو

- ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جابیہ میں اترے
- یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بلقاء میں
- شرحبیل اردن میں جبکہ بعض روایات کے مطابق بُصریٰ میں
- عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عربہ میں

جب رومیوں کو مسلمانوں کی اس طرح کی تقسیم کا علم ہوا تو انہوں نے قیصر روم ہرقل کو جو اُس وقت بیت المقدس (القدس) میں تھا، خط لکھا۔ تو اس نے مشورہ دیا:

"میری رائے یہ ہے کہ مسلمانوں سے صلح کر لو، اللہ کی قسم !اگر تم شام کا نصف علاقہ مسلمانوں کو دے کر صلح کر لو اور تمہارے پاس شام کا نصف اور روم کا علاقہ باقی رہے تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ وہ تم پر غالب آجائیں اور تم سے نہ صرف شام بلکہ روم کی آدھی زمین بھی چھن جائے!

مگر رومیوں نے اس کی بات نہیں مانی اور اختلاف میں پڑ گئے۔ تب ہرقل نے خود انہیں جمع کیا اور ان کے ساتھ حمص کی طرف روانہ ہوا اور وہاں اُترا۔ اس نے لشکروں کو تیار کیا اور ارادہ کیا کہ اپنے بہت بڑے لشکر کو مسلمانوں کی ہر جماعت کے مقابل الگ الگ بھیجے تاکہ ہر مسلم گروہ پر دشمن کا دباؤ زیادہ ہو اور وہ کمزور پڑ جائیں۔ چنانچہ:

- اس نے تَذارِق کو، جو اس کا سگا بھائی تھا، نوے ہزار (90,000) کے لشکر کے ساتھ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔
- جَرَجَہ بن تُوذَر کو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی طرف۔
- قَیقَار بن نَسطُوس کو ساٹھ ہزار (60,000) کے لشکر کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی طرف۔

- اور "الدُراقِص" کو حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا۔

یہ دیکھ کر مسلمانوں پر رومیوں کی تعداد کا رعب چھا گیا اور انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر مشورہ مانگا کہ کیا کرنا چاہیے؟ تو عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا:

"ہم جیسے لوگوں کے لیے یہی رائے مناسب ہے کہ ہم سب جمع ہو جائیں، کیونکہ جب ہم جیسے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں تو قلت کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوتے۔ اگر ہم منتشر رہے تو ہمارے سامنے دشمن کی کثرت ہے اور مسلمانوں کا ہر گروہ ان کے مقابلے میں تنہا کمزور ہو گا۔"

مسلمانوں (تمام امراء نے) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں وہی جواب دیا جو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے دیا تھا اور فرمایا: تم جیسے لوگ قلت کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوتے، البتہ دس ہزار افراد گناہوں کی وجہ سے مغلوب ہو سکتے ہیں، اس لیے گناہوں سے بچو۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ تم سب لوگ یرموک کے مقام پر ایک دوسرے سے جُڑ کر جمع ہو جاؤ اور ہر امیر اپنے ساتھیوں کو لے کر پہنچے۔ مسلمان یرموک میں اکٹھے ہو گئے اور رومی بھی آ گئے۔ رومیوں کی قیادت تَذارِق کے پاس تھی۔

- اُن کی اگلی صف (مقدّمہ) پر جَرَجَہ
- ایک طرف کی قیادت بَاھَان کے پاس (جو ابھی تک مکمل نہیں پہنچا تھا)
- دوسری طرف الدُراقِص
- اور مرکز (اصل فوج) پر قَیقَار کو مقرر کیا گیا۔

رومی نیچے (یرموک کے مقام پر) اُترے اور وادی (جو گہری تھی) کو اپنے لیے خندق بنا لیا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اُن کے قریب آ جائیں، تا کہ وہ اُن سے مانوس ہو جائیں اور رومیوں کے دلوں میں مسلمانوں کے لیے نرمی اور اعتماد پیدا ہو تا کہ دل دوبارہ ان کی طرف مائل ہو جائیں۔ ادھر مسلمان اس راستے پر اُترے جس پر رومیوں کا گزر لازم تھا اور اس کے سوا رومیوں کے لیے کوئی دوسرا راستہ باقی نہیں بچا تھا۔ تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا:

"خوشخبری ہو! رومی محصور ہو گئے ہیں، اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی محصور قوم (بچ کر) خیر کے ساتھ واپس

جائے۔"

پھر مسلمان پورا مہینہ صفر اور اس کے بعد ربیع الاول اور ربیع الثانی کے دوماہ اسی حال میں مقیم رہے اور رومی اس وادی اور خندق سے مسلمانوں کے خلاف کوئی بھی عملی اقدام نہ کر سکے۔

جب بھی رومیوں نے باہر نکلنے کی کوشش کی، مسلمانوں نے ان پر غالب آکر انہیں شکست دی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی عراق سے شام واپسی:

امام ابو الحسن عز الدین ابن الاثیر علی بن محمد بن عبد الکریم رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

لَمَّا رَأَى الْمُسْلِمُونَ مُطَاوَلَةَ الرُّومِ اسْتَمَدُّوا أَبَا بَكْرٍ فَكَتَبَ إِلَى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَأْمُرُهُ بِالْمَسِيرِ إِلَيْهِمْ وَبِالْحَثِّ وَأَنْ يَأْخُذَ نِصْفَ النَّاسِ وَيَسْتَخْلِفَ عَلَى النِّصْفِ الْآخَرِ الْمُثَنَّى بْنَ حَارِثَةَ الشَّيْبَانِيَّ، وَلَا يَأْخُذَنَّ مَنْ فِيهِ نَجْدَةٌ إِلَّا وَيَتْرُكَ عِنْدَ الْمُثَنَّى مِثْلَهُ، وَإِذَا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ رَجَعَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْعِرَاقِ.

فَاسْتَأْثَرَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُثَنَّى وَتَرَكَ لِلْمُثَنَّى عِدَادَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْقَنَاعَةِ مَنْ لَيْسَ لَهُ صُحْبَةٌ، ثُمَّ قَسَمَ الْجُنْدَ نِصْفَيْنِ، فَقَالَ الْمُثَنَّى: وَاللهِ لَا أُقِيمُ إِلَّا عَلَى إِنْفَاذِ أَمْرِ أَبِي بَكْرٍ، وَبِاللهِ مَا أَرْجُو النَّصْرَ إِلَّا بِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ذٰلِكَ أَرْضَاهُ.

وَقِيلَ: سَارَ مِنَ الْعِرَاقِ فِي ثَمَانِ مِائَةٍ، وَقِيلَ: فِي سِتِّمِائَةٍ، وَقِيلَ: فِي خَمْسِمِائَةٍ، وَقِيلَ: فِي تِسْعَةِ آلَافٍ، وَقِيلَ: فِي سِتَّةِ آلَافٍ، وَقِيلَ: إِنَّمَا أَمَرَهُ أَبُوبَكْرٍ أَنْ يَأْخُذَ أَهْلَ الْقُوَّةِ وَالنَّجْدَةِ فَأَتَى حَدَوْدَاءَ فَقَاتَلَهُ أَهْلُهَا فَظَفِرَ بِهِمْ وَأَتَى الْمُصَيَّخَ وَبِهِ جَمْعٌ مِنْ تَغْلِبَ فَقَاتَلَهُمْ وَظَفِرَ بِهِمْ وَسَبَى وَغَنِمَ وَكَانَ مِنَ السَّبْيِ الصَّهْبَاءُ بِنْتُ حَبِيبِ بْنِ بُجَيْرٍ وَهِيَ أُمُّ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَقِيلَ فِي أَمْرِهَا مَا تَقَدَّمَ. [123]

---

[123] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص407 ذکر مسیر خالد بن الولید من العراق الی الشام

ترجمہ: جب مسلمانوں نے دیکھا کہ رومیوں کے ساتھ جنگ طول پکڑ رہی ہے (اور دشمن پیچھے نہیں ہٹ رہا) تو انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مزید کمک طلب کی۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خط لکھا:

"شام کی طرف روانہ ہو جاؤ، تیزی کے ساتھ پہنچو اور اپنی فوج کے آدھے حصے کو ساتھ لے کر چلو۔ باقی آدھے حصے پر حضرت مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کر دو اور یاد رکھو: جو افراد جنگی مہارت اور قوت رکھتے ہوں، ان میں سے جسے تم اپنے ساتھ لے کر جا رہے ہو، ویسا ہی ایک شخص مثنیٰ کے پاس بھی ضرور چھوڑ دو۔ جب اللہ شام میں تمہیں فتح عطا فرمائے تو پھر تم اور تمہارے ساتھی واپس عراق آ جانا۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتے ہوئے اپنے ساتھ لے لیا اور حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے وہ افراد چھوڑے جو قناعت پسند تھے مگر صحابی نہ تھے۔ پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لشکر کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اس پر حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں صرف اسی صورت میں (عراق میں) ٹھہروں گا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حکم پورا ہو۔ اور اللہ کی قسم! مجھے فتح کی امید صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ذریعے ہے۔

جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو انہوں نے حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو راضی کر لیا۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ عراق سے آٹھ سو (800) سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ بعض حضرات سے چھ سو (600)، پانچ سو (500)، نو ہزار (9000) تھے، چھ ہزار (6000) کا قول بھی منقول ہے۔

ایک قول کے مطابق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں صرف قوت اور بہادری والے افراد کو ساتھ لے جانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ (شام کی طرف) روانہ ہوئے اور مقام حَدَوْدَاء پر پہنچے، وہاں کے لوگوں نے آپ سے جنگ کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر غلبہ پایا۔

اس کے بعد آپ "المُصَیَّخ" نامی مقام پر پہنچے، جہاں قبیلہ تَغلِب کے لوگ جمع تھے، ان سے بھی لڑائی ہوئی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ان پر بھی فتح حاصل ہوئی، اور وہاں مالِ غنیمت اور قیدی حاصل ہوئے۔ انہی قیدیوں میں سے ایک خاتون صَہبَاء بنتِ حَبِیب بن بُجَیر بھی تھیں، جو بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے عمر بن علی کی

والدہ بنیں۔ ان کے بارے میں مختلف اقوال مروی ہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

وَقِيْلَ: سَارَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمَّا وَصَلَ إِلَى قُرَاقِرَ، وَهُوَ مَاءٌ لِكَلْبٍ، أَغَارَ عَلَى أَهْلِهَا، وَأَرَادَ أَنْ يَسِيْرَ مِنْهُمْ مُفَوِّزًا إِلَى سُوٰى، وَهُوَ مَاءٌ لِبَهْرَاءَ بَيْنَهُمَا خَمْسُ لَيَالٍ، فَالْتَمَسَ دَلِيْلًا فَدُلَّ عَلَى رَافِعِ بْنِ عَمِيْرَةَ الطَّائِيِّ، فَقَالَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ رَافِعٌ: إِنَّكَ لَنْ تُطِيْقَ ذٰلِكَ بِالْخَيْلِ وَالْأَثْقَالِ، فَوَاللهِ إِنَّ الرَّاكِبَ الْمُفْرَدَ يَخَافُهُ عَلَى نَفْسِهِ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَا بُدَّ لِيْ مِنْ ذٰلِكَ لِأَخْرُجَ مِنْ وَّرَاءِ جُمُوْعِ الرُّوْمِ لِئَلَّا يَحْبِسَنِيْ عَنْ غِيَاثِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَأَمَرَ صَاحِبَ كُلِّ جَمَاعَةٍ أَنْ يَّأْخُذَ الْمَاءَ لِلشُّعْبَةِ لِخَمْسٍ، وَأَنْ يُّعَطِّشَ مِنَ الْإِبِلِ الشُّرُفَ مَا يَكْتَفِيْ بِهِ، ثُمَّ يَسْقُوْهَا عَلَلًا بَعْدَ نَهَلٍ وَالْعَلَلُ الشَّرْبَةُ الثَّانِيَةُ، وَالنَّهَلُ الْأُوْلَى، ثُمَّ يُصِرُّوْا آذَانَ الْإِبِلِ وَيَشُدُّوْا مَشَافِرَهَا؛ لِئَلَّا تَجْتَرَّ، ثُمَّ رَكِبُوْا مِنْ قُرَاقِرَ، فَلَمَّا سَارُوا يَوْمًا وَلَيْلَةً شَقُّوْا لِعِدَّةٍ مِنَ الْخَيْلِ بُطُوْنَ عَشَرَةٍ مِنَ الْإِبِلِ، فَمَزَجُوْا مَاءً فِيْ كُرُوْشِهَا بِمَا كَانَ مِنَ الْأَلْبَانِ وَسَقَوْا الْخَيْلَ، فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْعَلَمَيْنِ قَالَ لِلنَّاسِ: انْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ شَجَرَةَ عَوْسَجٍ كَقَعْدَةِ الرَّجُلِ؟ فَقَالُوْا: مَا نَرَاهَا، فَقَالَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، هَلَكْتُمْ وَاللهِ وَهَلَكْتُ مَعَكُمْ! وَكَانَ أَرْمَدَ. فَقَالَ لَهُمْ: انْظُرُوْا وَيْحَكُمْ! فَنَظَرُوْا فَرَأَوْهَا قَدْ قُطِعَتْ وَبَقِيَ مِنْهَا بَقِيَّةٌ، فَلَمَّا رَأَوْهَا كَبَّرُوْا فَقَالَ رَافِعٌ: احْفِرُوْا فِيْ أَصْلِهَا، فَحَفَرُوا وَاسْتَخْرَجُوا عَيْنًا فَشَرِبُوْا حَتّٰى رُوِيَ النَّاسُ، فَقَالَ رَافِعٌ: وَاللهِ مَا وَرَدْتُ هٰذَا الْمَاءَ قَطُّ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً مَعَ أَبِيْ وَأَنَا غُلَامٌ، فَقَالَ شَاعِرٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ:

لِلّٰهِ عَيْنَا رَافِعٍ أَنّٰى اهْتَدٰى فَوَّزَ مِنْ قُرَاقِرٍ إِلَى سُوٰى
خَمْسًا إِذَا مَا سَارَ الْجَيْشُ بَكٰى مَا سَارَهَا قَبْلَكَ إِنْسِيٌّ يُرٰى

فَلَمَّا انْتَهٰى خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى سُوٰى أَغَارَ عَلَى أَهْلِهَا وَهُمْ بَهْرَاءُ وَهُمْ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَمُغَنِّيْهِمْ يَقُوْلُ:

أَلَا عَلِّلَانِيْ قَبْلَ جَيْشِ أَبِيْ بَكْرٍ لَعَلَّ مَنَايَانَا قَرِيْبٌ وَلَا نَدْرِيْ
أَلَا عَلِّلَانِيْ بِالزُّجَاجِ وَكَرِّرُوْا عَلَيَّ كُمَيْتَ اللَّوْنِ صَافِيَةً تَجْرِيْ
أَلَا عَلِّلَانِيْ مِنْ سُلَافَةِ قَهْوَةٍ تُسَلِّيْ هُمُوْمَ النَّفْسِ مِنْ جَيِّدِ الْخَمْرِ

أَظُنُّ خُيُوْلَ الْمُسْلِمِيْنَ وَخَالِدِ سَتَطْرُقُكُمْ قَبْلَ الصَّبَاحِ مَعَ النَّسْرِ
فَهَلْ لَكُمْ فِي السَّيْرِ قَبْلَ قِتَالِكُمْ وَقَبْلَ خُرُوْجِ الْمُعْصِرَاتِ مِنَ الْخِدْرِ

فَقَتَلَ الْمُسْلِمُوْنَ مُغَنِّيْهِمْ وَسَالَ دَمُهُ فِيْ تِلْكَ الْجَفْنَةِ وَأَخَذُوْا أَمْوَالَهُمْ وَقُتِلَ حُرْقُوْصُ بْنُ النُّعْمَانِ الْبَهْرَانِيُّ. ثُمَّ أَتَى أَرَاكَ فَصَالَحُوْهُ. ثُمَّ أَتَى تَدْمُرَ فَتَحَصَّنَ أَهْلُهُ ثُمَّ صَالَحُوْهُ. ثُمَّ أَتَى الْقَرْيَتَيْنِ فَقَاتَلَهُمْ فَظَفِرَ بِهِمْ وَغَنِمَ، وَأَتَى حُوَّارِيْنَ فَقَاتَلَ أَهْلَهَا فَهَزَمَهُمْ وَقَتَلَ وَسَبَى، وَأَتَى قُصَمَ فَصَالَحَهُ بَنُوْ مَشْجَعَةَ مِنْ قُضَاعَةَ، وَسَارَ فَوَصَلَ إِلَى ثَنِيَّةِ الْعُقَابِ عِنْدَ دِمَشْقَ نَاشِرًا رَايَتَهُ، وَهِيَ رَايَةٌ سَوْدَاءُ، وَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسَمَّى "الْعُقَابَ"، وَقِيْلَ: كَانَتْ رَايَتُهُ تُسَمَّى "الْعُقَابَ" فَسُمِّيَتِ الثَّنِيَّةُ بِهَا، وَقِيلَ: سُمِّيَتْ بِعُقَابٍ مِنَ الطَّيْرِ سَقَطَتْ عَلَيْهَا، وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

ثُمَّ سَارَ فَأَتَى مَرْجَ رَاهِطٍ فَأَغَارَ عَلَى غَسَّانَ فِيْ يَوْمِ فِصْحِهِمْ فَقَتَلَ وَسَبَى، وَأَرْسَلَ سَرِيَّةً إِلَى كَنِيْسَةٍ بِالْغُوْطَةِ، فَقَتَلُوا الرِّجَالَ وَسَبَوُا النِّسَاءَ وَسَاقُوا الْعِيَالَ إِلَى خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ثُمَّ سَارَ حَتَّى وَصَلَ إِلَى بُصْرَى، فَقَاتَلَ مَنْ بِهَا فَظَفِرَ بِهِمْ وَصَالَحَهُمْ، فَكَانَتْ بُصْرَى أَوَّلَ مَدِيْنَةٍ فُتِحَتْ بِالشَّامِ عَلَى يَدِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ.

وَبَعَثَ بِالْأَخْمَاسِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ سَارَ فَطَلَعَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فِي رَبِيْعِ الْآخِرِ، وَطَلَعَ بَاهَانُ عَلَى الرُّوْمِ وَمَعَهُ الشَّمَامِسَةُ وَالْقِسِّيْسُوْنَ وَالرُّهْبَانُ يُحَرِّضُوْنَ الرُّوْمَ عَلَى الْقِتَالِ وَخَرَجَ بَاهَانُ كَالْمُعْتَذِرِ فَوَلِيَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قِتَالَهُ وَقَاتَلَ الْأُمَرَاءُ مَنْ بِإِزَائِهِمْ، وَرَجَعَ بَاهَانُ وَالرُّوْمُ إِلَى خَنْدَقِهِمْ وَقَدْ نَالَ مِنْهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ. [124]

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عراق سے روانہ ہوئے۔ جب وہ "قراقر" (ایک جگہ کا نام جس پر قبیلہ کلب کا قبضہ تھا) پہنچے تو وہاں کے لوگوں پر حملہ کیا۔ پھر انہوں نے ارادہ کیا کہ وہاں سے "سُوٰی" (جو کہ قبیلہ بَہراء کے پانی کا مقام تھا) کی طرف ایک سیدھی راہ اختیار کریں جو پانچ دن کی مسافت پر واقع تھی۔

انہوں نے راستہ دکھانے والے کی تلاش کی تو انہیں رافع بن عمیرہ طائی کے بارے میں بتایا گیا۔ حضرت

---

[124] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص407 تا410 ذکر مسیر خالد بن الولید من العراق الی الشام

خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے مشورہ کیا تو رافع نے کہا: اس راستے سے تم گھوڑوں اور سامان کے ساتھ نہیں جا سکو گے، اللہ کی قسم! اس راہ میں اکیلا سوار بھی اپنی جان سے ڈرتا ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: مجھے لازمی اس راستے سے جانا ہے تاکہ رومیوں کی فوجوں کے عقب سے نکل کر مسلمانوں کی مدد کر سکوں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں ان کی مدد سے رُک جاؤں۔

چنانچہ انہوں نے ہر لشکر کے سردار کو حکم دیا:

- کہ پانچ دن کے سفر کے لیے پانی محفوظ کر لیں،
- اونٹوں کو پیاسا رکھیں تاکہ وہ زیادہ پانی پی سکیں،
- انہیں نرمی سے پانی پلایا جائے،
- ان کے کان باندھ دیے جائیں اور منہ باندھ دیے جائیں تاکہ وہ جگالی نہ کریں اور پانی محفوظ رہے۔

پھر قافلہ قُراقِر سے روانہ ہوا۔ ایک دن اور ایک رات سفر کے بعد وہ دس اونٹوں کے پیٹ چاک کر کے ان میں موجود دودھ اور پانی سے گھوڑوں کو پانی پلاتے رہے۔ ایسا چار دن تک جاری رہا۔ جب وہ "عَلَمَین" (ایک علامتی مقام) کے قریب پہنچے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: دیکھو! کیا تمہیں ایک بیری کا درخت دکھائی دیتا ہے جو آدمی کے بیٹھنے کی طرح ہو؟

لوگوں نے کہا: ہمیں ایسا درخت نظر نہیں آ رہا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور بولے: "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ"۔ تم نے سب کچھ گنوا دیا، اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ میں بھی نقصان کا شکار ہو گیا۔ آپ آنکھوں میں سوجن (آشوبِ چشم) کا شکار تھے۔ پھر فرمایا: دوبارہ غور سے دیکھو! لوگوں نے دیکھا تو وہ درخت کٹا ہوا تھا، صرف تھوڑا سا حصہ باقی تھا۔ سب نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

حضرت رافع نے کہا: درخت کی جڑوں کو کھودو، لوگوں نے کھودا تو چشمہ نکل آیا، سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

اس پر حضرت رافع نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہاں صرف ایک بار بچپن میں اپنے والد کے ساتھ آ کر پانی پیا تھا۔

تب مسلمانوں کے ایک شاعر نے کہا:

لِلّٰهِ عَيْنَا رَافِعٍ أَنَّى اهْتَدٰى فَوَّزَ مِنْ قُرَاقِرٍ إِلٰى سُوٰى

اللہ ہی جانے رافع کی کیا ہی بات ہے کہ وہ ایسی راہ کیسے پا گیا۔ قُراقر (نامی مقام) سے سُوٰی (منزل) تک پانچ دن کا سفر طے کیا۔

خِمْسًا إِذَا مَا سَارَ الْجَيْشُ بَكٰى مَا سَارَهَا قَبْلَكَ إِنْسِيٌّ يُرٰى

ایسا سخت سفر کہ اگر لشکر اس پر چلے تو رونے لگے، یقیناً تجھ سے پہلے کوئی انسان اس راہ پر نہیں چلا تھا جسے دیکھا گیا ہو۔

جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ سُوٰی (نامی مقام) پر پہنچے تو انہوں نے وہاں کے لوگوں پر اچانک حملہ کر دیا۔ وہ بہراء قبیلہ کے لوگ تھے اور اس وقت شراب پی رہے تھے جبکہ ان کا گانے والا گانا گا رہا تھا:

أَلَا عَلِّلَانِيْ قَبْلَ جَيْشِ أَبِيْ بَكْرِ لَعَلَّ مَنَايَانَا قَرِيبٌ وَلَا نَدْرِيْ

ارے! آؤ مجھے ابو بکر کے لشکر سے پہلے کچھ پل تسلی دو، شاید ہماری موت قریب ہو اور ہمیں خبر تک نہ ہو۔

أَلَا عَلِّلَانِيْ بِالزُّجَاجِ وَكَرِّرُوْا عَلَيَّ كُمَيْتَ اللَّوْنِ صَافِيَةً تَجْرِيْ

آؤ، مجھے شیشے کے جام سے بہلاؤ اور بار بار پلاؤ۔ وہ سرخی مائل صاف شراب جو روانی سے بہتی ہے۔

أَلَا عَلِّلَانِيْ مِنْ سُلَافَةِ قَهْوَةٍ تُسَلِّيْ هُمُوْمَ النَّفْسِ مِنْ جَيِّدِ الْخَمْرِ

آؤ مجھے اعلیٰ شراب کے خالص رس سے راحت دو جو دل کے غموں کو ہلکا کر دیتی ہے، عمدہ ترین شرابوں میں سے۔

أَظُنُّ خُيُوْلَ الْمُسْلِمِيْنَ وَخَالِدٍ سَتَطْرُقُكُمْ قَبْلَ الصَّبَاحِ مَعَ النَّسْرِ

مجھے لگتا ہے کہ مسلمانوں کے گھوڑے اور خالد (رضی اللہ عنہ) تم پر صبح ہونے سے پہلے ہی حملہ آور ہوں گے، گِدھ (پرندے) کے ساتھ۔

فَهَلْ لَكُمْ فِي السَّيْرِ قَبْلَ قِتَالِكُمْ وَقَبْلَ خُرُوْجِ الْمُعْصِرَاتِ مِنَ الْخِدْرِ

تو کیا تم میں سے کوئی ہے جو لڑائی سے پہلے ہی کوچ کر جائے؟ اس سے پہلے کہ دوشیزائیں اپنے پردوں سے باہر نکال دی جائیں۔

مسلمانوں نے اُس (نصرانی) گلوکار کو قتل کر دیا۔ اس کا خون اسی پیالے میں بہا دیا جس میں وہ شراب نوشی کر رہا تھا۔ مسلمانوں نے ان کے اموال قبضے میں لے لیے۔ اس موقع پر حضرت حُرقُوص بن نعمان البَحُرانی شہید ہوئے۔

پھر (حضرت خالد رضی اللہ عنہ) اَرَاک (نامی مقام) کی طرف جنگ کے لیے بڑھے لیکن وہاں کے لوگوں نے صلح کرلی۔ پھر تدُمر پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے قلعہ بند ہو کر خود کو محفوظ کرنے کی کوشش کی لیکن آخر کار انہوں نے بھی صلح کو اپنے حق میں بہتر سمجھا۔ پھر دو بستیوں کی طرف گئے، وہاں لڑائی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور مالِ غنیمت حاصل کیا۔ اس کے بعد حُوّارین نامی مقام پر پہنچے، وہاں کے لوگوں سے جنگ ہوئی، مسلمانوں نے انہیں شکست دی، قتل بھی کیا اور قیدی بھی بنائے۔ پھر قُصَم پہنچے تو قُضاعہ کے قبیلہ بنی مَشْجَعہ نے صلح کرلی۔

پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ دمشق کے قریب "ثنیۃ العقاب" (پہاڑی درّہ) تک جا پہنچے اور وہاں اپنا سیاہ رنگ کا فوجی پرچم کو بلند کیا جو درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جسے "العُقاب" کہا جاتا تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا پرچم "العُقاب" کہلاتا تھا، اسی لیے اس گھاٹی (ثنیہ) کا نام بھی اسی پرچم کے نام پر پڑا۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس کا نام ایک پرندے "عُقاب" کی نسبت سے رکھا گیا جو اس مقام پر اترا تھا لیکن پہلا قول (یعنی پرچم کی نسبت سے نام پڑنا) ہی زیادہ صحیح ہے۔

پھر (حضرت خالد رضی اللہ عنہ) وہاں سے روانہ ہوئے اور "مَرْجِ رَاهِط" (شام کا ایک علاقہ) پہنچے، وہاں انہوں نے "غسان" (عیسائی عرب قبیلہ) پر ان کے عیدِ فصح کے دن اچانک حملہ کیا، دشمنوں کو قتل کیا اور قید بھی کیا۔ پھر ایک لشکر غُوطہ (دمشق کے نواح میں ایک علاقہ) کے ایک کلیسا (چرچ) کی طرف بھیجا، وہاں انہوں نے مردوں کو قتل کیا، عورتوں کو قیدی بنایا، اور بچوں کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے۔

اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ "بُصریٰ" کی طرف بڑھے، وہاں کے لوگوں سے جنگ کی، فتح ہوئی اور پھر ان سے صلح ہو گئی۔ یہ "بُصریٰ" وہ پہلا شہر تھا جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور اہلِ عراق کی قیادت میں شام کی سرزمین پر فتح ہوا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مالِ غنیمت کا خُمس (پانچواں حصہ) خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ وہاں روانہ ہوئے یہاں تک کہ (شام کے محاذ

پر موجود) دیگر مسلمانوں سے ربیع الآخر میں آ ملے۔

ادھر "بَاھَان" (رومی کمانڈر) بھی رومی لشکر کے ساتھ نمودار ہوا، اس کے ساتھ گرجاگھروں کے پادری اور راہب بھی تھے جو رومیوں کو مسلمانوں سے جنگ کے لیے بھڑکا رہے تھے۔ بَاھَان باہر نکلا جیسے معافی مانگنے آیا ہو لیکن حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کی قیادت سنبھال لی اور اسلامی لشکر کے دوسرے امیر ہر ایک اپنے مقابل دشمن سے لڑنے لگے۔ پھر بَاھَان اور رومی فوج شکست کھا کر اپنے خندقوں کی طرف لوٹ گئے اور مسلمانوں نے اُن (رومیوں) کو خوب نقصان پہنچایا۔

11: معرکہ اُلَّیس

امام ابو الحسن عز الدین ابن الاثیر علی بن محمد بن عبد الکریم رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

لَمَّا أَصَابَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَ الْوَلَجَةِ مَا أَصَابَ مِنْ نَصَارٰى بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ الَّذِيْنَ أَعَانُوا الْفُرْسَ غَضِبَ لَهُمْ نَصَارٰى قَوْمِهِمْ فَكَاتَبُوا الْفُرْسَ، وَاجْتَمَعُوْا عَلٰى "أُلَّيْس" وَعَلَيْهِمْ عَبْدُ الْأَسْوَدِ الْعِجْلِيُّ وَكَانَ مُسْلِمُو بَنِيْ عِجْلٍ مِنْهُمْ: عُتْبَةُ بْنُ النَّهَّاسِ وَسَعِيْدُ بْنُ مُرَّةَ وَفُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ وَمَذْعُوْرُ بْنُ عَدِيٍّ وَالْمُثَنّٰى بْنُ لَاحِقٍ أَشَدَّ النَّاسِ عَلٰى أُولٰئِكَ النَّصَارٰى وَكَتَبَ أَرْدَشِيْرُ إِلٰى بَهْمَنْ جَاذَوَيْهِ وَهُوَ بِقَشْيِنَاثَا يَأْمُرُهٗ بِالْقُدُوْمِ عَلٰى نَصَارَى الْعَرَبِ بِأُلَّيْس فَقَدِمَ بَهْمَنْ جَاذَوَيْهِ جَابَانَ إِلَيْهِمْ وَأَمَرَهٗ بِالتَّوَقُّفِ عَنِ الْمُحَارَبَةِ إِلٰى أَنْ يَقْدَمَ عَلَيْهِ وَرَجَعَ بَهْمَنْ جَاذَوَيْهِ إِلٰى أَرْدَشِيْرَ لِيُشَاوِرَهٗ فِيْمَا يَفْعَلُ، فَوَجَدَهٗ مَرِيْضًا، فَتَوَقَّفَ عَلَيْهِ، فَاجْتَمَعَ عَلٰى جَابَانَ نَصَارٰى عِجْلٍ، وَتَيْمُ اللَّاتِ وَضُبَيْعَةُ وَجَابِرُ بْنُ بُجَيْرٍ وَعَرَبُ الضَّاحِيَةِ مِنْ أَهْلِ الْحِيْرَةِ.

وَكَانَ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمَّا بَلَغَهٗ تَجَمُّعُ نَصَارٰى بَكْرٍ وَغَيْرِهِمْ سَارَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَشْعُرُ بِدُنُوِّ جَابَانَ. فَلَمَّا طَلَعَ جَابَانُ بِأُلَّيْس قَالَتِ الْعَجَمُ لَهٗ: أَنُعَاجِلُهُمْ أَمْ نُغَدِّي النَّاسَ وَلَا نُرِيهِمْ أَنَّا نَحْفَلُ بِهِمْ، ثُمَّ نُقَاتِلُهُمْ؟ فَقَالَ جَابَانُ: إِنْ تَرَكُوْكُمْ فَتَهَاوَنُوا بِهِمْ، فَعَصَوْهُ وَبَسَطُوا الطَّعَامَ، وَانْتَهٰى خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَيْهِمْ وَحَطَّ الْأَثْقَالَ. فَلَمَّا وُضِعَتْ تَوَجَّهَ إِلَيْهِمْ، وَطَلَبَ مُبَارَزَةَ عَبْدِ الْأَسْوَدِ وَابْنِ أَبْجَرَ وَمَالِكِ بْنِ قَيْسٍ، فَبَرَزَ إِلَيْهِ مَالِكٌ مِنْ بَيْنِهِمْ، فَقَتَلَهٗ خَالِدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَعْجَلَ الْأَعَاجِمَ

عَنْ طَعَامِهِمْ . فَقَالَ لَهُمْ جَابَانُ: أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ . وَاللّٰهِ مَا دَخَلَتْنِي مِنْ مُقَدَّمِ جَيْشٍ وَحْشَةٌ إِلَّا هٰذَا؟ وَقَالَ لَهُمْ : حَيْثُ لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَى الْأَكْلِ فَسُمُّوا الطَّعَامَ . فَإِنْ ظَفِرْتُمْ فَأَيْسَرُ هَالِكٍ . وَإِنْ كَانَتْ لَهُمْ هَلَكُوا بِأَكْلِهِ فَلَمْ يَفْعَلُوْا . وَاقْتَتَلُوْا قِتَالًا شَدِيْدًا . وَالْمُشْرِكُوْنَ يَزِيْدُهُمْ ثُبُوْتًا تَوَقُّعُهُمْ قُدُوْمَ بَهْمَنَ جَاذَوَيْهِ . فَصَابَرُوا الْمُسْلِمِيْنَ . فَقَالَ خَالِدٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اللّٰهُمَّ إِنْ هَزَمْتَهُمْ فَعَلَيَّ أَنْ لَّا أَسْتَبْقِيَ مِنْهُمْ مَنْ أَقْدِرُ عَلَيْهِ حَتّٰى أُجْرِيَ مِنْ دِمَائِهِمْ نَهْرَهُمْ .

فَانْهَزَمَتْ فَارِسُ فَنَادٰى مُنَادِيْ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: الْأُسَرَاءُ الْأُسَرَاءُ إِلَّا مَنِ امْتَنَعَ فَاقْتُلُوْهُ . فَأَقْبَلَ بِهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ أُسَرَاءَ . وَوَكَّلَ بِهِمْ مَنْ يَضْرِبُ أَعْنَاقَهُمْ يَوْمًا وَلَيْلَةً . فَقَالَ لَهُ الْقَعْقَاعُ وَغَيْرُهُ: لَوْ قَتَلْتَ أَهْلَ الْأَرْضِ لَمْ تَجْرِ دِمَاؤُهُمْ . فَأَرْسِلْ عَلَيْهَا الْمَاءَ تُبِرَّ يَمِيْنَكَ . فَفَعَلَ . وَسُمِّيَ نَهْرُ الدَّمِ وَوَقَفَ خَالِدٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الطَّعَامِ وَقَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ: قَدْ نَفَّلْتُكُمُوْهُ . فَتَعَشّٰى بِهِ الْمُسْلِمُوْنَ . وَجَعَلَ مَنْ لَّمْ يَرَ الرُّقَاقَ يَقُوْلُ: مَا هٰذِهِ الرِّقَاعُ الْبِيْضُ؟ وَبَلَغَ عَدَدُ الْقَتْلٰى سَبْعِيْنَ أَلْفًا . وَكَانَتِ الْوَقْعَةُ فِيْ صَفَرٍ . [125]

ترجمہ: جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یومِ وَلَجہ میں (جنگ کے دوران) نصاریٰ بنی بکر بن وائل کے ان لوگوں کو قتل کیا جنھوں نے فارس (ایرانیوں) کی مدد کی تھی تو ان کی قوم کے باقی عیسائیوں کو یہ بات بہت ناگوار گزری اور وہ غضبناک ہو گئے۔ انہوں نے اہلِ فارس کو خط لکھا۔ (اس خط کے نتیجے میں یہ) سب مل کر مقام اُلَّیس پر جمع ہو گئے۔ ان کا سردار عبد الأسود العجلی تھا۔ قبیلہ بنی عجل کے جو مسلمان ہو چکے تھے، ان میں نمایاں افراد: عتبہ بن نہاس، سعید بن مرہ، فُرات بن حیان، مذعور بن عدی اور مثنی بن لاحق رحمھم اللہ تھے اور یہ لوگ ان عیسائیوں کے خلاف سب سے زیادہ سخت موقف رکھتے تھے۔

ادھر اَرْدشِیر (ایران کا بادشاہ) نے بَہمَن جاذَوَیہ کو جو اس وقت "قَسِّینَاثا" میں تھا، خط لکھا کہ وہ اُلَّیس میں جمع ہونے والے عرب کے عیسائیوں کے پاس پہنچے۔ چنانچہ بَہمَن جاذَوَیہ نے جابان کو ان کے پاس روانہ کیا اور اُسے حکم دیا کہ جنگ شروع نہ کرے یہاں تک کہ میں خود پہنچ جاؤں۔

---

[125] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص388 ذکر وقعۃ أُلَّیس وھو علی الفرات

پھر بَہمَن جاذوَیہ اردشیر کے پاس واپس چلا گیا تاکہ اس سے مزید مشورہ کرے کہ آئندہ کیا کرنا ہے۔ جب وہ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ اَردَشیر بیمار ہو چکا ہے، تو وہ وہیں اس کے پاس رکا رہا۔ اسی دوران جابان کے پاس مختلف قبائل کے عیسائی جمع ہو گئے جن میں: نصاریٰ بنی عجل، تیم اللات، ضُبَیعہ، جابر بن بُجَیر، اور اطرافِ حِیرَۃ (عراق کا ایک مشہور شہر) کے عرب بھی شامل تھے۔

جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ نصرانی قبیلہ بکر اور دیگر لوگ جمع ہو چکے ہیں تو وہ ان کی طرف روانہ ہو گئے، اور ان کو جَابَان (ایرانی سپہ سالار) کے قریب آنے کی خبر نہیں تھی۔ جب جابان "اُلَّیس" پہنچا تو وہاں کے مجوسیوں نے اس سے کہا: کیا ہم ان (مسلمانوں) سے پہلے ہی لڑائی شروع کر دیں یا پہلے کھانے کا انتظام کر لیں تاکہ وہ سمجھیں کہ ہم ان سے بے پرواہیں، پھر ان سے جنگ کریں؟

جابان نے جواب دیا: اگر وہ تمہیں چھوڑ دیں، تب تم انہیں نظر انداز کرنا، مگر فی الحال ان سے غفلت نہ برتو، لیکن انہوں نے جابان کی بات نہ مانی اور کھانے کے لیے دستر خوان بچھا دیا۔ اسی دوران حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان تک پہنچے، اپنا ساز و سامان اتارا اور پھر فوراً دشمن کی طرف متوجہ ہو گئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مبارزت (دوبدو مقابلہ) کے لیے عبد الاسود، ابن ابجر اور مالک بن قیس کو للکارا۔ ان میں سے مالک بن قیس میدان میں آیا۔ تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ اس اچانک حملے سے عجم کھانے سے رک گئے۔ جابان نے ان سے کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا؟ اللہ کی قسم! آج تک کسی لشکر کے سالار سے مجھے کوئی اندیشہ نہیں ہوا مگر اس شخص (خالد رضی اللہ عنہ) سے ضرور تھا۔ پھر جابان نے ان سے کہا: جب تم کھا نہیں سکتے تو کم از کم کھانے کو سمیٹ کر الگ رکھ دو، اگر تم غالب آ گئے تو کھانا موجود ہے، اور اگر وہ غالب آ گئے تو وہ اسے کھا کر ہی ہلاک ہو جائیں گے لیکن انہوں نے ایسا بھی نہ کیا اور جنگ شروع ہو گئی۔ لڑائی سخت ہوئی۔ مشرکین کو جمنے میں اس خیال نے مدد دی کہ بَہمَن جاذویہ (فارس کا اہم جرنیل) ابھی پہنچنے والا ہے، اس لیے وہ ڈٹے رہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! اگر آپ نے آج انہیں شکست دی تو میرا آپ سے وعدہ ہے کہ ان میں سے جس پر بھی قابو پاؤں گا، اسے ہرگز زندہ نہ چھوڑوں گا، یہاں تک کہ ان کے خون سے اپنا دریا بہا

دوں۔ چنانچہ اہل فارس کو شکست ہوئی، تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے منادی نے آواز دی: قیدی، قیدی! یعنی سب کو قیدی بنالو، سوائے ان کے جو انکار کریں (یعنی قیدی بننے سے انکار کرے اور لڑائی سے باز نہ آئیں) تو انہیں قتل کر دو۔ چنانچہ مسلمان ان کفار کو قیدی بنا کر لائے، اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کو مقرر کیا جو ایک دن اور ایک رات تک ان کی گردنیں مارتے رہے۔

اس پر قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ اور دیگر (صحابہ) نے کہا: اگر آپ تمام اہلِ زمین کو قتل کر بھی ڈالیں، تب بھی ان کا خون جاری نہ ہو گا (یعنی یہ خون بہانے کا سلسلہ ختم نہ ہو گا)۔ لہٰذا آپ پانی بہادیں تاکہ آپ کی قسم بھی پوری ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور اس جگہ کا نام "نہر الدم" (خون کا نالہ) رکھ دیا گیا۔

پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کھانے پر کھڑے ہوئے اور مسلمانوں سے فرمایا: میں نے یہ مال غنیمت تمہارے لیے مخصوص کر دیا ہے، سو تم کھالو۔ چنانچہ مسلمانوں نے (فتح کے بعد) اسی سے رات کا کھانا کھایا۔ اور جو لوگ پہلے سفید روٹیاں نہ دیکھ چکے تھے، وہ حیرت سے کہنے لگے: یہ سفید چیزیں کیا ہیں؟

اس جنگ میں مقتولین کی تعداد ستر ہزار تک پہنچی اور یہ جنگ ماہِ صفر میں پیش آئی۔

12: معرکہ اَجنادَین

جنگ کا مقام "اَجنادَین" تھا جو رملہ اور بیت جِبرین کے درمیان فلسطین کی زمین میں واقع ہے۔

امام ابو الحسن عزالدین ابن الاثیر علی بن محمد بن عبد الکریم رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

فَسَارَ خَالِدٌ مِنْ مَرْجِ رَاهِطٍ إِلَى بُصْرٰى وَعَلَيْهَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَشُرَحْبِيْلُ بْنُ حَسَنَةَ وَيَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ، فَصَالَحَهُمْ أَهْلُهَا عَلَى الْجِزْيَةِ. فَكَانَتْ أَوَّلَ مَدِيْنَةٍ فُتِحَتْ بِالشَّامِ فِيْ خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ، ثُمَّ سَارُوْا جَمِيْعًا إِلَى فِلَسْطِيْنَ مَدَدًا لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ مُقِيْمٌ بِالْعَرَبَاتِ، وَاجْتَمَعَتِ الرُّوْمُ بِأَجْنَادَيْنِ وَعَلَيْهِمْ تَذَارِقُ أَخُوْ هِرَقْلَ لِأَبَوَيْهِ، وَقِيْلَ كَانَ عَلَى الرُّوْمِ الْقُبُقْلَارُ، وَأَجْنَادَيْنِ بَيْنَ الرَّمْلَةِ وَبَيْتِ جِبْرِيْنَ مِنْ أَرْضِ فِلَسْطِيْنَ، وَسَارَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حِيْنَ سَمِعَ بِالْمُسْلِمِيْنَ فَلَقِيَهُمْ، وَنَزَلُوْا بِأَجْنَادَيْنِ وَعَسْكَرُوْا عَلَيْهِمْ، فَبَعَثَ الْقُبُقْلَارُ عَرَبِيًّا إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ يَأْتِيْهِ بِخَبَرِهِمْ، فَدَخَلَ فِيْهِمْ وَأَقَامَ يَوْمًا وَلَيْلَةً ثُمَّ عَادَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: مَا وَرَاءَكَ؟ فَقَالَ: بِاللَّيْلِ رُهْبَانٌ وَبِالنَّهَارِ فُرْسَانٌ، وَلَوْ

سَرَقَ ابْنُ مَلِكِهِمْ قَطَعُوْهُ، وَلَوْ زَنٰى رُجِمَ لِإِقَامَةِ الْحَقِّ فِيْهِمْ. فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَنِيْ لَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ مِنْ لِقَاءِ هٰؤُلَاءِ عَلٰى ظَهْرِهَا.

وَالْتَقَوْا يَوْمَ السَّبْتِ لِلَيْلَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ جُمَادَى الْأُوْلٰى سَنَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ. فَظَهَرَ الْمُسْلِمُوْنَ وَهُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ، وَقُتِلَ الْقُبُقْلَارُ وَتَذَارِقُ، وَاسْتُشْهِدَ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، مِنْهُمْ: سَلَمَةُ بْنُ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ، وَهَبَّارُ بْنُ الْأَسْوَدِ، وَنُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ النَّحَّامُ، وَهِشَامُ بْنُ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ، وَقِيْلَ: بَلْ قُتِلَ بِالْيَرْمُوْكِ، وَجَمَاعَةٌ غَيْرُهُمْ. [126]

ترجمہ: حضرت خالد رضی اللہ عنہ "مَرْج راہط" سے "بُصریٰ" کی طرف روانہ ہوئے، جہاں ابو عبیدہ بن الجراح، شر حبیل بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم پہلے سے موجود تھے۔ وہاں کے باشندوں نے مسلمانوں سے صلح کی اور جزیہ پر رضامندی کرلی۔ یہ شام کا پہلا شہر تھا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا۔

پھر تمام لشکر فلسطین کی طرف روانہ ہوا تاکہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مدد کریں جو اس وقت عَرَبات میں مقیم تھے۔ رومی لشکر اجنادَین کے مقام پر جمع ہو چکا تھا اور ان پر تذارِق (ہرقل کا سگا بھائی) کمانڈر تھا۔ ایک قول کے مطابق ان پر "قُبُقْلَار" نامی شخص سردار تھا۔ جنگ کا مقام اَجنادین تھا جو رملہ اور بیت جِبرین کے درمیان (فلسطین کی زمین میں) واقع ہے۔ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کے آنے کی خبر ملی تو وہ بھی ان سے آملے۔ تمام مسلمان اجنادین کے مقام پر اترے اور دشمنوں کا محاصرہ کیا۔

قُبُقْلَار نے ایک عربی جاسوس مسلمانوں کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ ایک دن اور رات مسلمانوں کے درمیان رہا اور واپس آکر رپورٹ دی۔

اس سے پوچھا گیا: تم کیا خبر لائے ہو؟

اس نے کہا: رات کے وقت وہ عبادت گزار ہوتے ہیں اور دن کے وقت گھوڑ سوار مجاہد (جنگجو)۔ اگر ان کا سردار بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور اگر زنا کرے تو اسے رجم کیا جاتا ہے، ان کے ہاں حق کا خوب

[126] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص417 ذکر وقعۃ اجنادین

قیام ہے۔

قُبُقلَار نے کہا: اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو زمین کے اندر دفن ہو جانا، ان کا سامنا کرنے سے بہتر ہے۔

دونوں لشکر ہفتہ کے دن، جمادی الاولیٰ کی 28 تاریخ، سنہ 13 ہجری کو آمنے سامنے ہوئے (اور گھمسان کی لڑائی ہوئی)۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی، اور مشرکین (رومی) شکست کھا گئے۔ قُبُقلَار اور تذارِق مارے گئے۔ مسلمانوں میں سے بھی کئی صحابہ شہید ہوئے جن میں: سلمہ بن ہشام بن مغیرہ، ہبار بن اسود، نعیم بن عبد اللہ النحام، ہشام بن عاص بن وائل (بعض روایات میں ہے کہ وہ یرموک میں شہید ہوئے) اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اہل بیت

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَتَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ. [127]

ترجمہ: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے قسم ہے اس ذات کے جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں (جن میں اہل بیت بھی داخل ہیں) سے حسنِ سلوک کرنا مجھے اپنے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے محبت:

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّيْ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ مَرَّ عَلَى الْحَسَنِ فَوَضَعَهٗ عَلٰى عُنُقِهٖ ثُمَّ قَالَ: بِأَبِيْ شَبِيْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَبْهَ عَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ مَعَهٗ فَجَعَلَ يَضْحَكُ. [128]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ راستے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کو (ازراہ محبت) اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور اُن سے فرمایا: میرے باپ آپ پر قربان! آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل زیادہ لگتے ہیں بنسبت حضرت علی المرتضیٰ کے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ معاملہ دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

[127] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3712

[128] السنن الکبریٰ للنسائی: ج5 ص48، رقم الحدیث 8161

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ.[129]

ترجمہ: محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے والد (حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ) سے پوچھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر انسان کون ہے؟ تو میرے والد نے فرمایا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) میں نے پھر پوچھا کہ ان کے بعد کون؟ جواب دیا کہ عمر (رضی اللہ عنہ)۔

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ ؛ أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِيْ بَكْرٍ؛ عُمَرُ.[130]

ترجمہ: ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ کیا میں تمہیں اس امت میں پیغمبر کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس امت میں حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَيَدْعُوْنَ اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ يَقُوْلُ: رَحِمَكَ اللهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ

[129] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3671

[130] مسند احمد: ج 1 ص 528 رقم الحدیث 833

أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِأَنِّي كَثِيْرًا مِمَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُنْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. [131]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے میرے پیچھے سے آکر میرے کندھوں پر کہنیاں رکھ دیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے: اللہ آپ پر رحم کرے! مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جمع کرے گا۔ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابو بکر و عمر تھے، میں نے اور ابو بکر و عمر نے یہ کام کیا، میں اور ابو بکر و عمر گئے۔ اس لیے مجھے امید یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت اور تجدید بیعت:

بعض روایات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی (یعنی چھ ماہ بعد)۔ اس بیعت سے مراد تجدید بیعت ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دیکھ بھال کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا جانا کم ہو گیا تو بعض لوگوں کو وہم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت صدیق سے راضی نہیں۔ اس وہم کو دور کرنے کے لیے آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ بیعت کی۔ یہ پہلی بیعت کی تجدید تھی۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ تَمَسَّكَ الرَّافِضَةُ بِتَأَخُّرِ عَلِيٍّ عَنْ بَيْعَةِ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَى أَنْ مَاتَتْ فَاطِمَةُ وَهَذَيَانُهُمْ فِيْ ذٰلِكَ

---

[131] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3677

مَشْهُوْرٌ وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا يُدْفَعُ فِيْ حُجَّتِهِمْ وَقَدْ صَحَّحَ ابْنُ حِبَّانَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيّ وَغَيْرِهٖ أَنَّ عَلِيًّا بَايَعَ أَبَا بَكْرٍ فِيْ أَوَّلِ الْأَمْرِ وَأَمَّا مَا وَقَعَ فِيْ مُسْلِمٍ عَنِ الزُّهْرِيّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهٗ: لَمْ يُبَايِعْ عَلِيٌّ أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى مَاتَتْ فَاطِمَةُ؟ قَالَ: لَا وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ. فَقَدْ ضَعَّفَهُ الْبَيْهَقِيُّ بِأَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يُسْنِدْهُ وَأَنَّ الرِّوَايَةَ الْمَوْصُوْلَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَصَحُّ وَجَمَعَ غَيْرُهٗ بِأَنَّهٗ بَايَعَهٗ بَيْعَةً ثَانِيَةً مُؤَكِّدَةً لِلْأُوْلٰى لِإِزَالَةِ مَا كَانَ وَقَعَ بِسَبَبِ الْمِيْرَاثِ..... [132]

ترجمہ: روافض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تاخیر کو (اپنی طرف سے) ایک دلیل بنایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک بیعت نہیں کی تھی، اور اس بارے میں ان کی طرف سے بے سروپا باتیں مشہور ہے۔ مگر اسی حدیث میں ان کے اس استدلال کو رد کرنے والی بات موجود ہے۔ امام ابنِ حبان اور دیگر محدثین نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتداء ہی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی۔ رہی بات صحیح مسلم میں امام زہری رحمہ اللہ کی اس روایت کی جس میں آیا ہے کہ کسی شخص نے امام زہری رحمہ اللہ سے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک نہیں کی؟ تو انہوں نے کہا: ہاں (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک بیعت نہیں کی) اور نہ ہی بنی ہاشم میں سے کسی نے بیعت کی۔ اس روایت کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے کہ امام زہری نے اسے سند کے ساتھ بیان نہیں کیا، اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی متصل سند والی روایت زیادہ صحیح ہے۔ بعض علماء نے دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتدائی بیعت کے بعد دوبارہ (علانیہ) بیعت بھی کی تھی، جو پہلی بیعت کی تاکید اور وراثت کے معاملے میں پیدا ہونے والی کسی غلط فہمی کے ازالے کے لیے تھی۔

[132] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص620 کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر

علمی کارنامے اور فقہی ذوق

جمع قرآن:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کی خدمت بھی آپ کے مبارک دور کی یادگار ہے۔ قیامت کی صبح تک آنے والے ہر شخص پر آپ رضی اللہ عنہ کا احسان موجود ہے کہ جتنے بھی لوگ قرآن پڑھتے رہے، پڑھ رہے ہیں یا آئندہ پڑھیں گے ان کے ثواب میں سیدنا صدیق اکبر برابر کے شریک ہیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عِنْدَهُ، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ وَإِنِّي أَخْشٰى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ. قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ عُمَرُ: هٰذَا وَاللهِ خَيْرٌ. فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِذٰلِكَ وَرَأَيْتُ فِي ذٰلِكَ الَّذِي رَاٰى عُمَرُ. قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ. فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفُوْنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُوْ بَكْرٍ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ أَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ الخ. [133]

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے بعد مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلایا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی

133 صحیح البخاری: رقم الحدیث 4986

اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ: عمر میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ یمامہ کی جنگ میں بہت سارے حفاظ شہید ہو گئے ہیں، مجھے ڈر ہے کہ اگر ایسے ہی جنگوں میں حفاظ شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید کا بہت سارا حصہ ان کے سینوں ہی میں چلا جائے گا؛ اس لئے میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ میں نے عمر سے کہا کہ جو کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ ہم کیسے کریں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! اس میں خیر ہی خیر ہے۔ یہ مجھ سے اصرار کرتے رہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لیے کھول دیا اور اب میری رائے بھی یہی ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: تم نوجوان بھی ہو، سمجھدار بھی ہو، عادل بھی ہو، ہمیں تم سے کوئی بدگمانی نہیں ہے اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبِ وحی بھی رہے ہو۔ لہذا تم قرآن کریم کی آیات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تلاش کرو اور ان کو جمع کرو۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم فرماتے تو یہ میرے لیے قرآن کریم جمع کرنے سے زیادہ آسان تھا۔

حضرت زید: آپ حضرات ایسا کام کیوں کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا؟

حضرت ابو بکر: قسم بخدا! یہ تو اچھا ہی کام ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس بارے میں مسلسل مجھ سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرح اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لیے کھول دیا۔ چنانچہ میں نے قرآن کریم کے اجزاء کو تلاش کرنا شروع کیا اور اسے کھجور کی شاخوں، باریک سفید پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے اکٹھا کر کے ایک جگہ جمع کر دیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ

بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا، فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ: كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِي ذٰلِكَ حَتّٰى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ، وَرَأَيْتُ فِي ذٰلِكَ الَّذِي رَاٰى عُمَرُ، قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ، لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ، وَاجْمَعْهُ، قَالَ زَيْدٌ: فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِي مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ يَحُثُّ مُرَاجَعَتِي حَتّٰى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَرَأَيْتُ فِي ذٰلِكَ الَّذِي رَأَيَا، فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ، أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ، فَوَجَدْتُ فِي آخِرِ سُورَةِ التَّوْبَةِ: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ إِلٰى آخِرِهَا مَعَ خُزَيْمَةَ، أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ، فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُورَتِهَا، فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَيَاتَهُ، حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ، حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ. [134]

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (مجھے) جنگِ یمامہ کے مقتولین کے بعد بلایا۔ اس وقت ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر میرے پاس آئے اور کہا: جنگِ یمامہ کے دن قرآن کے حفاظ اور قاری بہت زیادہ شہید ہوئے ہیں، اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر مختلف معرکوں میں بھی قرآن کے قاری اسی طرح شہید ہوتے رہے تو قرآنِ کریم کا بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا، اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو حکم دینا چاہیے کہ قرآن کو جمع کیا جائے۔ میں (ابو بکر) نے کہا: میں ایسا کام کیسے کر سکتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ کام خیر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ برابر اس بارے میں مجھ سے گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اسی بات کے لیے کھول دیا جس کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا تھا اور اب میری بھی وہی رائے ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔

---

[134] صحیح البخاری: رقم الحدیث 7191

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: آپ ایک نوجوان اور سمجھدار آدمی ہیں، ہم آپ پر بدگمانی نہیں رکھتے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی لکھا کرتے تھے، لہٰذا آپ قرآن کریم کو تلاش کر کے جمع کریں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر مجھ پر پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا بوجھ ڈالا جاتا تو وہ اس کام سے زیادہ بھاری نہ ہوتا جو مجھے قرآن جمع کرنے کا دیا گیا۔ میں نے کہا: آپ دونوں ایسا کام کیسے کر سکتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ کام خیر ہے۔ وہ برابر مجھے اس پر آمادہ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لیے کھول دیا جس کے لیے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا اور میں نے بھی وہی رائے اختیار کر لی جو انہوں نے اختیار کی۔

پھر میں نے قرآن کو مختلف ذرائع سے جمع کرنا شروع کیا۔ کھجور کی ٹہنیوں کے پتوں سے، چمڑے کے ٹکڑوں سے، پتھر کی تختیوں سے اور لوگوں کے سینوں (یعنی حفظ) سے، یہاں تک کہ میں نے سورۃ التوبۃ کے آخر میں یہ آیت پائی ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ جو صرف حضرت خزیمہ یا ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی، میں نے اسے اس کی سورت میں شامل کر دیا۔ یہ جمع کیا ہوا قرآن (یعنی مصحف) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی زندگی میں رہا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی زندگی میں رہا، پھر حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رہا۔

قراءتِ قرآن:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ بَشَّرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ فَلْيَقْرَأْهُ عَلٰى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ. [135]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے

---

[135] مسند احمد: ج 1 ص 182 رقم الحدیث 35

انہیں یہ خوشخبری دی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ قرآن کریم جس طرح نازل ہوا ہے، اسی طرح اس کی تلاوت پر مضبوطی سے جما رہے تو اسے چاہیے کہ قرآن کریم کی تلاوت ابن ام عبد (یعنی عبد اللہ بن مسعود) کی قراءت پر کرے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین:

امام حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: أَعْظَمُ النَّاسِ فِي الْمَصَاحِفِ أَجْرًا أَبُوْ بَكْرٍ، رَحْمَةُ اللهِ عَلَى أَبِي بَكْرٍ هُوَ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ كِتَابَ اللهِ. [136]

ترجمہ: حضرت عبد خیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کے سلسلے میں تمام لوگوں سے زیادہ اجر کے مستحق حضرت ابو بکر ہیں۔ اللہ ان پر رحمت فرمائے کیونکہ آپ نے سب سے پہلے قرآن کریم کو کتابی صورت میں جمع کرایا۔

مرویاتِ حدیث:

آپ کی علمی خدمات بھی موجود ہیں۔ چنانچہ ایک قول کے مطابق 142 احادیث حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ ان احادیث کو علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) نے "تاریخ الخلفاء" میں ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ ان میں سے چند ایک ذکر کی جا رہی ہیں:

وضو کی فضیلت

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: إِنِّيْ كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا نَفَعَنِي اللهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِيْ وَإِذَا حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ لِيْ صَدَّقْتُهُ وَإِنَّهُ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُوْ بَكْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ

---

[136] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج9 ص17 کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ، ثُمَّ يُصَلِّيْ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ﴾ [137]

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تھا تو اللہ تعالیٰ جیسے چاہتا، مجھے اس سے فائدہ پہنچاتا اور جب کوئی دوسرا شخص مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتا تو میں اس سے اس پر قسم لیتا، جب وہ قسم اٹھالیتا کہ یہ حدیث اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تب کہیں جاکر میں اس کی بات کو سچا تسلیم کرتا تھا۔ مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی ہے اور وہ حدیث بیان کرنے میں سچے ہیں، انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی کوئی گناہ کر بیٹھے، پھر وہ خوب اچھی طرح وضو کرے، اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ سے اپنے اس گناہ کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو یقیناً معاف فرمادے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے): "وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھیں یا اپنے آپ پر ظلم کر گزریں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔"

مسواک کی فضیلت:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ. [138]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسواک منہ کی پاکیزگی اور پروردگار کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

[137] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3006

[138] مسند احمد: ج1 ص169 رقم الحدیث 7

نماز میں دعا:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُوْ بِهِ فِي صَلَاتِي، قَالَ: قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. [139]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے کوئی دعا سکھائیں جسے میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا مانگا کرو: اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے علاوہ کوئی اور ذات نہیں جو گناہ بخش دے، پس تو اپنی طرف سے مجھے خاص مغفرت عطا فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو ہی مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ترکِ قراءۃ خلف الامام:

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی رحمہ اللہ (ت211ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوْا يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ. [140]

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم (نماز میں) امام کے پیچھے قراءت سے منع فرمایا کرتے تھے۔

امام بدر الدین محمود بن احمد بن موسی العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت855ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كَانَ عَشَرَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ

---

[139] صحیح البخاری: رقم الحدیث 834، صحیح مسلم: رقم الحدیث 2705

[140] مصنف عبد الرزاق: ج2 ص90 رقم الحدیث 2813

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ أَشَدَّ النَّهْيِ: أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ، وَعُمَرُ الْفَارُوْقُ، وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ. [141]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید بن اسلم اپنے والد (حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ (رضی اللہ عنہم) ایسے تھے جو امام کے پیچھے قراءت کرنے سے نہایت سختی سے منع فرمایا کرتے تھے: حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ترک رفع الیدین:

امام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن المثنیٰ الموصلی رحمہ اللہ (ت 307ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِيْ بَكْرٍ، وَعُمَرَ، فَلَمْ يَرْفَعُوْا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ. وَقَدْ قَالَ مُحَمَّدٌ: فَلَمْ يَرْفَعُوْا أَيْدِيَهُمْ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلٰى. [142]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی، تو وہ لوگ صرف نماز کے آغاز (تکبیرِ تحریمہ) کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے۔ (اس حدیث کے راوی) محمد (بن جابر) کہتے ہیں: یہ لوگ تکبیر اولیٰ کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

[141] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج4 ص449 کتاب الصلاۃ باب وجوب القراءۃ للامام والماموم

[142] مسند ابی یعلیٰ: ج8 ص453 رقم الحدیث 5039

زکوٰۃ کا نصاب:

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ: إِنَّ هٰذِهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ الَّتِي أَمَرَ اللهُ بِهَا رَسُوْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِهِ، "فِيْمَا دُوْنَ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الْإِبِلِ فِيْ خَمْسٍ ذَوْدٍ شَاةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلٰى خَمْسٍ وَّثَلَاثِيْنَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنِ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّثَلَاثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ إِلٰى خَمْسٍ وَّأَرْبَعِيْنَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّأَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْفَحْلِ إِلٰى سِتِّيْنَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَسِتِّيْنَ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ إِلٰى خَمْسَةٍ وَّسَبْعِيْنَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا ابْنَتَا لَبُوْنٍ إِلٰى تِسْعِيْنَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْفَحْلِ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ ابْنَةُ لَبُوْنٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ، فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الْإِبِلِ فِيْ فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا جَذَعَةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُوْنٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُوْنٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُوْنٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعَةٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا، وَفِيْ صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِيْ سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا شَاةٌ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا شَاتَانِ إِلٰى مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلٰى ثَلَاثِ مِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْ

كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، وَلَا تُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ الْمُصَّدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ، وَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِيْنَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا، وَفِي الرِّقَةِ رُبْعُ الْعُشْرِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْمَالُ إِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا. [143]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر فرمایا کہ یہ زکوٰۃ کے مقررہ اصول ہیں جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے مقرر فرمائے ہیں، یہ وہی اصول ہیں جن کا حکم اللہ نے اپنے پیغمبر کو دیا تھا، ان اصولوں کے مطابق جب مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کی جائے تو انہیں زکوٰۃ ادا کر دینی چاہیے اور جس سے اس سے زیادہ کا مطالبہ کیا جائے وہ زیادہ نہ دے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پچیس (25) سے کم اونٹوں میں ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری واجب ہو گی، جب اونٹوں کی تعداد پچیس (25) ہو جائے تو ایک بنت مخاض (جس اونٹنی کی عمر دو سال مکمل اور تیسرے سال میں شروع ہو) واجب ہو گی اور یہی تعداد (35) اونٹوں تک رہے گی۔ اگر کسی کے پاس بنت مخاض نہ ہو تو وہ ایک ابن لبون مذکر (جو تیسرے سال میں شروع ہو) دے سکتا ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد (36) ہو جائے تو اس میں (45) تک ایک بنت لبون واجب ہو گی۔ جب اونٹوں کی تعداد (46) ہو جائے تو اس میں ایک حقہ (چار سالہ) واجب ہو گی جو جفتی کے قابل ہو۔ یہ حکم (60) تک رہے گا۔ جب یہ تعداد (61) ہو جائے تو (75) تک اس میں ایک جَذعہ (پانچ سالہ) واجب ہو گا۔ جب یہ تعداد (76) ہو جائے تو (90) تک اس میں دو بنت لبون واجب ہوں گی۔ جب یہ تعداد (91) ہو جائے تو (120) تک اس میں دو ایسے حقے ہوں گے جو جفتی کے قابل ہوں۔ جب یہ تعداد (120) سے تجاوز کر جائے تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ واجب ہو گا۔

اگر زکوٰۃ کے اونٹوں کی عمریں مختلف ہوں تو جس شخص پر زکوٰۃ میں جَذعہ واجب ہو لیکن اس کے پاس جَذعہ

[143] سنن النسائی: رقم الحدیث 2457

نہ ہو، حِقّہ ہو تو اس سے وہی وصول کر لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس صرف جَذعہ ہو تو اس سے وہ لے کر زکوٰۃ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں دے دے اور اگر اسی مذکورہ شخص کے پاس بنت لبون ہو تو اس سے وہ لے کر دو بکریاں (بشرطیکہ آسانی سے ممکن ہو) یا بیس درہم وصول کئے جائیں۔

اگر کسی شخص پر بنت لبون واجب ہو مگر اس کے پاس حِقّہ ہو تو اس سے وہ لے کر اسے زکوٰۃ وصول کرنے والا بیس درہم یا دو بکریاں دے دے اور اگر اسی مذکورہ شخص کے پاس بنت مخاض ہو تو اس سے وہی لے کر وہ بکریاں بشرط آسانی یا بیس درہم بھی وصول کئے جائیں اور اگر کسی شخص پر بنت مخاض واجب ہو اور اس کے پاس صرف ابن لبون مذکر ہو تو اسی کو قبول کر لیا جائے اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں لی جائے گی اور اگر کسی شخص کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے ہاں! البتہ اگر مالک کچھ دینا چاہے تو اس کی مرضی پر موقوف ہے۔

سائمہ (خود چر کر اپنا پیٹ بھرنے والی) بکریوں میں زکوٰۃ کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب بکریوں کی تعداد (40) ہو جائے تو (120) تک اس میں صرف ایک بکری واجب ہو گی۔ (120) سے زائد ہونے پر (200) تک دو بکریاں واجب ہوں گی۔ (200) سے زائد ہونے پر (300) تک تین بکریاں واجب ہوں گی۔ اس کے بعد ہر سو میں ایک بکری دینا واجب ہو گی۔

یاد رہے کہ زکوٰۃ میں انتہائی بوڑھا اور عیب دار جانور نہ لیا جائے۔ اسی طرح خوب عمدہ جانور بھی نہ لیا جائے۔ ہاں! اگر زکوٰۃ دینے والا اپنی مرضی سے دینا چاہے تو اور بات ہے۔ نیز زکوٰۃ سے بچنے کے لئے متفرق جانوروں کو جمع اور اکٹھے جانوروں کو متفرق نہ کیا جائے اور یہ کہ اگر دو قسم کے جانور ہوں (مثلاً بکریاں بھی اور اونٹ بھی) تو ان دونوں کے درمیاں برابری سے زکوٰۃ تقسیم ہو جائے گی۔

نیز یہ کہ اگر کسی شخص کی سائمہ بکریوں کی تعداد (40) سے کم ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے الّا یہ کہ اس کا مالک خود اپنی مرضی سے دینا چاہے۔

نیز چاندی کے ڈھلے ہوئے سکوں میں ربع عشر (چالیسواں حصہ) واجب ہو گا۔ چنانچہ اگر کسی شخص کے پاس صرف (190) درہم ہوں تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے الّا یہ کہ اس کا مالک خود زکوٰۃ دینا چاہے۔

مسئلہ تقدیر:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ عَنِ أَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ يَذْكُرُ أَنَّ أَبَاهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرٍ ، وَهُوَ يَقُوْلُ: قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَنَعْمَلُ عَلٰى مَا فُرِغَ مِنْهُ، أَوْ عَلٰى أَمْرٍ مُؤْتَنَفٍ؟ قَالَ: " بَلْ عَلٰى أَمْرٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ " قَالَ: قُلْتُ: فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: "كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ. "[144]

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق رحمہ اللہ) سے ان کے والد (عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق رحمہ اللہ) کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا کہ ان کے والد نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ میں (یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! ہم جو عمل کرتے ہیں، کیا وہ پہلے سے لکھا جا چکا ہے یا ہمارا عمل پہلے ہوتا ہے (اور بعد میں لکھا جاتا ہے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ پہلے سے لکھا جا چکا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر عمل کرنے کا کیا فائدہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: جو شخص جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے اسباب مہیا کر دیے جاتے ہیں اور وہ عمل اس کے لئے آسان کر دیا جاتا ہے۔

مرتدین کے خلاف جنگ:

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوْهَا فَقَدْ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ. فَلَمَّا كَانَتِ الرِّدَّةُ قَالَ عُمَرُ لِأَبِيْ بَكْرٍ : أَتُقَاتِلُهُمْ ، وَقَدْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ

---

[144] مسند احمد: ج1 ص176 رقم الحدیث 19

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا أُفَرِّقُ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، وَلَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَقَاتَلْنَا مَعَهُ، فَرَأَيْنَا ذٰلِكَ رُشْدًا. [145]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اس وقت تک لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ "لا الٰہ الّا اللہ" نہ کہہ لیں، اور جب وہ یہ کلمہ کہہ لیں تو انہوں نے اپنی جان اور مال کو مجھ سے محفوظ کر لیا، سوائے اس حق کے جس کے وہ شرعاً مستحق ہوں، باقی ان کا حساب؛ اللہ کے ذمے ہے۔ جب فتنہ ارتداد پیش آیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ ان لوگوں سے کس طرح قتال کر سکتے ہیں جب کہ آپ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاں حدیث سن رکھی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بخدا! میں نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق نہیں کروں گا اور جو ان دونوں کے درمیان فرق کرے گا، میں اس سے ضرور قتال کروں گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم بھی ان کے ساتھ اس قتال میں شریک ہو گئے تھے، تب ہمیں جا کر احساس ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ رشد و ہدایت پر تھا۔

نبی کے دفن کی تعیین میں صدیقی بصیرت:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَدْرُوْا أَيْنَ يَقْبُرُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَنْ يُقْبَرَ نَبِيٌّ إِلَّا حَيْثُ يَمُوْتُ، فَأَخَّرُوْا فِرَاشَهُ وَحَفَرُوْا لَهُ تَحْتَ فِرَاشِهِ. [146]

ترجمہ: ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد (عبد العزیز) نے یہ حدیث سنائی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم میں یہ بات نہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کہاں

---

[145] سنن النسائی: رقم الحدیث 3976

[146] مسند احمد: ج1 ص179 رقم الحدیث 27

بنائی جائے، حتی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے کو حل کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "ہر نبی کی قبر وہیں بنائی جاتی ہے جہاں ان کا انتقال ہوتا ہے"۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک اٹھا کر اس کے نیچے قبر مبارک کھودی اور وہیں تدفین کی۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لَهُمْ: إِذَا مِتُّ وَفَرَغْتُمْ مِنْ جَهَازِي فَاحْمِلُونِي حَتّٰى تَقِفُوا بِبَابِ الْبَيْتِ الَّذِي فِيهِ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقِفُوا بِالْبَابِ وَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَإِنْ أُذِنَ لَكُمْ وَفُتِحَ الْبَابُ وَكَانَ الْبَابُ مُغْلَقًا فَأَدْخِلُونِي، فَادْفِنُونِي وَإِنْ لَمْ يُؤْذَنْ لَكُمْ فَأَخْرِجُونِي إِلَى الْبَقِيعِ وَادْفِنُونِي. فَفَعَلُوا فَلَمَّا وَقَفُوا بِالْبَابِ وَقَالُوا هٰذَا: سَقَطَ الْقُفْلُ وَانْفَتَحَ الْبَابُ وَسُمِعَ هَاتِفٌ مِنْ دَاخِلِ الْبَيْتِ: أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ فَإِنَّ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ مُشْتَاقٌ. [147]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے (وصیت کرتے ہوئے) فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں اور تم لوگ میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ کے دروازے کے سامنے رکھ دینا اور دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنا: السلام علیک یا رسول! آپ کا غلام (ابو بکر) آپ سے (آپ کے روضہ مبارکہ میں دفن ہونے کی) اجازت چاہتا ہے۔ اگر اجازت مل جائے اور دروازہ کھل جائے - کیونکہ دروازہ بند رہتا تھا— تو مجھے اندر لے جانا اور وہیں دفن کر دینا، اور اگر اجازت نہ ملے تو مجھے جنت البقیع (عام مسلمانوں کے قبرستان) کی طرف لے جانا اور وہیں دفن کر دینا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو روضہ مبارکہ کے دروازے تک لے گئے اور وہی بات عرض کی

[147] الشریعۃ لآجرّی: رقم الحدیث 1923

جو وصیت میں موجود تھی، تالا گر گیا اور دروازہ کھل گیا۔ اس موقع پر روضہ مبارکہ سے ایک غیبی آواز سنائی دی گئی کہ محبوب کو محبوب کے پاس پہنچا دو، کیونکہ محبوب اپنے محبوب کا مشتاق ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِالسُّنْحِ. قَالَ إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي (تَعْنِي) بِالْعَالِيَةِ. فَقَامَ عُمَرُ يَقُوْلُ: وَاللهِ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ: وَقَالَ عُمَرُ: وَاللهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِيْ نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللهُ فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ. فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَبَّلَهُ. قَالَ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ! طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَاللهِ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُذِيْقُكَ اللهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا. ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: أَيُّهَا الْحَالِفُ عَلٰى رِسْلِكَ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ. [148]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ السُّنُح (مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام جہاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا گھر تھا) میں تھے۔ اسماعیل نے کہا: یعنی العالیہ (مدینہ کا بالائی حصہ) میں، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: واللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! میرے دل میں یہی بات آئی کہ (وصال نہیں ہوا) اور اللہ ضرور انہیں (دوبارہ) اٹھائے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (منافق) لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا، آپ کو بوسہ دیا اور فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کی دنیا کی زندگی بھی پاکیزہ تھی اور وفات کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی دوبارہ موت نہیں دے گا (یعنی قبر میں موت نہیں آئے گی)۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور فرمایا: اے قسم کھانے

[148] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3667

والے! ٹھہرو (یعنی جلدی نہ کرو)! جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔

انبیاء علیہم السلام کی میراث جاری نہیں ہوتی:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ. إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ". وَاللهِ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ. [149]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما؛ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے، فدک کی زمین اور خیبر کے حصے کا مطالبہ کیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: "ہم انبیاء کرام (علیہم السلام) کی وراثت جاری نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ البتہ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی مال میں سے کھاتے رہیں گے"۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا مجھے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

شادی شدہ زانی کی سزا:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، فَجَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ مَرَّةً فَرَدَّهُ، ثُمَّ جَاءَهُ فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ الثَّانِيَةَ فَرَدَّهُ، ثُمَّ جَاءَهُ فَاعْتَرَفَ الثَّالِثَةَ فَرَدَّهُ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ إِنِ اعْتَرَفْتَ الرَّابِعَةَ رَجَمَكَ، قَالَ: فَاعْتَرَفَ الرَّابِعَةَ، فَحَبَسَهُ، ثُمَّ سَأَلَ

[149] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4035

عَنْهُ، فَقَالُوْا: مَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا، قَالَ: فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ. [150]

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنی دیر میں حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ آگئے اور ایک مرتبہ زنا کا اعتراف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس بھیج دیا۔ دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ تیسری مرتبہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس بھیجا تو میں نے ان سے کہا: اگر تم نے چوتھی مرتبہ بھی اعتراف کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں رجم کی سزا دیں گے۔ تاہم انہوں نے چوتھی مرتبہ آکر بھی اعتراف جرم کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک لیا اور لوگوں سے ان کے متعلق دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ ہمیں تو ان کے بارے میں خیر ہی کا علم ہے۔ بہر حال! ضابطے کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رجم کرنے کا حکم دے دیا۔

دجال کا خروج:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا: خُرَاسَانُ، يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ. " [151]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دجال کا خروج مشرق کے ایک علاقے سے ہو گا جس کا نام "خراسان" ہو گا، اور اس کی پیروی ایسے لوگ کریں گے جن کے چہرے چپٹی کمان کی طرح محسوس ہوں گے۔

اعمال کا بدلہ:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[150] مسند احمد: ج1 ص184 رقم الحدیث 41

[151] جامع الترمذی: رقم الحدیث 2237

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَ بِهِ فِي الدُّنْيَا. [152]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص برے اعمال کرے گا، اسے دنیا میں ہی اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

شیطان کے وساوس سے نجات:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذَا يُنْجِيْنَا مِمَّا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِيْ أَنْفُسِنَا. فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَدْ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: يُنْجِيكُمْ مِنْ ذٰلِكَ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا أَمَرْتُ بِهِ عَمِّيْ أَنْ يَقُوْلَهُ فَلَمْ يَقُلْهُ. [153]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس چیز کی بڑی تمنا تھی کہ کاش میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پہلے آپ سے یہ بات دریافت کر لیتا کہ شیطان ہمارے دلوں میں جو وساوس اور خیالات ڈالتا ہے، ان سے ہمیں کیا چیز بچا سکتی ہے؟ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ سوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ چکا ہوں، جس کا جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دیا تھا کہ تم وہی کلمہ توحید کہتے رہو جو میں نے اپنے چچا کے سامنے پیش کیا تھا لیکن انہوں نے وہ کلمہ کہنے سے انکار کر دیا تھا۔ (یعنی اس کلمہ کی کثرت ہی تمہیں ان وساوس سے نجات دلا دے گی)

---

[152] مسند احمد: ج1 ص178 رقم الحدیث 23

[153] مسند احمد: ج1 ص183 رقم الحدیث 37

وعظ و نصیحت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَوْسَط بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبَجَلِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرٍ، حِينَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا عَامَ الْأَوَّلِ، ثُمَّ بَكَى أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: "عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّهُ مَعَ الْبِرِّ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُوْرِ وَهُمَا فِي النَّارِ، وَسَلُوا اللهَ الْمُعَافَاةَ، فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِنَ الْمُعَافَاةِ، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَقَاطَعُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا.[154]

ترجمہ: حضرت اوسط بن اسماعیل بَجَلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرماتے ہوئے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ سال میرے اسی مقام پر (یعنی منبر پر) کھڑے ہو کر خطاب فرمایا تھا۔ (یہ کہہ کر) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، اور پھر فرمایا: سچائی کو اختیار کرو کیونکہ سچائی کا تعلق نیکی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں چیزیں جنت میں ہوں گی۔ جھوٹ بولنے سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ جھوٹ کا تعلق گناہ سے ہے اور یہ دونوں چیزیں جہنم میں ہوں گی۔ اللہ سے عافیت مانگو، کیونکہ یقین کے بعد کسی شخص کو عافیت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں دی گئی۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، بغض نہ کرو، قطع تعلقی مت کرو، ایک دوسرے سے منہ مت پھیرو اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

[154] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 3849

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سفر آخرت

آخری ایام:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قَالَ: أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: يَوْمُ الِاثْنَيْنِ. قَالَ: فَإِنْ مِتُّ مِنْ لَيْلَتِيْ، فَلَا تَنْتَظِرُوْا بِي الْغَدَ، فَإِنَّ أَحَبَّ الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي إِلَيَّ أَقْرَبُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [155]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اس دنیوی زندگی کے آخری لمحات قریب آئے تو انہوں نے پوچھا: آج کون سا دن ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ پیر کا دن ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں آج ہی رات دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو کل کا انتظار نہ کرنا بلکہ رات ہی کو دفن کر دینا کیونکہ مجھے وہ دن اور رات زیادہ محبوب ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہو۔

وفات:

بالآخر وہ وعدہ وفا ہونے کا وقت آ پہنچا کہ ہر ذی روح موت کا پیالہ ضرور پیے گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ پہلے جانثار وفادار صحابی اور پہلے خلیفہ 13 ہجری جمادی الثانی کے ساتویں دن بیمار ہوئے اور 15 دن علیل رہ کر 22 جمادی الثانی مغرب اور عشاء کی درمیان فراق یار کو خیر باد کہہ کر وصال یار کے لیے آخرت کے راہی بنے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

وصیت اور تدفین:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لَهُمْ: إِذَا مِتُّ وَفَرَغْتُمْ مِنْ

---

[155] مسند احمد: ج 1 ص 185 رقم الحدیث 45

جَهَازِيْ فَاحْمِلُوْنِيْ حَتّٰى تَقِفُوْا بِبَابِ الْبَيْتِ الَّذِيْ فِيْهِ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقِفُوْا بِالْبَابِ وَقُوْلُوْا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! هٰذَا أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَإِنْ أُذِنَ لَكُمْ وَفُتِحَ الْبَابُ وَكَانَ الْبَابُ مُغْلَقًا فَأَدْخِلُوْنِيْ، فَادْفِنُوْنِيْ وَإِنْ لَمْ يُؤْذَنْ لَكُمْ فَأَخْرِجُوْنِيْ إِلَى الْبَقِيْعِ وَادْفِنُوْنِيْ. فَفَعَلُوْا فَلَمَّا وَقَفُوْا بِالْبَابِ وَقَالُوْا هٰذَا: سَقَطَ الْقُفْلُ وَانْفَتَحَ الْبَابُ وَسُمِعَ هَاتِفٌ مِنْ دَاخِلِ الْبَيْتِ: أَدْخِلُوا الْحَبِيْبَ إِلَى الْحَبِيْبِ فَإِنَّ الْحَبِيْبَ إِلَى الْحَبِيْبِ مُشْتَاقٌ. [156]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے (وصیت کرتے ہوئے) فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں اور تم لوگ میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ کے دروازے کے سامنے رکھ دینا اور دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنا: السلام علیک یا رسول! آپ کا غلام (ابو بکر) آپ سے (آپ کے روضہ مبارکہ میں دفن ہونے کی) اجازت چاہتا ہے۔ اگر اجازت مل جائے اور دروازہ کھل جائے - کیونکہ دروازہ بند رہتا تھا— تو مجھے اندر لے جانا اور وہیں دفن کر دینا، اور اگر اجازت نہ ملے تو مجھے جنت البقیع (عام مسلمانوں کے قبرستان) کی طرف لے جانا اور وہیں دفن کر دینا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو روضہ مبارکہ کے دروازے تک لے گئے اور وہی بات عرض کی جو وصیت میں موجود تھی، تالا گر گیا اور دروازہ کھل گیا۔ اس موقع پر روضہ مبارکہ سے ایک غیبی آواز سنائی دی گئی کہ محبوب کو محبوب کے پاس پہنچا دو، کیونکہ محبوب اپنے محبوب کا مشتاق ہے۔

[156] الشریعۃ لآجُرّی: رقم الحدیث 1923

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل واوصاف

صاحبِ غار:

﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَ اَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (٤٠)﴾ [157]

ترجمہ: اگر تم (میرے نبی کی) مدد ونصرت نہیں کروگے تو ان کا کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ اللہ ان کی اُس مشکل وقت میں مدد فرما چکا ہے جب ان کو کافروں نے مکہ سے نکالا جب وہ دو میں سے دوسرے تھے۔ جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے دوست (ابو بکر) سے کہہ رہے تھے کہ میرے بارے میں غم نہ کرو۔ اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان پر اپنی طرف سے سکون کی اعلیٰ ترین کیفیت طاری فرمائی اور ان کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تمہیں نظر نہیں آئے۔ اور کافر لوگوں کی بات کو بے حیثیت کر کے دکھایا۔ اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے اور اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت والا بھی ہے۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن الرازی رحمہ اللہ (ت606ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّهُ تَعَالٰى وَصَفَ أَبَا بَكْرٍ بِكَوْنِهٖ صَاحِبًا لِلرَّسُوْلِ وَذٰلِكَ يَدُلُّ عَلٰى كَمَالِ الْفَضْلِ. قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ فُضَيْلٍ الْبَجَلِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: مَنْ أَنْكَرَ أَنْ يَّكُوْنَ أَبُوْ بَكْرٍ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَافِرًا لِأَنَّ الْأُمَّةَ مُجْمِعَةٌ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ ﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ هُوَ أَبُوْ بَكْرٍ. [158]

ترجمہ: آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اور یہی بات آپ کی افضلیت کی دلیل ہے۔ امام حسین بن فضیل بجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی جو شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کا انکار کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

---

[157] سورۃ التوبۃ:40

[158] التفسیر الکبیر للرازی: ج16 ص52 تحت سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ40

اس لیے کہ پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ آیت میں صاحب سے مراد ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

جہنم سے دور:

﴿وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى (١٧) الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى (١٨)﴾ [159]

ترجمہ: اور اس (جہنم کی آگ) سے ایسے متقی شخص کو دور رکھا جائے گا جو اپنا مال پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتا ہے۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر الرازی رحمہ اللہ (ت 606ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُوْنَ مِنَّا عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ. [160]

ترجمہ: ہمارے مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ مذکورہ آیات کا (اولین) مصداق ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

دن رات خرچ کرنا:

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (٢٧٤)﴾ [161]

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال رات ہو یا دن، چھپے ہو یا علانیہ، (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے، اور ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ (ت 710ھ) لکھتے ہیں:

نَزَلَتْ فِيْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. حَيْثُ تَصَدَّقَ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفَ دِيْنَارٍ عَشَرَةً بِاللَّيْلِ وَعَشَرَةً بِالنَّهَارِ وَعَشَرَةً فِي السِّرِّ وَعَشَرَةً فِي الْعَلَانِيَةِ. [162]

---

[159] سورۃ اللیل:17،18

[160] التفسیر الکبیر للرازی: ج31 ص205 تحت سورۃ اللیل، رقم الآیۃ17،18

[161] سورۃ البقرۃ:274

[162] تفسیر مدارک التنزیل للنسفی: ج1 ص153، تحت سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ274

ترجمہ: یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب آپ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دینار خرچ کیے، (جس کی ترتیب یوں بنائی کہ) دس ہزار رات کو، دس ہزار دن کو، دس ہزار خفیہ طور پر اور دس ہزار علانیہ طور پر صدقہ فرمائے۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر الرازی رحمہ اللہ (ت 606ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ صَاحِبُ الْكَشَّافِ: نَزَلَتْ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِيْنَ تَصَدَّقَ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفَ دِيْنَارٍ: عَشَرَةٌ بِاللَّيْلِ وَعَشَرَةٌ بِالنَّهَارِ وَعَشَرَةٌ فِي السِّرِّ وَعَشَرَةٌ فِي الْعَلَانِيَةِ. [163]

ترجمہ: صاحب الکشاف (علامہ زمخشری) کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب آپ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دینار خرچ کیے، (جس کی ترتیب یوں بنائی کہ) دس ہزار رات کو، دس ہزار دن کو، دس ہزار خفیہ طور پر اور دس ہزار علانیہ طور پر صدقہ فرمائے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلٰكِنْ أَخِيْ وَصَاحِبِيْ. [164]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں (پوری امت میں سے) کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا، تاہم وہ میرے (دینی) بھائی اور (جگری) دوست ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں لفظ "خلیل" خَلَّت سے ہے جس کا معنی ہے "حاجت"۔ اب حدیث کا معنی یہ ہے کہ "اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا، کہ اپنی ساری ضروریات اس سے پوری کرتا اور تمام مشکلات میں اس سے رجوع کرتا تو اس کے لیے میری نظر میں ابو بکر سے بہتر شخص کوئی نہیں لیکن میں چونکہ اپنی تمام تر حاجات اللہ کے سامنے رکھتا ہوں

---

[163] التفسیر الکبیر للرازی: ج7 ص89 تحت سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ 274

[164] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3656

اس لیے میں خلیل؛ اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھتا ہوں اور ابو بکر کو بھائی اور دوست سمجھتا ہوں۔"

اور قرآن مجید میں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "خلیل" کہا گیا ہے تو وہاں خلیل کا لفظ خَلَّت بمعنی خصلت سے ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ نے خصالِ حسنہ (اچھی و عمدہ صفات) جمع فرما دی تھیں، یا لفظ تَخَلُّل سے ہے بمعنی داخل ہونا۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کہنے کا معنی یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رگ و ریشہ میں اللہ کی محبت داخل ہو گئی تھی۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ أَصْلَ التَّرْكِيبِ مِنَ الْخَلَّةِ بِالْفَتْحِ وَهِيَ الْحَاجَةُ وَالْمَعْنٰى "لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ الْخَلْقِ خَلِيْلًا أَرْجِعُ إِلَيْهِ فِي الْحَاجَاتِ وَأَعْتَمِدُ إِلَيْهِ فِي الْمُهِمَّاتِ (لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا) وَلٰكِنَّ الَّذِيْ أَلْجَأُ إِلَيْهِ وَأَعْتَمِدُ عَلَيْهِ فِيْ جُمْلَةِ الْأُمُوْرِ وَمَجَامِعِ الْأَحْوَالِ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى" وَإِنَّمَا سُمِّيَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَلِيْلًا مِنَ الْخَلَّةِ بِالْفَتْحِ الَّتِيْ هِيَ الْخَصْلَةُ فَإِنَّهٗ تَخَلَّقَ بِخِلَالٍ حَسَنَةٍ اخْتَصَّتْ بِهٖ أَوْ مِنَ التَّخَلُّلِ فَإِنَّ الْحُبَّ تَخَلَّلَ شِغَافَ قَلْبِهٖ. [165]

ترجمہ: لفظ خلیل "خَلَّةٌ" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے: "ضرورت"۔ اب حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں بندوں میں سے کسی کو خلیل بناتا، کہ اپنی ساری ضروریات اس کے سامنے رکھتا اور اپنی مشکلات میں اسی پر اعتماد کرتا تو ایسا شخص ابو بکر ہے لیکن تمام امور اور حالات میں جس کی طرف میں رجوع کرتا اور جس پر اعتماد کرتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ جہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "خلیل" کہنے کا تعلق ہے تو وہاں لفظ خلیل "خَلَّةٌ" بمعنی خصلت سے مشتق ہے یعنی بعض خصلتیں ایسی تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ خاص تھیں یا لفظ خلیل "تَخَلُّل" سے ہے (بمعنی داخل ہونا) کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں بھی اللہ کی محبت جاگزین ہو گئی تھی۔

جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکار:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[165] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج 11 ص 164 کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ، الفصل الاوّل

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِيْ سَبِيلِ اللهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ يَعْنِي الْجَنَّةَ: يَا عَبْدَ اللهِ! هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ، وَبَابِ الرَّيَّانِ. فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: مَا عَلٰى هٰذَا الَّذِيْ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ، وَقَالَ: هَلْ يُدْعٰى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ.[166]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ایک چیز کا جوڑا خرچ کرے (جیسے دو دو کپڑے، دو گھوڑے، دو اونٹ اللہ کی راہ میں دیے) تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا (اور کہا جائے گا) کہ اے اللہ کے بندے! یہاں آؤ، یہ دروازہ بہتر ہے۔ جو نمازی ہو گا اسے جنت کے "باب الصلوٰۃ" سے بلایا جائے گا، جو مجاہد ہو گا اسے "باب الجہاد" سے بلایا جائے گا، جو صدقہ کرنے والا ہو گا اسے "باب الصدقہ" سے بلایا جائے گا، جو روزہ دار ہو گا اسے "باب الصیام" اور "باب الریان" سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ جسے ان سارے دروازے سے بلایا جائے تو اسے کوئی پریشانی ہی نہیں ہو گی۔ پھر عرض کی کہ کیا کوئی ایسا خوش قسمت انسان بھی ہے جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں مجھے (کامل) امید ہے کہ آپ انہیں لوگوں میں سے ہیں۔

اے آل ابی بکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِيْ، فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ

[166] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3666

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَقَالُوا: أَلَا تَرَى إِلَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ: مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي، فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ! قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ، فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ. [167]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے۔ جب ہم بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ اس کو تلاش کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب لوگ بھی رک گئے۔ وہ ایسی جگہ نہ تھی جہاں پانی میسر ہو۔ لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: کیا آپ دیکھتے نہیں کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگوں کو روک دیا ہے، حالانکہ نہ وہ پانی والے مقام پر تھے اور نہ ہی خود ان کے پاس پانی تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے آرام فرما رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک دیا ہے، حالانکہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ ہی قافلہ میں کسی شخص کے پاس پانی موجود ہے۔ پھر انہوں نے مجھے ڈانٹا اور جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ دیا اور اپنی انگلی سے میری کمر (یا پہلو) میں چبھو کا دیا، لیکن میں نے حرکت نہ کی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری

[167] صحیح البخاری: رقم الحدیث 334

گود میں سر رکھے ہوئے تھے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح بیدار ہوئے تو پانی موجود نہ تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی تو سب لوگوں نے تیمم کیا (اور نماز ادا کی)۔ اس پر حضرت اسید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے آلِ ابو بکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے (یعنی اللہ نے تمہارے ذریعے پہلے بھی خیر پہنچائی ہے)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر ہم نے اس اونٹ کو چلانے کے لیے حرکت دی جس پر میں بیٹھی تھی تو وہ ہار اسی کے نیچے سے نکل آیا۔

سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے:

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَأَرَانِيْ بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِيْ تَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِيْ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَدِدْتُ أَنِّيْ كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى أَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ. [168]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے، میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا دروازہ دکھایا جس سے میری امت کے لوگ داخل ہوں گے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری خواہش ہے کہ آپ کے ساتھ ہو کر کاش میں بھی وہ دروازہ دیکھتا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ مطمئن رہیں، یقیناً میری امت میں آپ ہی سب سے پہلے (اسی دروازے سے) جنت میں داخل ہوں گے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسان کا بدلہ اللہ دے گا:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

[168] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4652

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَأْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. [169]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا ہمارے اوپر کوئی (ظاہری) احسان تھا ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے۔ ہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خود ہی چکائیں گے۔

صاحبِ حوض:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: أَنْتَ صَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ وَصَاحِبِيْ فِي الْغَارِ. [170]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا کہ آپ حوض کوثر پر بھی میرے ساتھی ہوں گے (جیسے) غار میں میرے ساتھی رہے ہیں۔

تین سو ساٹھ خصلتوں کے حامل:

علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خِصَالُ الْخَيْرِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ خَصْلَةً إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا جَعَلَ فِيْهِ خَصْلَةً مِنْهَا يَدْخُلُ بِهَا الْجَنَّةَ. قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَفِيَّ شَيْءٌ مِّنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ جَمْعًا مِنْ كُلٍّ. [171]

ترجمہ: حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھلائی

---

[169] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3661

[170] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3670

[171] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص 44 فصل فی الاحادیث الواردۃ فی فضلہ [ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ]

کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں، جب اللہ تعالیٰ کسی شخص سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس میں ایک خصلت پیدا فرما دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا ان خصلتوں میں سے میرے اندر بھی کوئی خصلت پائی جاتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! آپ میں تمام خصلتیں جمع ہیں۔

جنت کی بشارت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ، فَقُلْتُ: لَأَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ: فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: خَرَجَ وَوَجَّهَ هَا هُنَا فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ حَتّٰى قَضٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى بِئْرِ أَرِيسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لَأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ فَجَاءَ أَبُوبَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: أَبُوبَكْرٍ، فَقُلْتُ: عَلٰى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا أَبُوبَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ؟ فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، فَأَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: اُدْخُلْ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ أَبُوبَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فِي الْقُفِّ، وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ. [172]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر میں وضو کیا اور کہا: میں آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہوں گا اور اپنا دن آپ کے ساتھ گزاروں گا۔ پھر میں مسجد میں

[172] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3674

آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد سے) باہر تشریف لے گئے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آپ کا پتہ پوچھتا ہوا چل پڑا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بئر اریس (ایک کنواں) کے پاس پہنچے، میں (کنویں کے) دروازے پر بیٹھ گیا۔ اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں کا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہوئے، وضو فرمایا اور پھر کنویں پر آکر اس کے کنارے بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا دیا اور انہیں کنویں میں لٹکا دیا۔ میں نے آکر سلام عرض کیا اور پھر واپس جا کر دروازے پر بیٹھ گیا اور دل میں کہا: آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بن کر بیٹھوں گا۔ اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا: کون ہیں؟ انہوں نے کہا: ابو بکر۔ میں نے کہا: ذرا ٹھہریے۔ پھر میں اندر گیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! ابو بکر آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو۔ چنانچہ میں دروازے پر آیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اندر آ جایئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی خوشخبری بھی دے رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اندر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف اسی کنویں کے کنارے بیٹھ گئے، اپنے دونوں پاؤں بھی کنویں میں لٹکا دیے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اپنی پنڈلیوں سے بھی کپڑا ہٹا لیا۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ. [173]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر

[173] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3747

جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبد الرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد جنتی ہیں، سعید جنتی ہیں، ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

بغیر حساب کے جنت میں:

علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ يُحَاسَبُوْنَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [174]

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام لوگوں کا قیامت کے دن حساب ہو گا سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے۔ (ان کا حساب نہیں ہو گا بغیر حساب کے اللہ جنت عطا فرمادیں گے)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم:

امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی الشیرازی (ت 476ھ) لکھتے ہیں:

فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ يُفْتِيْ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رُوِيَ أَنَّهُ لَمَّا أَقَرَّ مَاعِزٌ بِالزِّنَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنْ أَقْرَرْتَ رَابِعَةً رَجَمَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... وَلَا يُقْدِمُ عَلَى الْفُتْيَا بِحَضْرَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عِظَمِ الْقَدْرِ وَجَلَالَةِ الْمَحَلِّ إِلَّا الثِّقَةُ بِعِلْمِهِ. وَالْمُتَحَقِّقُ بِفَضْلِهِ وَفَهْمِهِ. [175]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کوئی بھی فتویٰ نہیں دیتا تھا سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے۔ روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ

[174] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص 44 فصل فی الاحادیث الواردۃ فی فضلہ [ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ]

[175] طبقات الفقہاء لابی اسحاق الشیرازی: ج 1 ص 37

علیہ وسلم کے سامنے زنا کا اعتراف کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اگر آپ نے چوتھی بار بھی اقرار کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو رجم کر دیں گے... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں فتویٰ دینا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ اتنے بڑے مرتبے اور شان کے باوجود صرف وہی اس جرأت کا اہل تھا جو اپنے علم پر پورا اعتماد رکھتا ہو اور جس کے فضل وفہم کا سب کو اعتراف ہو۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ: إِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللهِ. قَالَ: فَبَكٰى أَبُوْ بَكْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهِ أَنْ يُخْبِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ أَعْلَمَنَا. [176]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اللہ کے پاس ہے (یعنی آخرت کا) اختیار دیا ہے، اس بندے نے اپنے اختیار سے اسے پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے۔ (راوی کہتے ہیں) یہ بات سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ ہم نے ان کے رونے پر تعجب کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ اُسے اختیار دیا گیا، اس میں رونے والی کیا بات ہو سکتی ہے؟ (اس بات کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بندے کی بات کی ہے) اس سے مراد خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (یعنی جدائی کا وقت قریب آ چکا ہے، اس لیے رو پڑے) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔

خوابوں کی تعبیر کا علم:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت کرتے ہیں:

[176] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3654

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ كَأَنَّ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِيْ حُجْرَتِي، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ دُفِنَ فِيْ بَيْتِكِ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ ثَلَاثَةٌ، فَلَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ: خَيْرُ أَقْمَارِكِ يَا عَائِشَةُ! وَدُفِنَ فِي بَيْتِهَا أَبُوْ بَكْرٍ، وَعُمَرُ. [177]

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں گر پڑے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (اس کی تعبیر دیتے ہوئے) فرمایا: اگر آپ کا خواب سچا ہے تو تمہارے گھر میں زمین کے سب سے بہترین تین افراد دفن ہوں گے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ! یہ آپ کے تین چاندوں میں سب سے بہترین چاند ہیں۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن ہونے کے بعد واقعی) آپ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما دفن ہوئے (جو کہ تین چاند کی تعبیر ہے)۔

عاجزی وانکساری:

امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا. قَالَ: فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا، قَالَ: فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا، قَالَ: فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ. [178]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے پوچھا: تم میں سے آج کس نے روزہ رکھا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں

---

[177] المعجم الکبیر للطبرانی: ج9 ص418 رقم الحدیث 18656

[178] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1028

نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: تم میں سے آج کس نے نماز جنازہ پڑھی ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: تم میں سے آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: تم میں سے آج کس نے مریض کی تیمار داری کی ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں یہ خوبیاں جمع ہوں وہ جنت میں داخل ہو گا۔

فائدہ: مذکورہ خوبیوں کے باوجود عاجزی و انکساری کا یہ عالم تھا کہ علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی (ت 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ حَائِطًا وَإِذَا بِدُبْسِيّ فِي ظِلّ شَجَرَةٍ فَتَنَفَّسَ الصُّعَدَاءَ ثُمَّ قَالَ: طُوْبىٰ لَكَ يَا طَيْرُ! تَأْكُلُ مِنَ الشَّجَرِ وَتَسْتَظِلُّ بِالشَّجرِ وَتَصِيْرُ إِلىٰ غَيْرِ حِسَابٍ، يَا لَيْتَ أَبَا بَكْرٍ مِثْلُكَ.[179]

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک چھوٹا سا کبوتر جیسا پرندہ سائے میں بیٹا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے (حسرت سے) آہ بھرتے ہوئے فرمایا: اے پرندے! تجھے مبارک ہو کہ تو ان درختوں کا پھل کھاتا ہے، ان درختوں کے سائے میں آرام کرتا ہے اور تجھ سے کوئی حساب نہیں ہو گا۔ اے کاش! ابو بکر بھی تجھ جیسا ہوتا۔

فائدہ: دُبْسِیٌّ، کبوتر کی قسم کا ایک پرندہ ہے جس کا رنگ خاکی ہوتا ہے۔[180]

سب سے زیادہ محبوب:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلىٰ جَيْشِ ذَاتِ

---

[179] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص 82 فصل فی کلماتہ الدالۃ علی شدۃ خوفہ من ربہ

[180] قاموس الوحید: ص 499

السَّلَاسِلِ قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ، قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: أَبُوهَا، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ، فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ أَنْ يَجْعَلَنِي فِي آخِرِهِمْ. [181]

ترجمہ: حضرت ابو عثمان (عبد الرحمٰن النہدی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ذات السُلاسل کے لشکر کا امیر بنا کر بھیجا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا)۔

میں نے عرض کیا: مردوں میں سے (سب سے زیادہ محبوب)؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے والد (ابو بکر رضی اللہ عنہ)۔

میں نے پوچھا: پھر کون؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ)۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مردوں کے نام گنائے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں اس ڈر کی وجہ سے خاموش ہو گیا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ذکر سب کے آخر میں نہ کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع وبصر:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ: هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ. [182]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن حنطب رحمہ اللہ سے (مرسلاً) مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر

---

[181] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4358

[182] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3671

وعمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں (میرے لیے) کان اور آنکھیں ہیں (یعنی معتمدِ خاص ہیں)۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے غرور و تکبر کی نفی:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِي يَسْتَرْخِي، إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ. [183]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تکبر و گھمنڈ کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر کرم نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے کپڑے کا ایک کنارہ (یعنی تہبند یا چادر کا پلو) ڈھیلا رہ جاتا ہے، مگر یہ کہ میں اسے سنبھالنے کی پوری کوشش کیے رکھتا ہوں (یعنی میرا قصد و ارادہ ایسا نہیں ہوتا کہ کپڑا لٹکتا رہے)؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ یہ کام تکبر کے طور پر نہیں کرتے (لہٰذا آپ اس وعید میں شامل نہیں ہیں)۔

اپنی قوم میں محبت کا مرکز:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا مَأْلَفًا لِقَوْمِهٖ مُحَبَّبًا سَهْلًا وَكَانَ أَنْسَبَ قُرَيْشٍ لِقُرَيْشٍ وَأَعْلَمَ قُرَيْشٍ بِهَا وَبِمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ وَكَانَ رَجُلًا تَاجِرًا ذَا خُلُقٍ وَمَعْرُوْفٍ وَكَانَ رِجَالُ قَوْمِهٖ يَأْتُوْنَهٗ وَيَأْلَفُوْنَهٗ لِغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ الْأَمْرِ لِعِلْمِهٖ وَتِجَارَتِهٖ وَحُسْنِ مُجَالَسَتِهٖ فَجَعَلَ يَدْعُوْ إِلَى اللهِ وَإِلَى الْإِسْلَامِ مَنْ وَثِقَ بِهٖ مِنْ قَوْمِهٖ مِمَّنْ يَغْشَاهُ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِ. [184]

---

[183] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3665

[184] السیرۃ النبویہ لابن ہشام: ج 1 ص 239 اسلام ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وشانہ

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی قوم میں نہایت پسندیدہ، محبوب اور خوش مزاج شخصیت تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ قریش میں سب سے زیادہ نسب شناس اور قریش کے حالاتِ خیر و شر کو سب سے بہتر جاننے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک تاجر، عمدہ اخلاق اور اچھا سلوک کرنے والے انسان تھے۔ آپ کی قوم کے لوگ مختلف معاملات میں آپ کے پاس آتے اور آپ سے اُنس رکھتے، آپ کے علم، تجارت اور خوش اخلاقی کی وجہ سے آپ کی مجلس کو پسند کرتے تھے۔ پھر قوم کے وہ با اعتماد لوگ جو آپ کے پاس آیا کرتے آپ رضی اللہ عنہ انہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اسلام کی دعوت بھی دیتے۔

علم الانساب کے ماہر:

امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اهْجُوْا قُرَيْشًا، فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ فَقَالَ: اهْجُهُمْ، فَهَجَاهُمْ فَلَمْ يُرْضِ، فَأَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، قَالَ حَسَّانُ: قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوا إِلَى هٰذَا الْأَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهِ ثُمَّ أَدْلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهُ فَقَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِيْ فَرْيَ الْأَدِيْمِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَعْجَلْ فَإِنَّ أَبَابَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا وَإِنَّ لِيْ فِيْهِمْ نَسَبًا حَتّٰى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِيْ فَأَتَاهُ حَسَّانُ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَدْ لَخَّصَ لِيْ نَسَبَكَ، وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ. [185]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش کی ہجو (طنزیہ شاعری) کیا کرو، کیونکہ یہ ان پر تیر برسائے جانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: ان کی ہجو کرو۔ انہوں نے ہجو کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ ان کے بعد حضرت حسان بن ثابت

[185] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2490

رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو کہنے لگے: اب وقت آگیا ہے کہ ایسے شیر کو پیغام بھیجیں جو دشمن پر پوری قوت اور شجاعت کے ساتھ حملہ آور ہو۔ پھر انہوں نے اپنے لبوں کو جنبش دیتے ہوئے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں اپنی زبان سے ان کی چمڑی ایسے ادھیڑ ڈالوں گا جیسے چمڑے کو چاک کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلدی نہ کریں، ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نسب کے بارے میں قریش کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور میرا بھی قریش میں نسب چلتا ہے۔ پہلے وہ آپ کو میرا نسب سمجھا دیں (پھر ان کے جواب میں اشعار کہنا)۔ چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ؛ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، پھر واپس آئے اور عرض کی: یارسول اللہ! انہوں نے آپ کا نسب اچھی طرح سمجھا دیا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں آپ کو ان میں سے ایسے الگ کر دوں گا جیسے گوندے ہوئے آٹے سے بال الگ کر دیا جاتا ہے۔

رازدارِ نبوت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ. فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ. قَالَ: سَأَنْظُرُ فِيْ أَمْرِيْ. فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ. فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِيَ أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا. قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ. فَصَمَتَ أَبُوْبَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا. فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّيْ عَلٰى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ. فَلَقِيَنِيْ أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَّ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ. قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ

ذَكَرَهَا وَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا. [186]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی بیٹی حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا اپنے شوہر خُنَیس بن حُذافہ سَہمی - جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے، جنگ بدر میں شریک ہوئے اور مدینہ میں انتقال ہوا - سے بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کے سامنے حفصہ (کے رشتے) کا ذکر کیا اور کہا: اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی حفصہ (رضی اللہ عنہا) کا نکاح آپ سے کر دوں۔ انہوں نے جواب دیا: میں اپنے معاملے میں غور کروں گا۔ کچھ دن گزرے تو انہوں نے کہا: فی الحال میرا ارادہ نکاح کرنے کا نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی حفصہ (رضی اللہ عنہا) کا نکاح آپ سے کر دوں؟ لیکن آپ رضی اللہ عنہ بھی خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ میں ان کی خاموشی پر عثمان (رضی اللہ عنہ) کے انکار سے بھی زیادہ رنجیدہ ہوا۔ کچھ دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ (رضی اللہ عنہا) کا پیغام نکاح دیا اور میں نے ان کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور فرمایا: جب آپ نے مجھے حفصہ کا پیغام دیا اور میں نے کوئی جواب نہ دیا تو یقیناً آپ کے دل میں میرے بارے میں کچھ غلط فہمی پیدا ہوئی ہو۔ میں نے کہا: جی ہاں، (ایسا ہی ہوا تھا)۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو اس لیے جواب نہ دے سکا کیونکہ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ (رضی اللہ عنہا سے نکاح) کا ذکر کیا ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح نہ فرمایا ہوتا تو میں ضرور اسے قبول کر لیتا۔

---

[186] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4005

اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

﴿حصہ دوم﴾

اعتراضات وجوابات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعتراض نمبر 1

"صدیق" سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا لقب ہے، نہ کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، أَنْبَأَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: "أَنَا عَبْدُ اللهِ، وَأَخُوْ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ لَا يَقُوْلُهَا بَعْدِيْ إِلَّا كَذَّابٌ، صَلَّيْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِيْنَ". [187]

ترجمہ: عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد اس فضیلت کا دعویٰ جھوٹا شخص ہی کر سکتا ہے۔ (نیز) میں نے تمام لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی ہے۔

2: امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ السَّمَرْقَنْدِيُّ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ مَسْعَدَةَ، أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الْفَارِسِيُّ، أَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ، نَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ بَشِيْرٍ، نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاهِرٍ الرَّازِيُّ، نَا أَبِيْ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُبَايَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَهَا مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِخَصْلَتَيْنِ: كِتَابِ اللهِ وَعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عَلِيٍّ: "هٰذَا أَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِيْ وَأَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُنِيْ وَهُوَ فَارُوْقُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، يُفَرِّقُ

---

[187] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 120

بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَهُوَ يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَالُ يَعْسُوبُ الظَّلَمَةِ، وَهُوَ الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ، وَهُوَ بَابِي الَّذِي أُوتِيَ مِنْهُ، وَهُوَ خَلِيفَتِي مِنْ بَعْدِي". [188]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ عنقریب ایک فتنہ برپا ہو گا جو آدمی اس (فتنہ کے) زمانے کو پائے تو اسے دو چیزوں کو لازم پکڑنا چاہیے: کتاب اللہ کو اور علی بن ابی طالب کو۔ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت یہ فرماتے ہوئے سنا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا: یہ (علی) پہلے شخص ہیں جو (بچوں میں) سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانے والے ہیں، اور سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کرنے والے ہیں۔ وہ اس امت کے فاروق ہیں جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔ وہ مؤمنین کے یعسوب (سردار) ہیں، اور مال؛ ظلم کرنے والوں کا یعسوب (سردار) ہے۔ وہ میرا دروازہ ہیں جن کے ذریعے (علم یا فیض) عطا کیا جاتا ہے۔

اعتراض:

ان روایات کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ "صدیق"؛ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب ہے، نہ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا۔ لہٰذا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "صدیق اکبر" کہنا اور یہ لقب دینا درست نہیں ہے۔

جواب نمبر 1:

صحیح اور مستند روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے "صدیق" کا لقب ملا ہے۔ نیز خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو "صدیق" قرار دیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی "صدیق" کے لقب سے معروف تھے۔

ذیل میں چند روایات پیش کی جاتی ہیں۔

---

[188] تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر: ج42 ص42 تحت ترجمۃ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

(1) امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ قَتَادَةَ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ: "اثْبُتْ أُحُدُ! فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ". [189]

ترجمہ: حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہیں (یعنی حضرت قتادہ اور دیگر شاگردوں کو) بیان کیا کہ ایک مرتبہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان (رضی اللہ عنہم) بھی تھے۔ (اسی دوران زلزلہ آیا جس سے) اُحد پہاڑ لرزنے لگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہاڑ پر اپنا پاؤں مبارک مارا اور) فرمایا: اُحد ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

(2) امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي يَحْيٰى حَكِيْمِ بْنِ سَعْدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَحْلِفُ: لَلّٰهُ أَنْزَلَ اسْمَ أَبِيْ بَكْرٍ مِنَ السَّمَاءِ "الصِّدِّيْقَ". [190]

ترجمہ: حضرت ابو یحییٰ حکیم بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ کی قسم اٹھا کر یہ بات کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کا لقب "صدیق" آسمان سے اتارا ہے۔

(3) امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم النیشاپوری الشافعی رحمہ اللہ (ت405ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذٰلِكَ فَارْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ كَانَ آمَنُوْا بِهٖ وَصَدَّقُوْهُ وَسَعَوْا بِذٰلِكَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالُوْا: هَلْ لَّكَ إِلٰى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهٗ أُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ قَالَ: أَوَ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ قَالَ: لَئِنْ كَانَ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ، قَالُوْا: أَوَ تُصَدِّقُهٗ أَنَّهٗ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ إِلٰى بَيْتِ

---

[189] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3675

[190] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص22 رقم الحدیث 14

الْمَقْدِسِ وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنِّي لَأُصَدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذٰلِكَ أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ أَبُو بَكْرٍ "الصِّدِّيقَ". [191]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے وقت مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو دوسرے دن لوگ اس بارے میں باتیں کرنے لگے۔ چنانچہ بعض وہ لوگ جو (ظاہری طور پر) آپ پر ایمان لائے تھے اور (ظاہری طور پر ہی) آپ کی تصدیق کر چکے تھے وہ (اس خرق عادت واقعہ کو دیکھ کر) مرتد ہو گئے۔ یہ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: آپ کے دوست (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں آج رات بیت المقدس تک سیر کرائی گئی ہے، کیا آپ اپنے دوست کی تصدیق کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا واقعتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ رات بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے واپس آ گئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی بالکل! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اس خبر کے بارے میں بھی کرتا ہوں جو اس سے زیادہ (بظاہر) بعید ہے۔ میں تو صبح و شام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی سے ابو بکر کا لقب "صدیق" مشہور ہو گیا۔

مذکورہ بالا تینوں روایات سے ثابت ہوا کہ "صدیق" حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی کا لقب ہے۔

جواب نمبر 2:

مذکورہ دونوں روایات جن کی بنیاد پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لقبِ صدیق کا انکار کیا جاتا ہے وہ دونوں سند کے اعتبار سے نہایت ضعیف اور کمزور ہیں۔ ذیل میں بالترتیب ان دونوں کی اسنادی حیثیت، ان کے رواۃ پر ائمہ جرح و تعدیل کی آراء اور محدثین کرام کا علمی نقد پیش کیا جاتا ہے۔

---

[191] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص4، 5 رقم الحدیث 4463

پہلی روایت کی حیثیت:

اس روایت میں موجود راوی "عباد بن عبد اللہ" اور "منہال بن عمرو" کو محدثین کرام نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ذیل میں تفصیل ملاحظہ ہو:

1: امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی البغدادی الحنبلی المعروف بابن الجوزی رحمہ اللہ (ت 597ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَسَدِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: "أَنَا عَبْدُ اللهِ وَأَخُو رَسُوْلِهٖ وَأَنَا الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ لَا يَقُوْلُهَا بَعْدِيْ إِلَّا كَاذِبٌ. صَلَّيْتُ قَبْلَ النَّاسِ سَبْعَ سِنِيْنَ".

وَهٰذَا مَوْضُوْعٌ وَالْمُتَّهَمُ بِهٖ عَبَّادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ.

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ: كَانَ ضَعِيْفَ الْحَدِيْثِ.

وَقَالَ الْأَزْدِيُّ: رَوٰى أَحَادِيْثَ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا.

وَأَمَّا الْمِنْهَالُ فَتَرَكَهٗ شُعْبَةُ وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الْاَثْرَمُ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عَنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: "أَنَا عَبْدُ اللهِ وَأَخُو رَسُوْلِ اللهِ وَأَنَا الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ" فَقَالَ: اضْرِبْ عَلَيْهِ فَإِنَّهٗ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ.[192]

ترجمہ: منہال بن عمرو سے روایت ہے کہ عباد بن عبد اللہ اسدی نے کہا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں اللہ کا بندہ ہوں اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بھائی ہوں اور میں ہی صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد اگر کوئی یہ بات کہے گا تو وہ جھوٹا ہو گا۔ میں نے سب لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی۔"

یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے، اور اس کو گھڑنے کا الزام عباد بن عبد اللہ پر ہے۔

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ (عباد بن عبد اللہ) ضعیف الحدیث تھا۔

امام ازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس (عباد بن عبد اللہ) نے ایسی احادیث روایت کی ہیں جن میں کوئی اس کی متابعت (تائید) نہیں کرتا۔ جہاں تک (اس روایت کے ایک اور راوی) منہال بن عمرو کا تعلق ہے تو امام شعبہ رحمہ

[192] الموضوعات لابن الجوزی: ج 1 ص 225 باب فضائل علی رضی اللہ عنہ

اللہ نے اسے ترک کر دیا تھا (یعنی اس کی روایت لینا چھوڑ دی تھی)۔ امام ابو بکر الاثرم کہتے ہیں: میں نے امام ابوعبد اللہ (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت کہ "میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں... الخ" کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: اس پر خط کھینچ دو (یعنی اسے ترک کر دو) کیونکہ یہ روایت منکر ہے۔

2: حافظ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو الْفَرَجِ: هٰذَا حَدِيْثٌ مَوْضُوْعٌ، وَالْمُتَّهَمُ بِهٖ عَبَّادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ.

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ: كَانَ ضَعِيْفَ الْحَدِيْثِ،

وَقَالَ أَبُو الْفَرَجِ الْأَزْدِيُّ: رَوٰى أَحَادِيْثَ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا،

وَأَمَّا الْمِنْهَالُ فَتَرَكَهٗ شُعْبَةُ،

قَالَ أَبُوْبَكْرٍ الْأَثْرَمُ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: أَنَا عَبْدُ اللهِ وَأَخُوْ رَسُوْلِ اللهِ فَقَالَ: اضْرِبْ عَلَيْهِ؛ فَإِنَّهٗ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ.

قُلْتُ: وَ عَبَّادٌ يُرْوٰى مِنْ طَرِيْقِهٖ عَنْ عَلِيٍّ مَا يُعْلَمُ أَنَّهٗ كَذِبٌ عَلَيْهِ قَطْعًا، مِثْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَإِنَّا نَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ أَبَرَّ، وَأَصْدَقَ، وَأَتْقٰى لِلّٰهِ مِنْ أَنْ يَكْذِبَ، وَيَقُوْلَ مِثْلَ هٰذَا الْكَلَامِ الَّذِيْ هُوَ كَذِبٌ ظَاهِرٌ مَعْلُوْمٌ بِالضَّرُوْرَةِ أَنَّهٗ كَذِبٌ، وَمَا عَلِمْنَا أَنَّهٗ كَذِبٌ ظَاهِرٌ لَا يُشْتَبَهُ، فَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّ عَلِيًّا لَمْ يَقُلْهُ لِعِلْمِنَا بِأَنَّهٗ أَتْقٰى لِلّٰهِ مِنْ أَنْ يَتَعَمَّدَ هٰذَا الْكَذِبَ الْقَبِيْحَ.[193]

ترجمہ: امام ابو الفرج (ابن الجوزی) نے کہا: یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے اور اس میں جس راوی پر الزام ہے وہ عباد بن عبد اللہ ہے۔

امام علی بن المدینی نے فرمایا: وہ (عباد بن عبد اللہ) ضعیف الحدیث تھا۔

ابو الفرج الازدی نے کہا: یہ راوی ایسی احادیث روایت کرتا تھا جن پر کوئی اس کی متابعت نہیں کرتا (یعنی وہ

---

[193] منهاج السنة النبوية لابن تيمية: ج4 ص188 فصل: واعلم أنه ثم أحاديث آخر الخ

منفرد و غیر معتبر روایات بیان کرتا تھا) اور جہاں تک منہال کا تعلق ہے تو شعبہ نے اسے ترک کر دیا تھا (یعنی اس کی روایت قبول نہیں کی)۔

امام ابو بکر الاثرم کہتے ہیں: میں نے امام ابو عبد اللہ (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے بارے میں پوچھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں"۔ تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، کیونکہ یہ حدیث منکر (غیر ثابت و نا قابلِ قبول) ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں: عباد بن عبد اللہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طریق سے جو روایات بیان کی گئی ہیں، ان میں بعض ایسی ہیں جو یقینی طور پر جھوٹ ہیں، جیسے یہی روایت، کیونکہ ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس قدر نیک، سچے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے انسان تھے کہ وہ جھوٹ نہیں بول سکتے تھے، اور نہ ہی وہ ایسا کلام کہہ سکتے تھے جو ظاہر اور بدیہی طور پر جھوٹ ہو۔ اور جب ہمیں یقین ہے کہ یہ بات محض جھوٹ ہے جس میں کوئی اشتباہ نہیں، تو ہمیں پورا علم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کلام نہیں فرمایا، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے، اور اس طرح کے قبیح جھوٹ کا قصد کرنا ان کے شایانِ شان نہیں۔

3: امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ: هٰذَا مَوْضُوْعٌ وَالْمُتَّهَمُ بِهٖ عَبَّادُ. قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ: وَكَانَ ضَعِيْفَ الْحَدِيْثِ وَالْمِنْهَالُ تَرَكَهٗ شُعْبَةُ.

وَقَالَ الْأَثْرَمُ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ: اضْرِبْ عَلَيْهِ فَإِنَّهٗ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ، ثُمَّ نَقُوْلُ: عَلِيٌّ كَانَ أَبَرَّ وَأَصْدَقَ مِنْ أَنْ يَقُوْلَ هٰذَا. فَالنَّاقِلُ إِمَّا مُتَعَمِّدُ الْكَذِبِ أَوْ أَخْطَأَ سَمْعُهٗ. [194]

ترجمہ: ابن الجوزی نے فرمایا: یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے، اور اس میں جس پر الزام ہے وہ عباد (بن عبد اللہ) ہے۔ ابن المدینی نے کہا: وہ (عباد) ضعیف الحدیث تھا۔

[194] المنتقی من منہاج الإعتدال للذہبی: ص 481

اور منہال کو امام شعبہ نے ترک کر دیا تھا۔ (یعنی اس کی روایت قابلِ قبول نہیں سمجھی)۔

اور اثرم نے کہا: میں نے امام ابو عبد اللہ (یعنی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، کیونکہ یہ حدیث منکر (غیر معتبر و ناقابلِ قبول) ہے۔

پھر ہم کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اس قدر نیک اور سچے انسان تھے کہ وہ ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا یہ روایت نقل کرنے والا یا تو جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والا ہے، یا اس نے سننے میں غلطی کی ہے۔

4: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

عَبَّادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَسَدِيُّ الْكُوْفِيُّ، رَوٰى عَنْ عَلِيٍّ، وَعَنْهُ الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ الْبُخَارِيُّ: فِيْهِ نَظَرٌ،

وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ، قُلْتُ: وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ: لَهُ أَحَادِيْثُ،

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيّ: ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ،

وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيّ: ضَرَبَ ابْنُ حَنْبَلٍ عَلٰى حَدِيْثِهٖ عَنْ عَلِيٍّ: "أَنَا الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ"، وَقَالَ: هُوَ مُنْكَرٌ،

وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ: وَهُوَ مَجْهُوْلٌ. [195]

ترجمہ: عبّاد بن عبد اللہ الاسدی کوفی، اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور ان (عبّاد) سے المنہال بن عمرو روایت کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: ان (عبّاد) کے بارے میں نظر ہے (یعنی ان کے بارے میں کلام کیا گیا ہے)

ابنِ حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابنِ سعد نے کہا: ان کی چند احادیث ہیں۔

علی بن المدینی نے فرمایا: وہ ضعیف الحدیث ہیں۔

[195] تہذیب التہذیب لابن حجر: ج3 ص368 رقم الترجمۃ 3649

ابن الجوزی نے کہا: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کہ "میں صدیقِ اکبر ہوں" پر خط کھینچ دیا (یعنی اسے رد کر دیا) اور فرمایا: یہ حدیث منکر ہے۔

ابن حزم نے کہا: وہ (عباد) مجہول راوی ہیں۔

دوسری روایت کی حیثیت:

دوسری روایت جو تاریخ دمشق سے پیش کی گئی ہے وہ بھی انتہائی درجہ کی ضعیف ہے۔ اس کے دو راویوں پر جرح کی گئی ہے:

1: عبد اللہ بن داھر بن یحییٰ

2: علی بن سعید بن بشیر الرازی

ذیل میں بالترتیب ان دو راویوں پر ہونے والی جروحات پیش کی جاتی ہیں۔

1: عبد اللہ بن داھر بن یحییٰ

یہ راوی کذاب اور رافضی ہے۔ ان کے بارے میں محدثین کرام کی آراء ملاحظہ ہوں:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاهِرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ دَاهِرٍ الرَّازِيُّ، أَبُوْ سُلَيْمَانَ، الْمَعْرُوْفُ بِالْأَحْمَرِيِّ.

قَالَ أَحْمَدُ وَيَحْيٰى: لَيْسَ بِشَيْءٍ.

قَالَ: وَمَا يَكْتُبُ حَدِيْثَهُ إِنْسَانٌ فِيْهِ خَيْرٌ.

وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ: رَافِضِيٌّ خَبِيْثٌ.

وَبِهِ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَهَا فَعَلَيْهِ بِالْقُرْآنِ وَعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عَلِيٍّ: هٰذَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِيْ، وَأَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُنِيْ، وَهُوَ فَارُوْقُ الْأُمَّةِ، وَهُوَ يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَالْمَالُ يَعْسُوْبُ الظَّلَمَةِ، وَهُوَ الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ، وَهُوَ خَلِيْفَتِيْ مِنْ بَعْدِيْ.

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ: عَامَّةُ مَا يَرْوِيْهِ فِيْ فَضَائِلِ عَلِيٍّ، وَهُوَ مُتَّهَمٌ فِيْ ذٰلِكَ.

قُلْتُ: قَدْ أَغْنَى اللهُ عَلِيًّا عَنْ أَنْ تُقَرَّرَ مَنَاقِبُهُ بِالْأَكَاذِيبِ وَالْأَبَاطِيلِ. [196]

ترجمہ: عبد اللہ بن داہر بن یحییٰ بن داہر رازی، ابو سلیمان جو "احمری" کے نام سے مشہور ہے۔

احمد (بن حنبل) اور یحییٰ (بن معین) نے فرمایا: اس (راوی) کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(ایک اور مقام پر) کہا: کوئی خیر والا انسان اس کی حدیث نہیں لکھتا۔

اور عقیلی نے کہا: یہ رافضی اور خبیث (بدباطن) ہے۔

اور اس راوی سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عنقریب ایک فتنہ برپا ہو گا، تو جو اس کو پائے اسے چاہیے کہ قرآن اور علی بن ابی طالب کو لازم پکڑے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات اس وقت سنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا: یہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانے والے ہیں، اور سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کرنے والے ہیں۔ یہ امت کے فاروق ہیں، یہ مؤمنین کے یعسوب (سردار) ہیں، اور مال ظلم کرنے والوں کا یعسوب (سردار) ہے۔ یہ صدیقِ اکبر ہیں، اور یہ میرے بعد میرے خلیفہ ہیں۔

ابن عدی نے کہا: اس (راوی) کی اکثر روایات علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ہیں، اور وہ اس باب میں متہم ہے (یعنی اس پر احادیث گھڑنے کا الزام ہے)۔

میں کہتا ہوں: اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات سے بے نیاز کر دیا ہے کہ ان کے فضائل جھوٹی اور باطل روایتوں کے ذریعے بیان کیے جائیں۔

2: علی بن سعید بن بشیر الرازی

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) فرماتے ہیں:

عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرِ بْنِ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ

قَالَ حَمْزَةُ السَّهْمِيُّ: سَأَلْتُ الدَّارَقُطْنِيَّ عَنْهُ، فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ بِذَاكَ فِي حَدِيْثِهِ، سَمِعْتُ بِمِصْرَ

---

[196] میزان الاعتدال للذھبی: ج2 ص374 رقم الترجمة 4084

أَنَّهُ كَانَ وَالِيَ قَرْيَةٍ، وَكَانَ يُطَالِبُهُمْ بِالْخِرَاجِ، فَمَا كَانُوا يُعْطُونَهُ.

قَالَ: فَجَمَعَ الْخَنَازِيرَ فِي الْمَسْجِدِ.

قُلْتُ: فَكَيْفَ هُوَ فِي الْحَدِيثِ؟

قَالَ: حَدَّثَ بِأَحَادِيثَ لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهَا، وَتَكَلَّمَ فِيهِ أَصْحَابُنَا بِمِصْرَ. [197]

ترجمہ: حمزہ سہمی کہتے ہیں: میں نے امام دار قطنی سے اس (علی بن سعید رازی) کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: حدیث میں ان کا مقام کچھ خاص نہیں تھا۔ میں نے مصر میں سنا کہ یہ ایک گاؤں کے والی (حاکم) تھے، اور وہ وہاں کے لوگوں سے خراج (ٹیکس) طلب کرتے تھے لیکن وہ لوگ انہیں خراج نہیں دیتے تھے۔

(دار قطنی نے مزید) کہا کہ انہوں نے (غصے میں آکر) خنزیروں کو مسجد میں جمع کر دیا۔

میں (حمزہ سہمی) نے پوچھا: وہ حدیث کے باب میں کیسے ہیں؟

(دار قطنی نے) کہا: انہوں نے ایسی احادیث بیان کیں جن میں کسی دوسرے راوی نے ان کی موافقت نہیں کی اور مصر کے ہمارے اصحاب (محدثین) نے ان پر کلام کیا ہے (یعنی انہیں ناقابل اعتماد سمجھا ہے)۔

جواب نمبر 3:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "صدیق" فرماتے ہیں۔

1: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي يَحْيَىٰ حَكِيمِ بْنِ سَعْدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَحْلِفُ: لَلّٰهُ أَنْزَلَ اسْمَ أَبِي بَكْرٍ مِنَ السَّمَاءِ الصِّدِّيقَ. [198]

ترجمہ: حضرت ابو یحییٰ حکیم بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اللہ کی قسم اٹھا کر یہ بات کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کا لقب "صدیق" آسمان سے اتارا ہے۔

---

[197] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج9 ص410 رقم الترجمۃ 2739

[198] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص22 رقم الحدیث 14

جواب نمبر 4:

امام باقر رحمہ اللہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تاکید کے ساتھ "صدیق" فرماتے ہیں۔ ذیل میں اہل تشیع کی کتاب سے حوالہ ملاحظہ ہو:

(شیعی مصنف) ابو الحسن بہاء الدین علی بن عیسی ابی الفتح الاربلی (ت 693ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَنْ حِلْيَةِ السُّيُوفِ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ، قَدْ حَلَّى أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَيْفَهُ. قُلْتُ: فَتَقُوْلُ: "الصِّدِّيْقُ"؟ قَالَ: فَوَثَبَ وَثْبَةً، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَقَالَ: نَعَمْ الصِّدِّيْقُ، نَعَمْ الصِّدِّيْقُ، نَعَمْ الصِّدِّيْقُ! فَمَنْ لَمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدِّيْقَ، فَلَا صَدَّقَ اللهُ لَهُ قَوْلًا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ. [199]

ترجمہ: عُروہ بن عبد اللہ کہتے ہیں: میں نے ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے تلوار کو (سونے اور چاندی کے ساتھ) مزین کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار مزین کی تھی۔ میں نے کہا: تو کیا آپ انہیں "صدیق" کہتے ہیں؟ (یہ سن کر) امام ایک دم اٹھ کھڑے ہوئے، قبلہ رخ ہوئے اور فرمایا: ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، اگر کوئی شخص انہیں صدیق نہ کہے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی کسی بات کو سچا نہ کرے۔

خلاصہ یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم؛ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور امام محمد باقر رحمہ اللہ کے فرامین سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ "صدیق" حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔ رہی وہ روایات جن سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا لقب "صدیق" منقول ہے وہ روایات ناقابل اعتبار ہیں۔

---

[199] کشف الغمة فی معرفة الائمة: ج2 ص147

اعتراض نمبر2

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو انسان ہونے پر عار تھی

علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ حَائِطًا وَإِذَا بِدُبْسِيّ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ فَتَنَفَّسَ الصُّعَدَاءَ ثُمَّ قَالَ: طُوْبىٰ لَكَ يَا طَيْرُ! تَأْكُلُ مِنَ الشَّجَرِ وَتَسْتَظِلُّ بِالشَّجرِ وَتَصِيْرُ إِلىٰ غَيْرِ حِسَابٍ، يَا لَيْتَ أَبَا بَكْرٍ مِثْلُكَ.[200]

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک چھوٹا سا کبوتر جیسا پرندہ سائے میں بیٹا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے (حسرت سے) آہ بھرتے ہوئے فرمایا: اے پرندے! تجھے مبارک ہو کہ تو ان درختوں کا پھل کھاتا ہے، ان درختوں کے سائے میں آرام کرتا ہے اور تجھ سے کوئی حساب نہیں ہو گا۔ اے کاش! ابو بکر بھی تجھ جیسا ہوتا۔

فائدہ: دُبْسِیٌّ، کبوتر کی ایک قسم (کا پرندہ) جس کا رنگ خاکی ہوتا ہے۔[201]

علامہ علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الہندی رحمہ اللہ (ت 975ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ قَالَ: قَالَ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَنَظَرَ إِلىٰ ...عُصْفُوْرٍ: طُوْبىٰ لَكَ يَا عُصْفُوْرُ! تَأْكُلُ مِنَ الثِّمَارِ وَتَطِيْرُ فِي الْأَشْجَارِ، لَاحِسَابَ عَلَيْكَ وَلَا عَذَابَ، وَاللهِ! لَوَدِدْتُّ أَنِّيْ كَبْشٌ يُسَمِّنُنِيْ أَهْلِيْ فَإِذَا كُنْتُ أَعْظَمَ مَا كُنْتُ وَأَسْمَنَهٗ يَذْبَحُوْنِيْ فَيَجْعَلُوْنِيْ بَعْضِيْ شِوَاءً وَ بَعْضِيْ قَدِيْدًا، ثُمَّ

[200] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص82 فصل فی کلماتہ الدالۃ علی شدۃ خوفہ من ربہ

[201] قاموس الوحید: ص499

أَكَلُوْنِيْ ثُمَّ أَلْقَوْنِيْ عَذِرَةً فِي الْحَشِّ وَأَنِّيْ لَمْ أَكُنْ خُلِقْتُ بَشَرًا. [202]

ترجمہ: حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک چڑیا کی طرف دیکھا اور کہا: اے چڑیا! مبارک ہو، تو پھل کھاتی ہے اور درختوں میں اڑتی ہے، تجھ پر کوئی حساب یا عذاب نہیں۔ خدا کی قسم! کاش میں ایک مینڈھا ہوتا، کہ میرے گھر والے مجھے موٹا کرتے، پھر جب میں بڑا ہو جاتا اور موٹا ہو جاتا تو وہ مجھے ذبح کرتے اور پھر میرے کچھ حصہ کو بھونتے اور کچھ حصہ کا شوربہ بناتے، پھر وہ مجھے کھا لیتے اور میرا پاخانہ بنا کر بیت الخلاء میں ڈال دیتے، اور یہ کہ میں انسان پیدا ہی نہ کیا جاتا۔

اعتراض:

مذکورہ بالا دونوں روایات کی بنیاد پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہیں انسان ہونے میں عار تھی، اس لیے وہ پرندہ بننے کی تمنا کیا کرتے تھے۔

جواب:

یہ قول دراصل عار نہیں بلکہ کمالِ ایمان، خوفِ خدا اور شدتِ خشیت کی علامت ہے۔ اہلِ عرفان و اہلِ تقویٰ کا یہ ہمیشہ سے طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے اعمال کو کچھ نہیں سمجھتے اور اللہ تعالیٰ کے عدل و جلال کے سامنے اپنے آپ کو قصوروار تصور کرتے ہیں۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انسان ہونے پر نادم نہیں تھے بلکہ انسان کی جواب دہ حیثیت کے ادراک سے لرزاں تھے۔ ان کا یہ کلام دراصل اس احساس کا مظہر ہے کہ انسان پر اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کا بارِ ذمہ داری کتنا بھاری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی یہی صفت بیان فرمائی:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ (٦٠)﴾ [203]

---

[202] کنز العمال لعلی المتقی: ج12 ص273 رقم الحدیث 35698

[203] سورۃ المؤمنون: 60

ترجمہ: وہ لوگ جو نیک اعمال کرتے ہیں مگر ان کے دل خوف زدہ رہتے ہیں کہ انہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ وَهْبٍ الْهَمْدَانِيِّ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ: أَهُمُ الَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُوْنَ؟ قَالَ: لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيْقِ! وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ، وَهُمْ يَخَافُوْنَ أَنْ لَا تُقْبَلَ مِنْهُمْ.[204]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن سعید بن وہب الہمدانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت ﴿وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ کہ "وہ لوگ جو (نیکیاں) کرتے ہیں مگر ان کے دل خوف زدہ رہتے ہیں۔" کے بارے میں سوال کیا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں (یعنی گناہ کرتے ہیں اور پھر ڈرتے ہیں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، اے صدیق کی بیٹی! بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، اور صدقہ دیتے ہیں، لیکن ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کے اعمال ان سے قبول نہ کر لیے جائیں۔"

تو یہی کیفیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کلام میں منعکس ہے۔ یعنی اعمالِ صالحہ کے باوجود خوفِ عدمِ قبولیت۔

سلف صالحین سے تائید:

یہ طرزِ فکر اور طرزِ بیان سلف صالحین خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان معروف تھا۔

1: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[204] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3175

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ ... لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ ".[205]

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کاش! میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔

2: امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخَذَ تِبْنَةً مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ: يَا لَيْتَنِي هٰذِهِ التِّبْنَةَ لَيْتَنِي لَمْ أَكُنْ شَيْئًا، لَيْتَ أُمِّي لَمْ تَلِدْنِي، لَيْتَنِي كُنْتُ مَنْسِيًّا. [206]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے زمین سے ایک تنکا اُٹھایا اور فرمایا: "کاش! میں کچھ بھی نہ ہوتا، کاش! میری ماں نے مجھے جنم ہی نہ دیا ہوتا، کاش! میں بھولی بسری چیز ہوتا۔"

3: امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ قَتَادَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: " لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ كَبْشًا فَيَذْبَحُنِي أَهْلِي، فَيَأْكُلُونَ لَحْمِي وَيَشْرَبُونَ مَرَقِي." [207]

ترجمہ: حضرت قتادہ (بن دعامہ) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کاش! میں ایک مینڈھا ہوتا، پھر میرے گھر والے مجھے ذبح کرتے، میرا گوشت کھاتے اور میرا شوربہ پیتے۔"

4: امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ قَتَادَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ... قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَدِدْتُ أَنِّي رَمَادٌ عَلٰى أَكَمَةٍ تَنْسِفُنِي الرِّيَاحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ. [208]

---

[205] جامع الترمذی: رقم الحدیث 2312

[206] شعب الایمان للبیہقی: ج1 ص486 رقم الحدیث 789

[207] شعب الایمان للبیہقی: ج1 ص486 رقم الحدیث 790

[208] شعب الایمان للبیہقی: ج1 ص486 رقم الحدیث 790

ترجمہ: حضرت قتادہ (بن دعامہ) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کاش! میں ایک ٹیلے پر پڑی ہوئی راکھ ہوتا جسے تیز آندھیاں کسی طوفانی دن میں اُڑا کر بکھیر دیتیں۔"

یہ تمام اقوال اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ اہلِ ایمان کا خوفِ آخرت اور احساسِ جوابدہی کس درجہ گہرا ہوتا ہے۔

فائدہ: حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کی توجیہ

بانی دارالعلوم دیوبند قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، انہوں نے بھی بطورِ خشیت کے اس طرح کے اشعار کہے ہیں، اور ان پر بھی یہی اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہیں بھی انسان ہونے میں عار ہے اس لیے وہ پرندہ بننے کا شوق دکھا رہے ہیں۔ ان اشعار پر ہونے والے اعتراض کا بھی یہی جواب ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ) نے یہ اشعار اپنے "قصیدہ بہاریہ" میں ذکر کیے ہیں:[209]

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار

[209] قصائد قاسمیہ: ص 13

اعتراض نمبر 3

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خود کو منافق سمجھتے تھے

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيِّدِيِّ وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَبْكِي، فَقَالَ: مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ؟ قَالَ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا أَبَا بَكْرٍ! نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالضَّيْعَةَ وَ نَسِينَا كَثِيرًا، قَالَ: فَوَاللهِ إِنَّا لَكَذٰلِكَ، انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقْنَا فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ؟ قَالَ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللهِ! نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتّٰى كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالضَّيْعَةَ وَنَسِينَا كَثِيرًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ تَدُومُونَ عَلَى الْحَالِ الَّذِي تَقُومُونَ بِهَا مِنْ عِنْدِي لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِي مَجَالِسِكُمْ وَعَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ، وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً.[210]

ترجمہ: حضرت ابو عثمان سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب بھی تھے، فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے روتے ہوئے گزرا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے حنظلہ! کیا بات ہے، کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا: ابو بکر! حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ انہوں نے حیرانی سے پوچھا: سبحان اللہ! یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جہنم و جنت کا ایسا نقشہ کھینچ کر سناتے ہیں کہ یوں لگتا ہے جیسے ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں، لیکن جب ہم وہاں سے اٹھ کر اپنے اہل و عیال اور تجارت میں مشغول ہو

---

[210] جامع الترمذی: رقم الحدیث 2514

جاتے ہیں، تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارا حال بھی تمہاری طرح ہی ہے۔ چلو ہم دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

چنانچہ ہم دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حنظلہ! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: وہ کیسے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہمیں جنت اور جہنم کے احوال سناتے ہیں تو یوں لگتا ہے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، لیکن جیسے ہی اہل وعیال اور تجارت (وغیرہ) میں جاتے ہیں تو وہ کیفیت باقی نہیں رہتی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حنظلہ! اگر تم ہمیشہ اسی حال پر قائم رہو، جیسے میرے پاس ہوتے وقت ہوتے ہو تو یقیناً فرشتے تم سے تمہارے بستروں پر اور راستوں میں مصافحہ کریں، لیکن (یاد رکھو) کبھی وہ کیفیت ہوتی ہے اور کبھی یہ۔ (یعنی وقت وقت کا فرق ہوتا ہے، یہ انسانی فطرت ہے۔)

اعتراض:

حدیث بالا کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خود کہتے ہیں کہ ان کا حال بھی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جیسا ہے، یعنی وہ بھی نفاق جیسی کیفیت محسوس کرتے تھے۔ گویا انہوں نے خود اپنے الفاظ میں نفاق کا اقرار کیا، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ (معاذ اللہ) مکمل ایمان پر قائم نہ تھے بلکہ نفاق میں مبتلا تھے۔

جواب نمبر 1:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کامل ایمان والے اور اولین سابقین میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف حاصل کیا۔ مختلف صحیح احادیث میں نہ صرف ان کے ایمان کی پختگی کا بیان موجود ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنتی ہونے کی صراحت بھی فرمائی ہے۔

ذیل میں ایسی چند احادیث ذکر کی جا رہی ہیں جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کامل مؤمن اور جنتی ہونے پر واضح دلیل ہیں:

1: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ رَحِمَهُ اللهُ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِرَسُوْلِ اللهِ؛ خَدِيْجَةُ وَأَوَّلَ رَجُلَيْنِ أَسْلَمَا؛ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَعَلِيٌّ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهٗ. [211]

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اس امت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والے (خواتین میں سے) حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ہیں اور مردوں میں سے ابو بکر صدیق اور علی (رضی اللہ عنہما) ہیں اور حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے اسلام کا اعلان سب سے پہلے کیا۔

2: امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَأَرَانِي بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِيْ تَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِيْ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَدِدْتُ أَنِّيْ كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى أَنْظُرَ إِلَيْهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ. [212]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل (علیہ السلام) آئے، میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا دروازہ دکھایا جس سے میری امت کے لوگ داخل ہوں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری خواہش ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ وہ دروازہ دیکھتا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (آپ مطمئن رہیں) یقیناً میری امت میں آپ ہی سب سے پہلے اسی دروازے سے جنت میں داخل ہوں گے۔

فائدہ: جنت میں داخلہ ایمان کی دلیل ہے، اس لیے کہ بغیر ایمان کے جنت میں داخلہ ممکن نہیں ہے۔

3: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ:

---

[211] فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم لاحمد بن حنبل: ص278 رقم الحدیث 268

[212] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4652

هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ. [213]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن حنطب رحمہ اللہ سے (مرسلاً) مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں (میرے لیے) کان اور آنکھیں ہیں۔

فائدہ: یعنی یہ دونوں میرے معتمدِ خاص ہیں۔ معتمدِ خاص ہونا ایمان کی دلیل ہے۔

4: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ الله عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. [214]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے لئے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں۔ آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبرئیل ومیکائیل (علیہما السلام) جبکہ زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابو بکر وعمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔

فائدہ: ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کا وزیر ہونا ان کے کامل مؤمن ہونے کی دلیل ہے۔

5: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ. [215]

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد ان دو کی اقتداء کرنا یعنی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی۔

6: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[213] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3671

[214] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3680

[215] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3662

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ ؛ أَبُوْبَكْرٍ ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ ؛ عُمَرُ. [216]

ترجمہ: ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ کیا میں تمہیں اس امت میں پیغمبر کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس امت میں حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

جواب نمبر 2:

اس حدیث میں جس "نفاق" کا ذکر حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا، اس سے مراد نفاقِ اعتقادی (یعنی دل میں کفر چھپا کر ظاہری طور پر اسلام ظاہر کرنا) ہرگز نہیں، کیونکہ ایسا نفاق انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے بلکہ یہاں جس "نفاق" کا ذکر ہے، وہ نفاقِ حالی یا نفاقِ کیفی ہے، یعنی وہ روحانی کیفیت جس میں ایمان کی حرارت، جنت و جہنم کی یاد اور دل کی حاضری کبھی بڑھ جاتی ہے اور کبھی دنیاوی مشغولیات کے باعث کم ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ حضرات بہت زیادہ حساس، محاسبۂ نفس کرنے والے اور سچے دل والے لوگ تھے، اس لیے جب انہیں اپنے اندر روحانی کیفیت میں کمی محسوس ہوتی تو اسے وہ "نفاق" جیسے لفظ سے تعبیر کرتے، حالانکہ وہ اصل میں ایمان ہی کی علامت ہوتی تھی۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) لکھتے ہیں:

نَافَقَ حَنْظَلَةُ: ... أَرَادَ نِفَاقَ الْحَالِ لَا نِفَاقَ الْإِيْمَانِ. [217]

ترجمہ: حضرت حنظلہ (رضی اللہ عنہ) نفاقِ حالی مراد لے رہے تھے نہ کہ ایمان کا نفاق (نفاق اعتقادی)۔

---

[216] مسند احمد: ج1 ص528 رقم الحدیث 833

[217] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج5 ص149 کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الاول

جواب نمبر 3:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث کے آخر میں تسلی دینا، ان دونوں کو منافق نہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کامل مؤمن تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلَى الْحَالِ الَّذِيْ تَقُوْمُوْنَ بِهَا مِنْ عِنْدِيْ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِيْ مَجَالِسِكُمْ وَعَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِيْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً. [218]

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حنظلہ! اگر تم ہمیشہ اسی حال پر قائم رہو جیسے میرے پاس ہوتے وقت ہوتے ہو تو یقیناً فرشتے تمہارے ساتھ مصافحہ کریں، تمہارے بستروں پر اور راستوں میں تم سے ہاتھ ملائیں۔ لیکن (یادرکھو) کبھی وہ کیفیت ہوتی ہے اور کبھی یہ۔ (یعنی وقت وقت کی کیفیت کا فرق ہوتا ہے، اور یہ انسانی فطرت ہے کہ ماحول اور مجلس بدلنے سے کیفیت بدل جاتی ہے)

جواب نمبر 4:

یہ بات واضح ہے کہ منافق اسے کہتے ہیں جو اپنا نفاق اور قلبی کیفیت ہر کسی سے چھپائے اور منافقین کی اسی خصلت کو قرآن کریم نے ذکر کیا ہے:

﴿يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ [219]

ترجمہ: منافقین ڈرتے ہیں کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جائے جو انہیں وہ باتیں بتادے جو اِن منافقین کے دل میں ہیں۔

ایسا شخص جو خود اپنا حال، اپنی قلبی کیفیت جا کر بتلائے اور پھر وہ اپنی اس حالت پر پریشان بھی ہو اور اصلاح کا متلاشی بھی ہو تو وہ ہرگز منافق نہیں ہو سکتا۔

---

[218] جامع الترمذی: رقم الحدیث 2514

[219] سورۃ التوبۃ: 64

اعتراض نمبر 4

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اقرار تھا کہ میں بہتر انسان نہیں ہوں

امام معمر بن راشد الازدی البصری رحمہ اللہ (ت 153ھ) روایت نقل کرتے ہیں جس میں ذکر ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کا پہلا خطبہ دیتے ہوئے حمد وثناء کے بعد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي قَدْ وُلِّيتُ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ فَإِنْ ضَعُفْتُ فَقَوِّمُونِي وَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِينُونِي. [220]

ترجمہ: لوگو! میں تمہارا امیر بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں خطا کروں تو میری غلطی درست کرا دینا، اگر میں اچھی بات کروں تو تم میرا ساتھ دینا۔

اعتراض:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب خود فرمایا: "وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ" کہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں، تو ان کو افضل الناس بعد الانبیاء کیسے مانا جا سکتا ہے؟

جواب نمبر 1:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ جملہ " وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ " بطورِ تواضع وانکساری فرمایا۔ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں لیکن پھر بھی بطور تواضع کے فرماتے ہیں کہ مجھے یونس بن متّٰی علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ

[220] جامع معمر بن راشد [ملحق بآخر مصنف عبد الرزاق]: رقم الحديث 20868

يَقُوْلَ إِنِّيْ خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى .[221]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کہے کہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یونس بن متی (علیہ السلام) سے افضل ہوں۔

امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن ابی الحسن علی بن محمد تمیمی المعروف ابن الجوزی رحمہ اللہ (ت 597ھ) حدیث مبارک "لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ : إِنِّيْ خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى" کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ قُتَيْبَةَ: إِنَّمَا قَالَ هٰذَا تَوَاضُعًا ، كَقَوْلِ أَبِي بَكْرٍ : وُلِّيْتُكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ .[222]

ترجمہ: علامہ ابنِ قتیبہ رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دراصل تواضع وانکساری کے طور پر فرمائی تھی جیسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: "مجھے تم پر امیر بنایا گیا ہے، حالانکہ میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں۔"

جواب نمبر 2:

احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل انسان ہیں۔ ذیل میں صرف تین روایات پیش کی جاتی ہیں:

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ : قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ .[223]

ترجمہ: محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے والد (حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ) سے پوچھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر انسان کون ہے؟ تو میرے والد نے فرمایا:

---

[221] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3413

[222] کشف المشکل لابن الجوزی: ج 1 ص 313 تحت رقم الحدیث 302

[223] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3671

ابو بکر (رضی اللہ عنہ)۔ میں نے پھر پوچھا کہ ان کے بعد کون؟ جواب دیا کہ عمر (رضی اللہ عنہ)۔

2: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ ؛ أَبُوْبَكْرٍ . ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ ؛ عُمَرُ. [224]

ترجمہ: ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ کیا میں تمہیں اس امت میں پیغمبر کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس امت میں حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

3: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان الہندی رحمہ اللہ (ت 975ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِيسَى بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ: قَامَ أَبُوْبَكْرٍ الْغَدَ حِيْنَ بُوْيِعَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ قَدْ أَقَلْتُكُمْ رَأْيَكُمْ ، إِنِّي لَسْتُ بِخَيْرِكُمْ ، فَبَايِعُوْا خَيْرَكُمْ ، فَقَامُوْا إِلَيْهِ فَقَالُوْا: يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَنْتَ وَاللهِ خَيْرُنَا. [225]

ترجمہ: عیسیٰ بن عطیہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے بیعت سے اگلے دن خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں تمہیں تمہاری رائے (بیعت ختم کرنے یا نہ کرنے) کا اختیار دے رہا ہوں، میں تم سے بہتر نہیں ہوں، لہٰذا تم اپنے درمیان کسی افضل اور بہتر آدمی سے بیعت کر لو۔ تو تمام لوگوں نے بیک زبان کہا: اللہ کی قسم! آپ ہی ہم سب سے بہتر ہیں۔

---

[224] مسند احمد: ج1 ص528 رقم الحدیث 833

[225] کنز العمال لعلی المتقی: ج5 ص252 رقم الحدیث 14108

جواب نمبر 3:

اھل السنۃ والجماعۃ کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابو حفص عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن محمد النسفی ثم السمرقندی رحمہ اللہ (ت 537ھ) لکھتے ہیں:

وَأَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِيِّنَا أَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ عُثْمَانُ ذُو النُّوْرَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ عَلِيٌّ الْمُرْتَضٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [226]

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام مسلمانوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد سب سے افضل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد سب سے افضل حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد سب سے افضل حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ

[226] العقائد النسفیۃ: ص 25

اعتراض نمبر 5

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے نفس پر شیطان کے غلبے کا اعتراف کرتے تھے

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَصِمُ بِالْوَحْيِ، وَإِنَّ لِي شَيْطَانًا يَعْتَرِيْنِي، فَإِنِ اسْتَقَمْتُ فَأَعِيْنُوْنِي، وَإِنْ زُغْتُ فَقَوِّمُوْنِي. [227]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر پر ارشاد فرمایا: بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے ذریعے محفوظ رہتے تھے جبکہ میرے ساتھ ایک شیطان ہے جو مجھ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لیے اگر میں سیدھی راہ پر چلوں تو میری مدد کرنا، اور اگر میں راہِ راست سے ہٹ جاؤں تو مجھے درست کر دینا۔

اعتراض:

اس روایت کے پیشِ نظر؛ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود اعتراف کیا کہ ان پر شیطان اثر انداز ہوتا ہے اور ان سے گناہ سرزد ہوتے ہیں، اس لیے ان کی بات قابلِ حجت نہیں۔

جواب نمبر 1:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ان کی عاجزی، تقویٰ اور امت کی رہنمائی کے جذبے کا مظہر ہے، نہ کہ یہ کوئی عیب یا نقص ہے۔ وہ یہ فرما رہے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ معصوم تھے اور وحی کی نگرانی میں تھے، میں ان جیسا نہیں ہوں، اس لیے میں محتاج ہوں کہ امت میری اصلاح کرے اگر میں لغزش کا شکار ہو جاؤں۔ گویا یہ اس بات کا اعلان ہے کہ خلافت ذمہ داری ہے، بادشاہی نہیں۔ انہوں نے لوگوں کو اصلاح کا حق دے کر ایک مثالی قیادت قائم کی۔

---

[227] المنتقی من منہاج الاعتدال للذہبی: ص348

جواب نمبر 2:

"شیطان کا ساتھ ہونا" اور "شیطان کا غلبہ" یہ دو الگ الگ باتیں ہیں:

"شیطان کا ساتھ ہونا" یہ ہر انسان کے ساتھ ہے، یہاں تک کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بھی شیطان کا ہونا ثابت ہے، جیسا کہ احادیث مبارکہ میں اس کی صراحت موجود ہے۔

1: امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وَكَّلَ اللهُ بِهِ قَرِيْنَهُ مِنَ الْجِنِّ. قَالُوْا: وَإِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: وَإِيَّايَ إِلَّا أَنَّ اللهَ أَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ فَلَا يَأْمُرُنِيْ إِلَّا بِخَيْرٍ. [228]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں جس کے ساتھ ایک جن اس کا ساتھی مقرر نہ ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے ساتھ بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ نے اس کے خلاف میری مدد کی ہے تو وہ میرے تابع ہو گیا ہے (وہ مسلمان ہو گیا ہے)۔ اب وہ مجھے صرف بھلائی کی بات کہتا ہے۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا .... قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ. [229]

ترجمہ: حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول "يَعْتَرِيْنِيْ" کا مطلب یہ ہے کہ شیطان وسوسہ ڈال سکتا ہے، اس

---

[228] صحیح مسلم: رقم الحدیث 7108

[229] صحیح البخاری: رقم الحدیث 7171

کا یہ مطلب لینا کہ "وہ میرے اوپر غالب آ چکا ہے" درست نہیں ہے۔

جواب نمبر 3:

جس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ان کی عاجزی، تقویٰ اور امت کی رہنمائی کے جذبے کا مظہر ہے اسی طرح کے جملے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہیں جو یقیناً ان کی جانب سے عاجزی اور تقویٰ کا اظہار ہیں۔ اس لیے ایسے جملے قابلِ اشکال نہیں ہوا کرتے۔

1: (شیعی مصنف) ابو الحسن محمد بن حسین بن موسیٰ المعروف سید شریف رضی (ت436ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَلَا تَكُفُّوا عَنْ مَقَالَةٍ بِحَقٍّ أَوْ مَشُورَةٍ بِعَدْلٍ، فَإِنِّي لَسْتُ فِي نَفْسِي بِفَوْقِ أَنْ أُخْطِئَ، وَلَا آمَنُ ذٰلِكَ مِنْ فِعْلِي. [230]

ترجمہ: تم حق بات کہنے یا انصاف پر مبنی مشورہ دینے سے باز نہ آؤ، کیونکہ میں خود کو خطا سے بالاتر نہیں سمجھتا، اور نہ اپنے عمل کو خطا سے محفوظ خیال کرتا ہوں۔

2: (شیعی مصنف) ابو الحسن محمد بن حسین بن موسیٰ المعروف سید شریف رضی (ت436ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا تَقَرَّبْتُ بِهِ إِلَيْكَ بِلِسَانِيْ ثُمَّ خَالَفَهُ قَلْبِيْ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ رَمَزَاتِ الْأَلْحَاظِ، وَسَقَطَاتِ الْأَلْفَاظِ، وَشَهَوَاتِ الْجِنَانِ، وَهَفَوَاتِ اللِّسَانِ. [231]

ترجمہ: یا اللہ! میری اس بات کو معاف فرما جو میں نے زبان سے تیری قربت کے لیے کہی، مگر میرا دل اس کے خلاف تھا۔ یا اللہ! میری نگاہوں کے اشاروں، الفاظ کی لغزشوں، دل کی خواہشوں، اور زبان کی خطاؤں کو معاف فرما۔

[230] نهج البلاغة: ص363

[231] نهج البلاغة: ص112

اعتراض نمبر 6

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرویات کم ہیں

علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی رحمہ اللہ (ت676ھ) لکھتے ہیں:

رُوِيَ لِلصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةُ حَدِيْثٍ وَاثْنَانِ وَأَرْبَعُوْنَ حَدِيْثًا. [232]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی (142) احادیث روایت کی گئی ہیں۔

اعتراض:

اس عبارت کے پیشِ نظر؛ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے تو پھر اُن کی روایت کردہ احادیث کی تعداد اتنی کم کیوں ہے؟ جبکہ دوسرے صحابہ؛ جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزاروں احادیث روایت کی ہیں، جب کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مرویات صرف 142 ہی ہیں۔ تو یہ بات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کم علمی کی علامت ہے۔

جواب:

دو باتیں الگ الگ ہیں:

1: احادیث کا بکثرت یاد ہونا اور استدلال کی قوت اور علومِ شریعت میں رسوخ ہونا۔

2: احادیث کا کثیر تعداد میں نقل کرنا۔

پہلی بات:

احادیث کا علم ہونا، بکثرت یاد ہونا اور استدلال کی قوت اور علومِ شریعت میں رسوخ ہونا۔ یہ ساری صفات

[232] تہذیب الاسماء واللغات للنووی: ج2 ص47 تحت باب ابی بکر رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں اور اس میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابتدائی پیش آنے والے مسائل مثلاً:

1: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کا کیا طریقہ ہو گا؟

2: قبر مبارک کس جگہ بنے گی؟

3: وراثتِ نبوی کا کیا حکم ہے؟

4: خلیفہ کے تقرر میں کیا حکم ہے؟

ان تمام مسائل میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس وقت دلیل میں احادیث کو پیش کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان امور میں آپ کی پیروی کی۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو احادیث بکثرت یاد بھی تھیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ... وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ أَعْلَمَنَا. [233]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔

ظاہر ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں زیادہ علم رکھنے والے تب بنیں گے جب انہیں احادیث پر خوب مہارت ہو، اس لیے کہ علم نام ہے قرآن وحدیث کی معرفت کا۔

اس سے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کو قوتِ فہم اور علوم شریعت میں گہرا رسوخ بھی تھا۔

علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ ذَكَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِ الْبَيْعَةِ السَّابِقِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا أُنْزِلَ فِي

---

[233] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3654

الْأَنْصَارِ، أَوْ قَدْ ذَكَرَهُ رَسُولُ اللهِ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَأْنِهِمْ، إِلَّا ذَكَرَهُ. [234]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سابقہ بیعت کے واقعہ میں ذکر کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار کے بارے میں نازل ہونے والی کوئی آیت یا؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے متعلق کوئی فرمان ایسا نہیں تھا جسے بیان نہ کیا ہو۔

اس کے بعد علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

وَهٰذَا أَدَلُّ دَلِيْلٍ عَلٰى كَثْرَةِ مَحْفُوْظَةٍ مِنَ السُّنَّةِ، وَسَعَةِ عِلْمِهٖ بِالْقُرْآنِ. [235]

ترجمہ: یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ ان پاس احادیث کا سب سے بڑا ذخیرہ اور قرآنی علوم میں وسعت تھی۔

دوسری بات:

"احادیث کا کثیر تعداد میں نقل کرنا"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے احادیث مبارکہ کثیر تعداد میں منقول نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال سن 13 ہجری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دو سال بعد ہو گیا تھا۔ اس دور میں ابھی احادیث کو باقاعدہ طور پر جمع کرنے یا ان کی تلاش وجستجو کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا، کیونکہ وہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بابرکت زمانہ تھا۔ اُنہیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث یاد تھیں۔ اس لیے انہیں دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے واسطے سے احادیث روایت کرنے کی زیادہ ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔

علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) فرماتے ہیں:

وَسَبَبُ قِلَّةِ رِوَايَاتِهٖ ... أَنَّهٗ تَقَدَّمَتْ وَفَاتُهٗ قَبْلَ انْتِشَارِ الْأَحَادِيْثِ، وَاعْتِنَاءِ التَّابِعِيْنَ بِسَمَاعِهَا وَتَحْصِيْلِهَا وَحِفْظِهَا. [236]

---

[234] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص66 فصل فیما روی عنہ من الحدیث المسند

[235] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص66 فصل فیما روی عنہ من الحدیث المسند

[236] تہذیب الاسماء واللغات للنووی: ج2 ص47 تحت باب ابی بکر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا انتقال احادیث کے زیادہ پھیلاؤ ہونے سے پہلے ہو گیا تھا، اور تابعین نے احادیث کے سننے، جمع کرنے اور حفظ کرنے کا خاص اہتمام شروع کیا تھا (جس کی وجہ سے بعد والوں کی مرویات زیادہ تھیں)۔

اعتراض نمبر 7

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بجائے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: آخَىٰ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهٖ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ ! آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَحَدٍ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ أَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. [237]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخات (بھائی چارا) قائم فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے، عرض کی: اللہ کے رسول! آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان تو بھائی چارا قائم فرمادیا لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

اعتراض:

اس روایت کو بنیاد بنا کر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا ہے، نہ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو۔

جواب:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنا بھائی فرمایا ہے۔

1: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

2: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

3: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

---

[237] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3720

4: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

ذیل میں وہ روایات ملاحظہ ہوں:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھائی قرار دینا:

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا أَنَا أَخُوكَ. فَقَالَ: أَنْتَ أَخِي فِي دِينِ اللهِ وَكِتَابِهِ وَهِيَ لِي حَلَالٌ. [238]

ترجمہ: حضرت عروہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو آپ کا بھائی ہوں (پھر یہ رشتہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟)۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا: تم اللہ کے دین اور اس کی کتاب کے اعتبار سے میرے بھائی ہو، اور وہ میرے لیے حلال ہیں۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي. [239]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں (پوری امت میں سے) کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا، تاہم وہ میرے (دینی) بھائی اور (جگری) دوست ہیں۔

فائدہ نمبر 1: اس حدیث میں لفظ "خلیل" خَلَّت سے ہے جس کا معنی ہے "حاجت"۔ اب حدیث کا معنی یہ ہے کہ "اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا، کہ اپنی ساری ضروریات اس سے پوری کرتا اور تمام مشکلات میں اس سے رجوع کرتا تو اس کے لیے میری نظر میں ابو بکر سے بہتر شخص کوئی نہیں لیکن میں چونکہ اپنی تمام تر حاجات اللہ کے سامنے

[238] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5081

[239] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3656

رکھتا ہوں اس لیے میں خلیل؛ اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھتا ہوں اور ابو بکر کو بھائی اور دوست سمجھتا ہوں۔"

اور قرآن مجید میں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "خلیل" کہا گیا ہے تو وہاں خلیل کا لفظ خَلَّت بمعنی خصلت سے ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ نے خصالِ حسنہ (اچھی وعمدہ صفات) جمع فرمادی تھیں، یا لفظ تَخَلُّل سے ہے بمعنی داخل ہونا۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کہنے کا معنی یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رگ وریشہ میں اللہ کی محبت داخل ہو گئی تھی۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ أَصْلَ التَّرْكِيبِ مِنَ الْخَلَّةِ بِالْفَتْحِ وَهِيَ الْحَاجَةُ وَالْمَعْنٰى "لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ الْخَلْقِ خَلِيلًا أَرْجِعُ إِلَيْهِ فِي الْحَاجَاتِ وَأَعْتَمِدُ إِلَيْهِ فِي الْمُهِمَّاتِ (لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا) وَلٰكِنَّ الَّذِي أَلْجَأُ إِلَيْهِ وَأَعْتَمِدُ عَلَيْهِ فِيْ جُمْلَةِ الْأُمُوْرِ وَمَجَامِعِ الْأَحْوَالِ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى" وَإِنَّمَا سُمِّيَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَلِيلًا مِنَ الْخَلَّةِ بِالْفَتْحِ الَّتِيْ هِيَ الْخَصْلَةُ فَإِنَّهٗ تَخَلَّقَ بِخِلَالٍ حَسَنَةٍ اخْتَصَّتْ بِهٖ أَوْ مِنَ التَّخَلُّلِ فَإِنَّ الْحُبَّ تَخَلَّلَ شِغَافَ قَلْبِهٖ. [240]

ترجمہ: لفظ خلیل "خَلَّۃٌ" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے: "ضرورت"۔ اب حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں بندوں میں سے کسی کو خلیل بناتا، کہ اپنی ساری ضروریات اس کے سامنے رکھتا اور اپنی مشکلات میں اسی پر اعتماد کرتا تو ایسا شخص ابو بکر ہے لیکن تمام امور اور حالات میں جس کی طرف میں رجوع کرتا اور جس پر اعتماد کرتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ جہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "خلیل" کہنے کا تعلق ہے تو وہاں لفظ خلیل "خَلَّۃٌ" بمعنی خصلت سے مشتق ہے یعنی بعض خصلتیں ایسی تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ خاص تھیں یا لفظ خلیل "تَخَلُّل" سے ہے (بمعنی داخل ہونا) کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں بھی اللہ کی محبت جاگزین ہو گئی تھی۔

فائدہ نمبر 2: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پہلے مکی زندگی ہی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا تھا۔

---

[240] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج 11 ص 164 کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ، الفصل الاوّل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھائی قرار دینا:

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ – قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ فَأَذِنَ لِي وَقَالَ: لَا تَنْسَنَا يَا أُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ. فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا. [241]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا: اے میرے چھوٹے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ ایسا جملہ تھا کہ اگر مجھے اس کے بدلے دنیا بھی ملتی تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس جملے سے ہوئی۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھائی قرار دینا:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (مَرْفُوْعًا) ...... قَالَ لِزَيْدٍ: أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا. [242]

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ ہمارے بھائی اور آزاد کردہ غلام ہیں۔

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ قیامت تک آنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے وہ افراد جو ایمان قبول کریں گے انہیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بھائی فرمایا ہے۔

امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْمَقْبُرَةَ فَقَالَ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا".

---

[241] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1498

[242] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4251

قَالُوْا: أَوَلَسْنَا إِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: "أَنْتُمْ أَصْحَابِيْ وَإِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَأْتُوْا بَعْدُ". [243]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لائے تو فرمایا: "ان گھروں کے رہنے والے مومنو تم پر سلامتی ہو! اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی یقیناً تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں، میری خواہش تھی کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے۔" صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے ساتھی ہو، اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی نہیں آئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ

---

[243] صحیح مسلم: رقم الحدیث 584

اعتراض نمبر 8

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحج کے عہدے سے معزول کیا گیا

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 671ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدٍ: لَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوْكَ، أَرَادَ الْحَجَّ، ثُمَّ قَالَ: "إِنَّهُ يَحْضُرُ الْبَيْتَ عُرَاةٌ مُشْرِكُوْنَ، يَطُوْفُوْنَ بِالْبَيْتِ، فَلَا أُحِبُّ أَنْ أَحُجَّ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ ذٰلِكَ"، فَأَرْسَلَ أَبَا بَكْرٍ أَمِيْرًا عَلَى الْحَجِّ، وَبَعَثَ مَعَهُ بِأَرْبَعِيْنَ آيَةً مِنْ صَدْرِ بَرَاءَةَ، لِيَقْرَأَهَا عَلٰى أَهْلِ الْمَوْسِمِ، فَلَمَّا خَرَجَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا، وَقَالَ: "اخْرُجْ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ مِنْ صَدْرِ بَرَاءَةَ، فَأَذِّنْ بِذٰلِكَ فِي النَّاسِ إِذَا اجْتَمَعُوْا". [244]

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب رسول اکرم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا۔ پھر فرمایا: بیت اللہ میں ننگے مشرک آتے ہیں اور طواف کرتے ہیں، اس حالت میں مجھے پسند نہیں کہ میں حج ادا کروں جب تک کہ یہ حالت ختم نہ ہو جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر بنا کر بھیجا، اور ان کے ساتھ سورت براءۃ کی ابتدائی چالیس آیات بھی روانہ فرمائیں تاکہ وہ حجاج کو پڑھ کر سنائیں۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: سورت براءۃ کی ان آیات کو لے کر روانہ ہو جاؤ، اور جب لوگ حج کے لیے جمع ہوں تو ان میں اس کا اعلان کر دینا۔

اعتراض:

اس روایت کو بنیاد بنا کر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر مقرر فرمایا لیکن بعد میں انہیں معزول فرما کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر

---

[244] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج 1 ص 1405 تحت سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ 1

مقرر فرمادیا۔

جواب:

یہاں دو باتیں قابلِ فہم ہیں:

1: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر کرنا۔

2: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیج کر سورت براءۃ کی آیات کا اعلان کروانا۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج برقرار رکھا ہے، معزول نہیں فرمایا۔ جیسا کہ بعد میں آنے والی عبارت نمبر 1 اور 2 سے واضح ہے۔

جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجنا اور سورت براءۃ کی آیات کا اعلان کروانا تو یہ ایک مصلحت وحکمت (کہ عہد کو خاندان کے علاوہ کوئی اور شخص نہ توڑے) کے پیشِ نظر تھا، جیسا کہ بعد میں آنے والی عبارت نمبر 3 سے واضح ہے۔

1: علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

فَمِنَ الْمَعْلُوْمِ قَطْعًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ أَبَا بَكْرٍ عَلَى الْحَجِّ عَامَ تِسْعٍ، فَكَانَ هٰذَا مِنْ خَصَائِصِهٖ كَمَا أَنَّ اسْتِخْلَافَهٗ عَلَى الصَّلَاةِ مِنْ خَصَائِصِهٖ، وَكَانَ عَلِيٌّ مِنْ رَعِيَّتِهٖ فِي الْحَجِّ الْمَذْكُوْرِ، فَإِنَّهٗ لَحِقَهٗ، فَقَالَ: أَمِيْرٌ أَوْ مَأْمُوْرٌ؟ قَالَ عَلِيٌّ: بَلْ مَأْمُوْرٌ، وَكَانَ عَلِيٌّ يُصَلِّيْ خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ مَعَ سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَجَّةِ، بَلْ خُصَّ بِتَبْلِيْغِ سُوْرَةِ بَرَاءَةَ. [245]

ترجمہ: یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سن 9 ہجری کے حج کا امیر مقرر فرمایا اور یہ اُن کی خصوصیات میں سے تھا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں نماز کا خلیفہ بنانا بھی ان کی خصوصیات میں شامل ہے۔ نیز اس حج میں حضرت علی رضی اللہ عنہ؛ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت کے ماتحت تھے، کیونکہ جب وہ اُن کے پیچھے وہاں گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا:

[245] المنتقی من منہاج الاعتدال للذہبی: ص340

امیر ہو یا مامور؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں مامور ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس حج میں دیگر تمام مسلمانوں کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے، اور اُن کی امارت میں شریک رہے۔ البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سورت براءۃ کی آیات پہنچانے کے لیے خاص طور پر مقرر کیا گیا تھا۔

2: علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمہ اللہ (ت 1043ھ) لکھتے ہیں:

لَمَّا لَحِقَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ. قَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ: أَمِيْرٌ أَوْ مَأْمُوْرٌ؟ قَالَ: بَلْ مَأْمُوْرٌ، وَزَعَمَتِ الرَّافِضَةُ أَنَّهُ عَزَلَ أَبَا بَكْرٍ عَنْ إِمَارَةِ الْحَجِّ بِعَلِيٍّ، وَعِبَارَةُ بَعْضِ الرَّافِضَةِ: وَلَمَّا تَقَدَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ بِسُوْرَةِ بَرَاءَةَ رَدَّهُ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ، وَكَيْفَ يَرْضَى الْعَاقِلُ إِمَامَةَ مَنْ لَا يَرْتَضِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَحْيٍ مِنَ اللهِ لِأَدَاءِ عَشْرِ آيَاتٍ مِنْ بَرَاءَةَ؟ هٰذَا كَلَامُهُمْ.

قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ رَحِمَهُ اللهُ: وَهٰذَا أَبْيَنُ مِنَ الْكَذِبِ، فَإِنَّهُ مِنَ الْمَعْلُوْمِ الْمُتَوَاتِرِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ لَمْ يُعْزَلْ، وَأَنَّهُ حَجَّ بِالنَّاسِ، وَكَانَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ مِنْ جُمْلَةِ رَعِيَّتِهِ فِي تِلْكَ السَّفَرِ يُصَلِّيْ خَلْفَهُ كَسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى قَضَى الْحَجَّ فِي ذٰلِكَ الْعَامِ. [246]

ترجمہ: جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کیا آپ امیر ہیں یا مامور؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ (میں امیر نہیں ہوں) بلکہ میں مامور ہوں۔ روافض نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیج کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امارتِ حج سے معزول کر دیا گیا۔ بعض رافضیوں نے تو یہاں تک کہا کہ جب ابو بکر سورت براءۃ لے کر روانہ ہوئے۔ تو تین دن بعد اللہ تعالیٰ کی وحی سے انہیں واپس بلایا گیا۔ بھلا کوئی عقل مند اس شخص کی امامت کو کیسے تسلیم کر سکتا ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی وحی سے سورۃ براءت کی صرف دس آیات پہنچانے کے لیے بھی قابلِ اعتماد نہ سمجھا؟ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات بالکل جھوٹ ہے، کیونکہ تواتر سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر

---

[246] السیرۃ الحلبیۃ: ج3ص234سریۃ اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ

رضی اللہ عنہ کو ہرگز معزول نہیں کیا گیا، بلکہ وہی لوگوں کے ساتھ حج پر گئے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سفر میں ان کے ماتحت تھے۔ وہ بھی عام مسلمانوں کی طرح ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہے، اور اس سال حج مکمل کرنے کے بعد ہی مدینہ واپس آئے۔

3: امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر الرازی الشافعی رحمہ اللہ (ت 606ھ) لکھتے ہیں:

اَلسَّبَبُ فِيْهِ أَنَّ عَادَةَ الْعَرَبِ أَنْ لَّا يَتَوَلّٰى تَقْرِيْرَ الْعَهْدِ وَنَقْضَهٗ إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْأَقَارِبِ فَلَوْ تَوَلَّاهُ أَبُوْبَكْرٍ لَجَازَ أَنْ يَقُوْلُوْا هٰذَا خِلَافُ مَا نَعْرِفُ فِيْنَا مِنْ نَقْضِ الْعُهُوْدِ فَرُبَّمَا لَمْ يَقْبَلُوْا. فَأُزِيْحَتْ عِلَّتُهُمْ بِتَوْلِيَةِ ذٰلِكَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [247]

ترجمہ: اس معاملے کی وجہ یہ تھی کہ عربوں کی عادت تھی کہ کسی عہد کو قائم کرنا یا اسے توڑنا صرف کسی قریبی شخص (یعنی خاندان والے) ہی کی طرف سے قابلِ قبول ہوتا تھا۔ اگر یہ کام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ انجام دیتے تو عرب یہ کہہ سکتے تھے کہ یہ تو ہمارے رواج کے خلاف ہے (کہ عہد کو خاندان کے علاوہ کوئی اور شخص توڑے)، اور یہ ممکن تھا کہ وہ اسے قبول نہ کرتے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کام سپرد کر کے ان کا یہ عذر بھی ختم کر دیا گیا۔

[247] التفسیر الکبیر للرازی: ج15 ص175 تحت سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ 1، 2

اعتراض نمبر 9

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل نہیں بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں

امام ابو القاسم علی بن ابی محمد الحسن بن ھبۃ اللہ رحمہ اللہ المعروف بابن عساکر (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ. [248]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی (رضی اللہ عنہ) تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔ لہٰذا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل کہنا درست نہیں ہے بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر تو کوئی دلیل ہی موجود نہیں ہے۔

جواب نمبر 1:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں، اس پر دلائل ملاحظہ ہوں:

دلیل نمبر 1:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی باقی امت پر وجہِ فضیلت "صحابیت" ہے، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی "صحابیت" قرآن کریم کی نصِ قطعی (آیت کریمہ) سے ثابت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جنہیں قرآن مجید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا "صاحب" (صحابی) کہا ہے۔

---

[248] تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر: ج 42 ص 371 تحت ترجمۃ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا‌ ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَـتَهٗ عَلَيۡهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى‌ ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا‌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ (٤٠)﴾ [249]

ترجمہ: اگر تم ان کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد نہیں کروگے تو (ان کا کچھ نقصان نہیں، اس لیے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد اس وقت بھی کی ہے جب ان کو کافروں نے ایسے وقت (مکہ مکرمہ سے) نکالا تھا جب وہ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی کو یہ کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل فرمایا۔

دلیل نمبر 2:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باقی تمام امت پر فضیلت کی وجہ "صحابیت" ہے۔ جس صحابی کو جتنی زیادہ صحبت ملی ہوگی وہ باقی صحابہ میں اتنا ہی افضل ہوگا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ساتھ رہے، آپ رضی اللہ عنہ طویل الصحبت ہیں۔ اس لیے باقی صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہوئے۔

دلیل نمبر 3:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باقی تمام امت پر فضیلت کی وجہ "صحابیت" ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ واحد صحابی ہیں جن کی چار پشتیں صحابی ہیں؛ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خود، ان کے والد، بیٹے اور پوتے:

1.... حضرت ابو قحافہ عثمان بن عمر رضی اللہ عنہ (والد)

2.... حضرت ابو بکر عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ عنہما (خود)

---

[249] سورۃ التوبۃ:40

3.... حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما (بیٹا)

4.... حضرت محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم (پوتا)

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُوسٰى بْنِ عُقْبَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: لَا نَعْلَمُ أَرْبَعَةً أَدْرَكُوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبْنَاؤُهُمْ إِلَّا هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةَ: أَبُوْ قُحَافَةَ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ وَأَبُوْ عَتِيْقِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاسْمُ أَبِيْ عَتِيْقٍ: مُحَمَّدٌ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ). [250]

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ (ت 141ھ) فرماتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق باپ بیٹوں کی ایسی چار نسلیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہو صرف یہ ہیں: ابو قحافہ، ابو بکر، عبد الرحمٰن بن ابی بکر اور ابو عتیق محمد بن عبد الرحمٰن (رضی اللہ عنہم)۔

دلیل نمبر 4:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ؛ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل انسان مانتے ہیں:

1: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ ؛ أَبُوْبَكْرٍ . ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِيْ بَكْرٍ ؛ عُمَرُ. [251]

ترجمہ: ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ کیا میں تمہیں اس امت میں پیغمبر کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں

---

[250] سورۃ التوبۃ:40

[251] مسند احمد: ج1 ص528 رقم الحدیث 833

تمہیں اس امت میں حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ. [252]

ترجمہ: محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے والد (حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ) سے پوچھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر انسان کون ہے؟ تو میرے والد نے فرمایا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ)۔ میں نے پھر پوچھا کہ ان کے بعد کون؟ جواب دیا کہ عمر (رضی اللہ عنہ)۔

فائدہ: محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ؛ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے تھے۔ ان کی والدہ کا نام خَولہ بنت جعفر بن قیس تھا، جو قبیلہ بنو حنیفہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ اسی نسبت سے ان کو "محمد بن حنفیہ" کہا جانے لگا۔

جواب نمبر2:

مذکورہ روایت انتہائی درجے کی ضعیف ہے، بلکہ بعض حضرات نے اسے "موضوع" (من گھڑت) تک قرار دیا ہے۔

اس روایت کی سند میں دو راوی ضعیف ہیں:

1: محمد بن کثیر کوفی

2: ابو سُمرہ احمد بن سالم

ان دونوں کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کی آراء ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن ابی الحسن البغدادی المعروف بابن الجوزی رحمہ اللہ (ت597ھ) لکھتے ہیں:

"عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ" هٰذَا حَدِيْثٌ لَا يَصِحُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَمَّا حَدِيْثُ عَلِيٍّ،

---

[252] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3671

فَفِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ الْكُوْفِيُّ، وَهُوَ الْمُتَّهَمُ بِوَضْعِهِ، فَإِنَّهُ كَانَ شِيْعِيًّا. [253]

ترجمہ: "عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ" (علی؛ تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہیں)، یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ جہاں تک حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں مروی حدیث کا تعلق ہے تو اس کی سند میں محمد بن کثیر کوفی ہے، جس پر حدیث کے گھڑنے کا الزام ہے، کیونکہ وہ شیعہ تھا۔

2: علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

أَحْمَدُ بْنُ سَالِمٍ أَبُوْ سَمُرَةَ وَلَيْسَ بِثِقَةٍ. [254]

ترجمہ: (اس حدیث کا راوی) احمد بن سالم ابو سمرہ ہے، جو ثقہ (قابل اعتماد) نہیں ہے۔

3: قاضی محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ شوکانی (ت 1250ھ) لکھتے ہیں:

حَدِيثُ: "عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ"، رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ مَرْفُوْعًا، وَفِيْ إِسْنَادِهِ: أَحْمَدُ بْنُ سَالِمٍ أَبُوْ سَمُرَةَ، وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ، وَقَالَ فِي الْمِيْزَانِ: هٰذَا كَذِبٌ، وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ: مَوْضُوْعٌ. [255]

ترجمہ: حدیث: "عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ" کو ابن عدی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے) روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں احمد بن سالم ابو سمرہ موجود ہے، جس (کی روایت) کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ امام ذہبی نے "المیزان" میں کہا ہے: یہ جھوٹ ہے۔ ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوع (من گھڑت) قرار دیا ہے۔

---

[253] الموضوعات لابن الجوزی: ج1 ص261 کتاب الفضائل والمناقب

[254] تلخیص کتاب الموضوعات لابن الجوزی: ص60 الرقم 255 مِمَّا وُضِعَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

[255] الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة للشوکانی: ص360 الرقم 1088

اعتراض نمبر 10

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی حیات کا انکار کیا

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ: "أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ، ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي يَا نَبِيَّ اللهِ! لَا يَجْمَعُ اللهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُكَلِّمُ النَّاسَ، فَقَالَ: اجْلِسْ فَأَبَى، فَقَالَ: اجْلِسْ فَأَبَى، فَتَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَتَرَكُوا عُمَرَ، فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ﴾ إلى ﴿الشّٰكِرِيْنَ﴾. [256]

ترجمہ: ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے، جو "سُنَح" نامی مقام پر تھا، گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی گھوڑے سے اترے اور کسی سے بات کیے بغیر سیدھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں گئے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ اطہر رکھا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یمنی دھاری دار کپڑے (بُردِ حِبَرہ) سے ڈھانپا گیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پردہ ہٹایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھا، جھکے اور بوسہ دیا، پھر رونے لگے اور کہا: میرے ماں باپ

---

[256] صحیح البخاری: رقم الحدیث 1242

آپ پر قربان! اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں کبھی جمع نہیں کرے گا۔ وہ ایک موت جو آپ کے لیے مقدر تھی، وہ آپ کو آ چکی۔ ابو سلمہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے بات کر رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: "بیٹھ جاؤ"، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ (شدتِ غم کی وجہ سے) نہ بیٹھے۔ دوبارہ کہا، پھر بھی (شدتِ غم کی وجہ سے) نہ بیٹھے۔ آخر کار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کلمۂ شہادت پڑھا تو سب لوگ حضرت عمر کو چھوڑ کر حضرت ابو بکر کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر آپ نے کہا: امابعد! جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا، اسے معلوم ہونا چاہیے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وصال ہو چکا، اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ یقین رکھے کہ اللہ ہمیشہ زندہ ہے، کبھی فوت نہیں ہو گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ﴾

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) ایک اور روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ..... فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ قَالَ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُذِيْقُكَ اللهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا. [257]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت بیان کرتی ہیں .... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اندر جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میت مبارک سے کپڑا اٹھایا اور بوسہ دیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی پاکیزہ ہیں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں طاری نہیں کرے گا۔

اعتراض:

مذکورہ بالا دونوں روایتوں میں خطبہ صدیق اکبر میں موجود الفاظ "فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ" اور "بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا" کے پیشِ نظر، یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق

---

[257] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3667

رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا اعلان فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات برزخی یعنی حیات فی القبر کی نفی کی ہے۔

جواب نمبر 1:

دو باتیں الگ الگ ہیں:

1: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

2: وفات کے بعد کی زندگی یعنی حیات فی القبر

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ نے مذکورہ بالا خطبہ میں ان الفاظ "فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ" سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی موت کے وقوع کا اعلان فرمایا ہے جس کا اھل السنۃ والجماعۃ میں کوئی بھی منکر نہیں ہے۔

قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ) فرماتے ہیں:

حسب ہدایت ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ اور ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ تمام انبیاء کرام علیہم السلام خاص کر حضرت انام صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت موت کا بھی اعتقاد ضرور ہے۔[258]

لہٰذا اس خطبہ صدیقی پر کسی قسم کا اعتراض نہیں بنتا اور نہ ہی اس میں بیان کردہ عقیدہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر موت آئی ہے، جمہور اھل السنۃ والجماعۃ کے خلاف ہے۔

جواب نمبر 2:

اس روایت کو مکمل پڑھا جائے تو اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر کا ذکر بھی موجود ہے۔ چنانچہ حدیث مذکور کے یہ الفاظ "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُذِيْقُكَ اللهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا" کا مطلب ہے:

یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا: پہلی موت وہ تھی جو دنیا میں ہر انسان پر آتی ہے، اور وہ آپ پر واقع ہو چکی ہے۔ دوسری موت وہ ہے جو عام امتی پر قبر میں سوال وجواب کے بعد نیند کی صورت

---

[258] لطائف قاسمی مجتبائی: ص 4

میں طاری کی جاتی ہے، جسے موت سے تعبیر کیا جاتا ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ کیفیت نہیں ہوگی۔ جب آپ قبر میں تشریف لے جائیں گے تو آپ سے سوال و جواب بھی نہیں ہوگا اور آپ پر نیند بھی طاری نہیں ہوگی جسے "موت" کہا جاتا ہے بلکہ آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور آپ کی یہ حیات دائمی ہوگی۔

1: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَأَحْسَنُ مِنْ هٰذَا الْجَوَابِ أَنْ يُقَالَ إِنَّ حَيَاتَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَبْرِ لَا يَعْقِبُهَا مَوْتٌ بَلْ يَسْتَمِرُّ حَيًّا وَالْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ وَلَعَلَّ هٰذَا هُوَ الْحِكْمَةُ فِي تَعْرِيْفِ الْمَوْتَتَيْنِ حَيْثُ قَالَ: "لَا يُذِيْقُكَ اللهُ الْمَوْتَتَيْنِ" الْمَعْرُوْفَتَيْنِ الْمَشْهُوْرَتَيْنِ الْوَاقِعَتَيْنِ لِكُلِّ أَحَدٍ غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ. [259]

ترجمہ: بہتر جواب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات ایسی ہے کہ جس کے بعد موت نہیں ہوگی، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زندہ رہیں گے، اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ شاید یہی حکمت ہے "اَلْمَوْتَتَيْنِ" کو معرفہ لانے کی۔ اسی وجہ سے فرمایا: "لَا يُذِيْقُكَ اللهُ الْمَوْتَتَيْنِ" یہ دونوں موتیں مشہور و معروف ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ سب پر آتی ہیں۔

2: حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) فرماتے ہیں:

(لَا يُذِيْقُكَ اللهُ الْمَوْتَتَيْنِ) بِضَمِّ الْيَاءِ مِنَ الْإِذَاقَةِ وَأَرَادَ بِالْمَوْتَتَيْنِ؛ الْمَوْتَ فِي الدُّنْيَا وَالْمَوْتَ فِي الْقَبْرِ وَهُمَا الْمَوْتَتَانِ الْمَعْرُوْفَتَانِ الْمَشْهُوْرَتَانِ فَلِذٰلِكَ ذَكَرَهُمَا بِالتَّعْرِيفِ. وَهُمَا الْمَوْتَتَانِ الْوَاقِعَتَانِ لِكُلِّ أَحَدٍ غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوْتُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ بَلْ هُمْ أَحْيَاءٌ وَأَمَّا سَائِرُ الْخَلْقِ فَإِنَّهُمْ يَمُوْتُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ ثُمَّ يُحْيَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

وَمَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ فِي الْقَبْرِ حَيَاةً وَمَوْتًا فَلَا بُدَّ مِنْ ذَوْقِ الْمَوْتَتَيْنِ لِكُلِّ أَحَدٍ غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَقَدْ تَمَسَّكَ بِقَوْلِهٖ: "لَا يُذِيْقُكَ اللهُ الْمَوْتَتَيْنِ" مَنْ أَنْكَرَ الْحَيَاةَ فِي الْقَبْرِ وَهُمُ الْمُعْتَزِلَةُ وَمَنْ نَحَا نَحْوَهُمْ. [260]

---

[259] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص38 کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت متخذا خلیلاً الخ

[260] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج11 ص402 کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت متخذا خلیلاً الخ

ترجمہ: "لَا يُذِيقُكَ اللهُ الْمَوْتَتَيْنِ" یا کے ضمہ کے ساتھ ہے جو کہ "إِذاقة" سے مشتق ہے۔ دو موتوں سے مراد دنیا والی موت اور قبر کی موت ہے اور یہ دونوں موتیں معروف و مشہور ہیں، اسی وجہ سے ان دونوں کو معرفہ ذکر کیا گیا ہے۔ یہ دونوں موتیں ایسی ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ سب پر آتی ہیں، جب کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں فوت نہیں ہوتے بلکہ زندہ ہوتے ہیں، باقی تمام مخلوق پر قبروں میں موت طاری ہو جاتی ہے، پھر قیامت کے دن وہ زندہ کئے جائیں گے، اور اھل السنۃ والجماعۃ کا مذہب یہ ہے کہ قبر میں زندگی بھی ہے موت بھی ہے، تو انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ باقی سب کا دو موتوں کو چکھنا ضروری ہے، اس فرمان مبارک " لَا يُذِيقُكَ اللهُ الْمَوْتَتَيْنِ " سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو قبر کی حیات کے منکر ہیں اور وہ معتزلہ اور ان کے ہم نوا لوگ ہیں۔

3: حضرت مولانا احمد علی سہانپوری رحمہ اللہ (ت 1297ھ) فرماتے ہیں:

وَالْأَحْسَنُ أَنْ يُقَالَ: إِنَّ حَيَاتَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَعَقَّبُهَا مَوْتٌ، بَلْ يَسْتَمِرُّ حَيًّا وَالْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ. [261]

ترجمہ: سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات ایسی ہے کہ جس کے بعد موت نہیں ہوگی، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زندہ رہیں گے، اور انبیاء کرام علیہم اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں۔

[261] حاشیۃ صحیح البخاری للسھارنبوری: ج1 ص517 کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم

اعتراض نمبر 11

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ الرسول ہونے سے انکار کیا

علامہ علاء الدین علی بن حسام الدین الہندی رحمہ اللہ (ت 975ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ: رُوِيَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: أَنْتَ خَلِيفَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَمَا أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا الْخَالِفَةُ بَعْدَهُ، أَيِ الْقَاعِدَةُ بَعْدَهُ. [262]

ترجمہ: ابنِ اعرابی نے کہا: روایت کیا گیا ہے کہ ایک دیہاتی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: کیا آپ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں؟ حضرت ابو بکر نے فرمایا: نہیں۔ اس دیہاتی نے کہا: پھر آپ کیا ہیں؟ تو اس پر حضرت ابو بکر نے فرمایا: میں "خالفہ" ہوں اُن کے بعد، یعنی اُن کے بعد بیٹھنے والا ہوں۔

علامہ ابو الفیض محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسینی الزبیدی رحمہ اللہ (ت 1205ھ) لکھتے ہیں:

خَلَفَ: الْخَالِفُ وَالْخَالِفَةُ: الَّذِي لَا غِنَاءَ عِنْدَهُ. [263]

ترجمہ: خَلَفَ؛ مادے سے "الْخَالِفُ" اور "الْخَالِفَةُ" کا لفظ بنا ہے، جس کا معنی وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی مال و دولت نہ ہو (کوئی بھلائی نہ ہو)۔

اعتراض:

اس روایت کے پیشِ نظر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ "خالفہ" کا مطلب ہوتا ہے جو کافی نہ ہو اور اس میں خیر وبرکت بھی نہ ہو۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے اس قول میں خلافت کا انکار بھی کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو "خالفہ" بھی کہہ رہے ہیں۔ لہٰذا انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ کہنا درست نہیں۔

---

[262] کنز العمال لعلی المتقی: ج12 ص238 رقم الحدیث 35703

[263] تاج العروس: ج23 ص265 تحت خلف

جواب نمبر 1:

معترض نے اعتراض اس لیے کیا کہ اس نے لفظ "خالفہ" کا صرف ایک ہی معنی "جس میں کوئی بھلائی نہ ہو" سمجھا، جبکہ لفظ "خالفہ" کا ایک اور معنی بھی ہے۔ وہ ہے: "جس آدمی کو سردار اپنی قوم کا جانشین بنائے"۔

یہاں "خالفہ" کا پہلا معنی (جس میں کوئی بھلائی نہ ہو) مراد نہیں ہے بلکہ دوسرا معنی (جس آدمی کو سردار اپنی قوم کا جانشین بنائے) مراد ہے۔

امام ابو سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم الخطابی رحمہ اللہ (ت 388ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ عُمَرَ: قَدْ تَكُوْنُ الْخَالِفَةُ أَيْضًا بِمَعْنَى الْخَيْرِ، قَالَ: وَ قَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ: رُوِيَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ، فَقَالَ: أَنْتَ خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللهِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَمَا أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا الْخَالِفَةُ بَعْدَهٗ، أَيِ الْقَاعِدُ بَعْدَهٗ. قَالَ: وَالْخَالِفَةُ: الَّذِيْ يَسْتَخْلِفُهُ الرَّئِيْسُ عَلٰى قَوْمِهٖ وَأَهْلِهٖ. [264]

ترجمہ: ابو عمر نے کہا: "خالفہ" کبھی خیر و بھلائی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ابنِ اعرابی نے کہا: روایت کیا گیا ہے کہ ایک دیہاتی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں؟ حضرت ابو بکر نے فرمایا: نہیں۔ اس دیہاتی نے کہا: پھر آپ کیا ہیں؟ تو اس پر حضرت ابو بکر نے فرمایا: میں "خالفہ" ہوں اُن کے بعد، یعنی اُن کے بعد بیٹھنے والا۔ ابن الاعرابی کہتے ہیں: "خالفہ" وہ ہوتا ہے جسے کوئی سردار اپنی قوم یا اہل پر جانشین بنائے۔

فائدہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ میں خود خلیفہ نہیں بنا بلکہ مجھے سردارانِ قوم (سردارانِ انصار و مہاجرین) نے خلیفہ بنایا ہے۔

جواب نمبر 2:

یہ جملہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بطورِ تواضع وانکساری کے فرمایا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی قوم، قبیلہ اور ادارہ کا سربراہ کہہ دیتا ہے: "میرا کیا ہے، اصل کام تو آپ لوگ کر رہے ہیں، میں تو بس ساتھ بیٹھا ہی

[264] غریب الحدیث للخطابی: ج2 ص230 تحت حَدِيْثِ سَعِيْدٍ فِيْ قِصَّةِ أَبِيْهِ

ہوں۔" اسی طرح ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ؛ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمارہے ہیں کہ میں تو بیٹھا ہوں، ورنہ کام تو آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کر رہے ہیں۔

1: ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد خوارزمی زمخشری (ت 538ھ) لکھتے ہیں:

أَرَادَ تَصْغِيْرَ شَأْنِ نَفْسِهٖ وتَوْضِيْعَهَا لِمَا كَانَ سُؤَالُهٗ عَنِ الصِّفَةِ دُوْنَ الذَّاتِ. قَالَ: فَمَا أَنْتَ؟ وَلَمْ يَقُلْ: فَمَنْ أَنتَ؟ [265]

ترجمہ: انہوں نے (یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے) یہ بات اپنی ذات کو چھوٹا ظاہر کرنے اور تواضع کے اظہار کے طور پر کی تھی، اس لیے کہ سوال ان کی ذات کے بارے میں نہیں تھا، بلکہ ان کی صفت (منصبِ خلافت) کے بارے میں تھا۔ اسی لیے تو دیہاتی نے کہا تھا: "فَمَا أَنْتَ؟ " آپ کیا ہیں؟ اس دیہاتی نے یہ نہیں پوچھا تھا: "فَمَنْ أَنْتَ؟ " آپ کون ہیں؟

2: امام عزالدین ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم الجزری رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

وَإِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ تَوَاضُعًا وَهَضْمًا مِنْ نَفْسِهٖ حِيْنَ قَالَ لَهٗ: أَنْتَ خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللهِ؟ [266]

ترجمہ: انہوں نے (یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے) یہ بات تواضع، انکساری اور اپنی ذات کو کم تر سمجھتے ہوئے فرمائی جب اُس دیہاتی نے ان سے پوچھا: کیا آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں؟

جواب نمبر 3:

خلیفہ اور خالِفہ میں فرق

خلیفہ؛ ہر سربراہ کو کہتے ہیں، جبکہ خالفہ قوم کے پہلے سربراہ کو کہتے ہیں۔

گویا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں کہ میں صرف تمہارا خلیفہ ہی نہیں، بلکہ تمہارا خلیفہ اول ہوں۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ خلافت بلافصل کی دلیل ہے۔

---

[265] الفائق فی غریب الحدیث للزمخشری: ج 1 ص 391 تحت حرف الخاء مع اللام

[266] النہایۃ فی غریب الحدیث: ص 282 تحت مادہ خَلَفَ

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) لکھتے ہیں:

اَلْفَرْقُ بَيْنَ الْخَلِيْفَةِ وَالْخَالِفَةِ أَنَّ الْخَالِفَةَ الَّذِيْ يَكُوْنُ بَعْدَ الرَّئِيْسِ الْأَوَّلِ. قَالُوْا لِأَبِيْ بَكْرٍ: أَنْتَ خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: إِنِّيْ لَسْتُ خَلِيْفَةً وَلٰكِنِّيْ خَالِفَتُهُ كُنْتُ بَعْدَهُ أَيْ: بَقِيْتُ بَعْدَهُ. [267]

ترجمہ: خلیفہ اور خالفہ میں فرق یہ ہے کہ "خالفہ" وہ ہوتا ہے جو پہلے سربراہ کے بعد آتا ہے۔ لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: میں خلیفہ نہیں ہوں بلکہ ان کا خالفہ ہوں، یعنی میں ان کے بعد میں پہلا آنے والا ہوں۔

جواب نمبر 4:

روایات دو قسم کی ہیں:

1: جن میں "خالفہ" کے لفظ کا ذکر ہے۔

2: جن میں "خلیفۃ رسول اللہ" کے الفاظ ہیں۔

وہ روایات جن میں "خالفہ" کے لفظ کا ذکر ہے، ان سے بھی خلیفہ بلافصل کی نفی نہیں ہوتی اور اب وہ روایت پیش کی جاتی ہے جس میں صراحت کے ساتھ "خلیفۃ رسول اللہ" کے الفاظ ہیں۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العَبَسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِأَبِيْ بَكْرٍ: يَا خَلِيْفَةَ اللهِ! قَالَ: لَسْتُ بِخَلِيْفَةِ اللهِ، وَلٰكِنِّيْ خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللهِ، أَنَا رَاضٍ بِذٰلِكَ. [268]

ترجمہ: حضرت ابنِ ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے اللہ کے خلیفہ! تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں بلکہ میں رسول اللہ

[267] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج11 ص385 کتاب المناقب باب مناقب المهاجرين و فضلهم

[268] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج20 ص580 رقم الحدیث 38203

صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں، اور میں اسی پر راضی ہوں۔

جواب نمبر 5:

جو لوگ اس روایت کو بنیاد بنا کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض کرتے ہیں وہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مانتے ہیں جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کے تواضع و عاجزی کے الفاظ منقول ہیں۔

(شیعہ مصنف) ابو الحسن محمد بن حسین بن موسی المعروف سید شریف رضی (ت 436ھ) لکھتے ہیں:

وَإِنْ تَرَكْتُمُونِي فَأَنَا كَأَحَدِكُمْ وَلَعَلِّي أَسْمَعُكُمْ وَأَطْوَعُكُمْ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوهُ أَمْرَكُمْ وَأَنَا لَكُمْ وَزِيرًا خَيْرٌ لَكُمْ مِنِّي أَمِيرًا. [269]

ترجمہ: اگر تم مجھے خلافت کے لیے چھوڑ دو (یعنی مجھے خلیفہ نہ بناؤ) تو میں بھی تمہاری طرح ایک عام آدمی ہوں، اور ہو سکتا ہے کہ میں تمہاری بات سب سے زیادہ سننے والا ہوں اور جسے تم خلیفہ بناؤ، اُس کا سب سے زیادہ فرمانبر دار ہوں، اور میں تمہارے لئے خلیفہ کی بہ نسبت وزیر بہتر ہوں۔

---

[269] نهج البلاغة: ص158 رقم الخطبة 92

اعتراض نمبر 12

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خمیر؛ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خمیر کے برابر تھا

علامہ علاء الدین علی بن حسام الدین الہندی رحمہ اللہ (ت 975ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا [مَرْفُوْعًا]: خُلِقْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ مِنْ طِيْنَةٍ وَاحِدَةٍ. [270]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میں، ابو بکر اور عمر ایک ہی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔

اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیگر انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کا خمیر جس مٹی سے لیا گیا ہے وہ مٹی کائنات کی ہر مٹی سے افضل ہے۔

1: قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض مالکی رحمہ اللہ (ت 544ھ) میں لکھتے ہیں:

وَلَا خِلَافَ أَنَّ مَوْضِعَ قَبْرِهٖ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَفْضَلُ بِقَاعِ الْأَرْضِ. [271]

ترجمہ: اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی جگہ زمین کے تمام مقامات سے افضل ہے۔

2: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا هُوَ فَأَفْضَلُ الْبِقَاعِ بِالْإِجْمَاعِ بَلْ وَأَفْضَلُ مِنَ الْكَعْبَةِ بَلْ ذَكَرَ ابْنُ عَقِيْلٍ الْحَنْبَلِيُّ أَنَّهُ أَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ. [272]

---

[270] کنز العمال لعلی المتقی::ج11 ص259 رقم الحدیث 32680

[271] کتاب الشفاء: ص68 الفصل العاشر آداب دخول المسجد النبوی الشریف وفضل المدینۃ ومکہ

[272] الخصائص الکبریٰ للسیوطی: ج2 ص350

ترجمہ: جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا تعلق ہے تو قبر مبارک تمام جگہوں سے بلکہ کعبہ سے بھی بالاتفاق افضل ہے۔ علامہ ابن عقیل حنبلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قبر مبارک؛ عرش سے بھی افضل ہے۔

3: خاتم المحدثین علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (ت 1352ھ) فرماتے ہیں:

وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَحِمَهُ اللهُ: إِنَّ الْبُقْعَةَ الَّتِيْ فِيْهَا جَسَدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الْكُرْسِيِّ وَالْعَرْشِ. [273]

ترجمہ: امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زمین کے جس ٹکڑے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ اطہر ہے وہ ہر چیز سے افضل ہے حتی کہ کرسی اور عرش سے بھی افضل ہے۔

حدیث بالا کہ "میں، ابو بکر اور عمر ایک ہی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں" کے پیشِ نظر اھل السنۃ والجماعۃ کے موقف کو سامنے رکھا جائے تو دو سوالات پیدا ہوتے ہیں:

اشکالات:

1: جب حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تخلیق بھی اسی مٹی سے ہے جس مٹی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی ہے تو کیا شیخین کریمین رضی اللہ عنہما بھی دیگر انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں؟

2: حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے اجسام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اقدس کے قریب ہیں تو کیا ان شیخین رضی اللہ عنہما کے اجسام سے مَس کرنے والی مٹی بھی جنت، عرش، کعبہ اور کرسی سے اعلیٰ ہو گی؟

جواب:

اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف ہے کہ قبر مبارک کی وہ مٹی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے متصل ہے اور مستقلاً مس ہے وہ سب سے افضل ہے جبکہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کی مٹی وہ نہیں بلکہ اس کی قریب والی ہے۔ اس لیے اس کا حکم الگ ہو گا۔

---

[273] معارف السنن للبنوری: ج3 ص323

نیز جو مٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے مستقلاً ملی ہوئی ہے وہ افضل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ اطہر؛ تجلیاتِ الٰہیہ کا مرکز ہے، عرش پر اللہ رہتے نہیں اور وہ خدا کی جائے قرار نہیں بلکہ وہ خدا تعالیٰ کا محلِ امر ہے، تو جس قدر تجلیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیں وہ عرش پر بھی نہیں۔ چونکہ یہ ذرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر ساتھ مس ہیں اس لیے یہ ذرات عرش وغیرہ سے افضل ہیں، اور یہ تجلیات صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیں، حضرات شیخین پر نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اس وضاحت کی روشنی میں اب یہ دونوں اشکال وارد نہیں ہوں گے کیونکہ

☼ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما؛ انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل اس لیے نہیں کہ ان کی مٹی وہ نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے متصل ہے بلکہ ان دونوں کی مٹی قریب والی ہے۔

☼ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے اجسام سے مَس کرنے والی مٹی جنت، عرش، کعبہ اور کرسی سے افضل اس لیے نہیں کیونکہ ہم اس مٹی کی بات کر رہے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے مس کر رہی ہے، نہ کہ وہ جو حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کے جسم سے مس کر رہی ہے۔

اعتراض نمبر 13

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی

1: امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ" وَإِنِّي وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبٰى أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلٰى فَاطِمَةَ شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ قَالَ: فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَيْلًا ، وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلّٰى عَلَيْهَا عَلِيٌّ وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وِجْهَةٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتِ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوْهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ بَايَعَ تِلْكَ الْأَشْهُرَ.[274]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں عطا فرمایا تھا اور فدک و خیبر کے خمس میں سے باقی ماندہ حصہ بطور میراث طلب کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: "ہم وارث نہیں چھوڑتے، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے، البتہ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی مال میں سے کھاتے رہیں گے"، اللہ

[274] صحیح مسلم: رقم الحدیث 4580

کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدقات کے طریقہ کار میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا، بلکہ اسی طریقے پر عمل کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رہا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اُن سے خفا ہوئیں اور اُن سے بات نہ کی یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ جب وہ انتقال کر گئیں تو اُن کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت ان کی تدفین کی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع نہ دی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لوگوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے زمانۂ حیات تک ایک خاص حیثیت تھی؛ لیکن جب وہ وفات پا گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے رویّے میں فرق دیکھا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مصالحت اور بیعت کی کوشش کی، حالانکہ انہوں نے ان مہینوں میں اب تک بیعت نہیں کی تھی۔

2: امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ مَعْمَرٌ: قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ: كَمْ مَكَثَتْ فَاطِمَةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَقَالَ رَجُلٌ لِلزُّهْرِيِّ: فَلَمْ يُبَايِعْهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَتَّى مَاتَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا؟ قَالَ: وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ.[275]

ترجمہ: معمر کہتے ہیں کہ میں نے امام زہری سے پوچھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کتنا عرصہ تک زندہ رہیں؟ تو امام زہری نے کہا کہ چھ مہینے۔ پھر ایک آدمی نے امام زہری سے پوچھا کہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی؟ تو امام زہری نے کہا: نہیں، بلکہ بنی ہاشم کے کسی آدمی نے بھی بیعت نہیں کی تھی۔

اعتراض:

مذکورہ بالا دونوں روایات کو بنیاد بنا کر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے

[275] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص300 کتاب قسم الفئ والغنیمة باب بَيَانِ مَصْرِفِ أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِ الْفَيْءِ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی یا چھ ماہ بعد کی تھی۔ لہٰذا آپ کی خلافت کو اجماعی خلافت نہیں کہا جا سکتا۔

جواب نمبر 1:

حدیث مبارک میں موجود یہ الفاظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نہیں بلکہ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے۔ اس وجہ سے یہ حدیث منقطع ہے۔ اس پر مندرجہ ذیل قرائن موجود ہیں:

1: صحیح مسلم میں ان الفاظ سے پہلے لفظ "قال" کی تصریح، اگر یہ راویہ کا کلام ہوتا تو "قالت" ہوتا کیونکہ یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

2: امام بیہقی رحمہ اللہ کا اس روایت کے متصل بعد اس (امام زہری رحمہ اللہ کے) کلام کے منقطع ہونے کی صراحت کرنا۔

3: امام بیہقی رحمہ اللہ کا اپنی دوسری کتاب "الاعتقاد" میں مذکورہ بالا کلام کے منقطع ہونے کی صراحت کرنا۔

ابن شہاب زہری کے ادراج پر قرائن:

قرینہ نمبر 1:

امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ". وَإِنِّي وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ قَالَ: فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَيْلًا وَلَمْ

يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا عَلِيٌّ وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وِجْهَةٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَتِ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ بَايَعَ تِلْكَ الْأَشْهُرَ.[276]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں عطا فرمایا تھا اور فدک وخیبر کے خمس میں سے باقی ماندہ حصہ بطور میراث طلب کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: "ہم وارث نہیں چھوڑتے، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے، البتہ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی مال میں سے کھاتے رہیں گے"، اللہ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدقات کے طریقہ کار میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا، بلکہ اسی طریقے پر عمل کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رہا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اُن سے خفا ہوئیں اور اُن سے بات نہ کی یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ جب وہ انتقال کر گئیں تو اُن کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت ان کی تدفین کی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع نہ دی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لوگوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے زمانۂ حیات تک ایک خاص حیثیت تھی؛ لیکن جب وہ وفات پا گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے رویّے میں فرق دیکھا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مصالحت اور بیعت کی کوشش کی، حالانکہ انہوں نے ان مہینوں میں اب تک بیعت نہیں کی تھی۔

صحیح مسلم میں ان الفاظ "وَلَمْ يَكُنْ بَايَعَ تِلْكَ الْأَشْهُرَ" سے پہلے لفظ "قَالَ" موجود ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ امام زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے، یہ کلام راویہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہیں ہے۔ اگر یہ راویہ کا کلام ہوتا تو صیغہ تانیث "قَالَتْ" ہوتا، اس لیے کہ یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

---

[276] صحیح مسلم: رقم الحدیث 4580

مروی ہے۔ اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کلام ہوتا تو بھی صیغہ تانیث "قَالَتْ" ہوتا۔

قرینہ نمبر 2:

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُ الزُّهْرِيِّ فِي قُعُوْدِ عَلِيٍّ عَنْ بَيْعَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مُنْقَطِعٌ، وَحَدِيْثُ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ مُبَايَعَتِهٖ إِيَّاهُ حِيْنَ بُوْيِعَ بَيْعَةَ الْعَامَّةِ بَعْدَ السَّقِيْفَةِ أَصَحُّ. [277]

ترجمہ: امام زہری کا قول کہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک حضرت ابو بکر کی بیعت سے رکے رہے" یہ منقطع ہے اور اس کے مقابلے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس میں باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا تذکرہ ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔

قرینہ نمبر 3:

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْ رَوٰى أَنَّ عَلِيًّا لَمْ يُبَايِعْ أَبَا بَكْرٍ سِتَّةَ أَشْهُرٍ لَيْسَ مِنْ قَوْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِنَّمَا هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ فَأَدْرَجَهٗ بَعْضُ الرُّوَاةِ فِي الْحَدِيْثِ فِيْ قِصَّةِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، وَحَفِظَهٗ مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ فَرَوَاهُ مُفَصَّلًا وَجَعَلَهٗ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ مُنْقَطِعًا مِنَ الْحَدِيْثِ. [278]

ترجمہ: جس شخص نے یہ روایت نقل کی کہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر چھ ماہ تک بیعت نہیں کی" یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نہیں ہے بلکہ یہ امام زہری کا اپنا قول ہے، اور بعض راویوں نے اسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ کے ساتھ ملا کر حدیث میں شامل کر دیا (درج کر دیا)، لیکن

---

[277] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص300 کتاب قسم الفئ والغنیمۃ باب بَيَانِ مَصْرِفِ أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِ الْفَيْءِ

[278] الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشاد علی مذھب السلف: ص352 باب اجتماع المسلمین علی بیعۃ ابی بکر

معمر بن راشد رحمہ اللہ نے اسے صحیح طور پر محفوظ رکھا، اور اس کو مفصل طور پر نقل کیا اور واضح کر دیا کہ یہ قول زہری کا ہے اور اصل حدیث سے منقطع (یعنی غیر متصل) ہے۔

فائدہ: امام ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب الزہری رحمہ اللہ (ت 123ھ) بعض مرتبہ احادیث میں ادراج کرتے تھے۔

ان کے اس طرز کے متعلق امام حافظ محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی شافعی رحمہ اللہ (ت 902ھ) فرماتے ہیں:

وَكَذَا كَانَ الزُّهْرِيُّ يُفَسِّرُ الْأَحَادِيْثَ كَثِيْرًا وَرُبَمَا أَسْقَطَ أَدَاةَ التَّفْسِيْرِ.[279]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ اکثر اوقات روایات کی تشریح (وتوضیح) فرما دیتے ہیں، پھر اس تشریحی کلام میں بسا اوقات حروف تشریح کو گرا دیتے ہیں۔

جواب نمبر 2:

صحیح اور مستند روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ تمام صحابہ کرام؛ انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے بھی تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد ایک یا دو دن کے اندر اندر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور ان کی افضلیت اور خلافت کے حقدار ہونے کو بھی تسلیم کر لیا تھا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ؛ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات تک خلافت کے امور میں آپ کی معاونت بھی کرتے رہے اور فتنہ ارتداد کے تعاقب میں بھی آپ کے ساتھ شریک رہے۔

چند تصریحات حسب ذیل ہیں:

1: ابو الحسن احمد بن یحیٰی بن جابر بن داؤد البلاذری رحمہ اللہ (ت 279ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ قَالَ: لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ اعْتَزَلَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَأَتَيَا مَنْزِلَ عَلِيٍّ، فَقَرَعَا الْبَابَ، فَنَظَرَ الزُّبَيْرُ مِنْ قُتْرَةٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَلِيٍّ،

---

[279] فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث: ج 1 ص 267، 268 تحت المدرج

فَقَالَ: هٰذَانِ رَجُلَانِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَلَيْسَ لَنَا أَنْ نُقَاتِلَهُمَا. قَالَ: افْتَحْ لَهُمَا. ثُمَّ خَرَجَا مَعَهُمَا حَتّٰى أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَا عَلِيُّ! أَنْتَ ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِهْرُهٗ فَتَقُوْلُ: إِنِّي أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ. لَا هَا اللّٰهِ. لَأَنَا أَحَقُّ بِهٖ مِنْكَ. قَالَ: لَا تَثْرِيْبَ. يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! ابْسُطْ يَدَكَ أُبَايِعْكَ. فَبَسَطَ يَدَهٗ فَبَايَعَهٗ. ثُمَّ قَالَ لِلزُّبَيْرِ: تَقُوْلُ: أَنَا ابْنُ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَحَوَارِيُّهٗ. وَفَارِسُهٗ. وَأَنَا أَحَقُّ بِالْأَمْرِ؛ لَا هَا اللّٰهِ. لَأَنَا أَحَقُّ بِهٖ مِنْكَ. فَقَالَ: لَا تَثْرِيْبَ. يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ. ابْسُطْ يَدَكَ. فَبَسَطَ يَدَهٗ فَبَايَعَهٗ. [280]

ترجمہ: ابو نضرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: جب لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت میں تاخیر کی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان دونوں حضرات کے پاس بھیجا۔ ان دونوں حضرات نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر دستک دی، تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دروازے کی درز سے جھانکا اور واپس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا: یہ دونوں جنتی لوگوں میں سے ہیں، اور ہمیں (بیعت نہ کرکے) ان سے لڑنے کا حق نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دروازہ کھول دو۔ پھر دونوں (علی اور زبیر رضی اللہ عنہما) ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے علی! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہو، اور تمہارا خیال ہے کہ تم خلافت کے زیادہ حقدار ہو؟ خدا کی قسم! میں تم سے زیادہ اس کا حقدار ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے رسول اللہ کے خلیفہ! اپنا ہاتھ بڑھایئے، میں آپ سے بیعت کرتا ہوں۔ پھر انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور بیعت کی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم کہتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھوپھی زاد ہوں، ان کا حواری اور گھوڑے پر سوار ہونے والا (سپہ سالار) ہوں، اور میں اس خلافت کا زیادہ حق دار ہوں؟ خدا کی قسم! میں تم سے زیادہ اس کا حق دار ہوں۔

---

[280] فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث: ج1 ص267، 268 تحت المدرج

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے رسول اللہ کے خلیفہ! اپنا ہاتھ بڑھایئے، میں آپ سے بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور بیعت کی۔

2: امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: جَزَا كُمُ اللهُ خَيْرًا يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! وَثَبَّتَ قَائِلَكُمْ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا لَوْ فَعَلْتُمْ غَيْرَ ذٰلِكَ لَمَا صَالَحْنَاكُمْ ثُمَّ أَخَذَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ بِيَدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ: هٰذَا صَاحِبُكُمْ فَبَايِعُوْهُ. ثُمَّ انْطَلَقُوْا فَلَمَّا قَعَدَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ نَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَامَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوْا بِهٖ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنَهٗ! أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ! فَبَايَعَهٗ ثُمَّ لَمْ يَرَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلَ عَنْهُ حَتّٰى جَاءُوْا بِهٖ فَقَالَ: ابْنَ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوَارِيَّهٗ! أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهٖ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ فَبَايَعَاهُ. [281]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا .... (درمیان میں طویل کلام جسے حذف کیا گیا ہے) تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انصار سے فرمایا: اے گروہِ انصار! اللہ تمہیں جزائے خیر دے، اور تمہارے کہنے والے کو ثابت قدم رکھے۔ اگر تم اس کے خلاف کوئی اور طریقہ اختیار کرتے تو ہم تم سے صلح نہ کرتے۔ پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر کا ہاتھ پکڑ کر کہا: (اے لوگو!) یہ تمہارے امیر ہیں، ان کی بیعت کرو۔ چنانچہ لوگ بیعت کرنے لگے۔ پھر جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو آپ نے لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے۔ آپ نے ان کے بارے میں پوچھا۔ کچھ انصاری حضرات گئے اور انہیں لے آئے۔

---

[281] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج8 ص143 کتاب قتال أهل البغی باب الائمة من قریش

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول کے چچا زاد اور داماد! کیا تم مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنا چاہتے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے خلیفۂ رسول اللہ! پھر انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو ان کے بارے میں پوچھا یہاں تک کہ لوگ انہیں بھی لے آئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور ان کے حواری! کیا تم مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف ڈالنا چاہتے تھے؟ انہوں نے بھی کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے خلیفۂ رسول اللہ! پھر دونوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔

3: امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادَةَ، قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرِضَ لَيَالِيَ وَأَيَّامًا يُنَادِيْ بِالصَّلَاةِ فَيَقُوْلُ: مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرْتُ فَإِذَا الصَّلَاةُ عَلَمُ الْإِسْلَامِ، وَقِوَامُ الدِّيْنِ، فَرَضِيْنَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِدِيْنِنَا، فَبَايَعْنَا أَبَا بَكْرٍ. [282]

ترجمہ: قیس بن عبادہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن بیمار رہے، اور اس دوران جب نماز کے لیے آواز دیتے تو فرماتے: ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا، تو میں نے غور کیا کہ نماز؛ اسلام کی علامت اور دین کی بنیاد ہے۔ تو ہم نے اپنی دنیا کے لیے اس شخص کو پسند کیا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا۔ چنانچہ ہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

4: امام ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

فَصَعِدَ أَبُوْ بَكْرٍ الْمِنْبَرَ، فَنَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ الزُّبَيْرَ. قَالَ: فَدَعَا بِالزُّبَيْرِ فَجَاءَ،

[282] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ج 3 ص 971

فَقَالَ: قُلْتُ: ابْنَ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوَارِيَّهُ، أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُوْلِ اللهِ! فَقَامَ فَبَايَعَهُ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا فَدَعَا بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَجَاءَ، فَقَالَ: قُلْتُ: ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنَهُ عَلَى ابْنَتِهِ! أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟قَالَ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! فَبَايَعَهُ. [283]

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے لوگوں پر نگاہ دوڑائی تو آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ان میں موجود نہ پایا۔ آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور قریبی دوست! کیا آپ مسلمانوں کی وحدت میں ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں نہیں! ہماری طرف سے آپ کے بارے ایسی کوئی بات نہیں۔ اے رسول اللہ کے (پہلے) خلیفہ! چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر نگاہ دوڑائی تو ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی وہاں موجود نہ پایا۔ آپ نے انہیں بلوایا، وہ تشریف لائے۔ آپ نے ان فرمایا: اے رسول اللہ کے چچازاد اور داماد! کیا آپ مسلمانوں کی وحدت میں ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں نہیں! ہماری طرف سے آپ کے بارے ایسی کوئی بات نہیں اے رسول اللہ کے (پہلے) خلیفہ! چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی۔

5: امام ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

وَهٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ ... وَفِيْهِ فَائِدَةٌ جَلِيْلَةٌ وَهِيَ مُبَايَعَةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ إِمَّا فِي أَوَّلِ يَوْمٍ أَوْ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي مِنَ الْوَفَاةِ، وَهٰذَا حَقٌّ فَإِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ لَمْ يُفَارِقِ الصِّدِّيْقَ فِيْ وَقْتٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ وَلَمْ يَنْقَطِعْ فِيْ صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ خَلْفَهُ. [284]

ترجمہ: مذکورہ واقعات کی سند صحیح ہے .... (اس کے بعد فرماتے ہیں کہ) اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

[283] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج 3 ص 261 اعتراف سعد بن عبادة بصحة ما قاله الصديق يوم السقيفة

[284] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج 3 ص 262 اعتراف سعد بن عبادة بصحة ما قاله الصديق يوم السقيفة

بیعت کرنے کا پتہ چل رہا ہے کہ یا تو پہلے ہی دن بیعت کر لی تھی یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن۔ یہ بات بالکل برحق ہے، اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی وقت بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جدا نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کی اقتداء میں کبھی نماز پڑھنا چھوڑی۔

مذکورہ بالا روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شروع ہی میں بیعت کر لی تھی اور پھر تمام عرصہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں رہے اور تمام معاملات میں ان کا ساتھ دیتے رہے اور نمازیں بھی ان کی اقتداء میں ادا کرتے رہے۔

جواب نمبر 3:

ایسی تمام روایات جن میں چھ ماہ یا چند ماہ تک بیعت نہ کرنے کا ذکر ہے وہ روایات امام زہری رحمہ اللہ سے مروی ہیں۔ بالفرض ان کو اصل روایت کا حصہ بھی تسلیم کر لیا جائے تو ان کے مقابلے میں وہ روایات جو فی الفور بیعت کو ثابت کرتی ہیں وہ سند کے اعتبار سے صحیح و متصل ہیں۔ لہٰذا تعارض کی صورت میں صحیح و متصل روایات کو ترجیح حاصل ہو گی۔

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: جَزَاكُمُ اللهُ خَيْرًا يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! وَثَبَّتَ قَائِلَكُمْ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا لَوْ فَعَلْتُمْ غَيْرَ ذٰلِكَ لَمَا صَالَحْنَاكُمْ ثُمَّ أَخَذَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: هٰذَا صَاحِبُكُمْ فَبَايِعُوْهُ، ثُمَّ انْطَلَقُوْا فَلَمَّا قَعَدَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ نَظَرَ فِي وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَامَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوْا بِهِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنَهُ! أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ! فَبَايَعَهُ ثُمَّ لَمْ يَرَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلَ عَنْهُ حَتّٰى جَاءُوْا بِهِ فَقَالَ: ابْنَ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوَارِيَّهُ! أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ: لَا

تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَبَايَعَاهُ. [285]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا .... (درمیان میں طویل کلام جسے حذف کیا گیا ہے) تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انصار سے فرمایا: اے گروہِ انصار! اللہ تمہیں جزائے خیر دے، اور تمہارے کہنے والے کو ثابت قدم رکھے۔ اگر تم اس کے خلاف کوئی اور طریقہ اختیار کرتے تو ہم تم سے صلح نہ کرتے۔ پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر کا ہاتھ پکڑ کر کہا: (اے لوگو!) یہ تمہارے امیر ہیں، ان کی بیعت کرو۔ چنانچہ لوگ بیعت کرنے لگے۔ پھر جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو آپ نے لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے۔ آپ نے ان کے بارے میں پوچھا۔ کچھ انصاری حضرات گئے اور انہیں لے آئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول کے چچا زاد اور داماد! کیا تم مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنا چاہتے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے خلیفۂ رسول اللہ! پھر انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو ان کے بارے میں پوچھا یہاں تک کہ لوگ انہیں بھی لے آئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور ان کے حواری! کیا تم مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف ڈالنا چاہتے تھے؟ انہوں نے بھی کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے خلیفۂ رسول اللہ! پھر دونوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔

حضرت ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی ترجیح پر محققین کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

[1]: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَمَسَّكَ الرَّافِضَةُ بِتَأَخُّرِ عَلِيٍّ عَنْ بَيْعَةِ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَى أَنْ مَاتَتْ فَاطِمَةُ وَهَذَيَانُهُمْ فِي ذٰلِكَ مَشْهُوْرٌ وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا يُدْفَعُ فِيْ حُجَّتِهِمْ وَقَدْ صَحَّحَ ابْنُ حِبَّانَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ

[285] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج8 ص143 کتاب قتال أهل البغي باب الائمة من قريش

الْخُدْرِيّ وَغَيْرِهِ أَنَّ عَلِيًّا بَايَعَ أَبَا بَكْرٍ فِيْ أَوَّلِ الْأَمْرِ وَأَمَّا مَا وَقَعَ فِيْ مُسْلِمٍ عَنِ الزُّهْرِيّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ: لَمْ يُبَايِعْ عَلِيٌّ أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى مَاتَتْ فَاطِمَةُ؟ قَالَ: لَا وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ فَقَدْ ضَعَّفَهُ الْبَيْهَقِيُّ بِأَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يُسْنِدْهُ وَأَنَّ الرِّوَايَةَ الْمَوْصُوْلَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَصَحُّ. [286]

ترجمہ: روافض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تاخیر کو (اپنی طرف سے) ایک دلیل بنایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک بیعت نہیں کی تھی، اور اس بارے میں ان کی طرف سے بے سروپا باتیں مشہور ہے۔ مگر اسی حدیث میں ان کے اس استدلال کو رد کرنے والی بات موجود ہے۔ امام ابنِ حبان اور دیگر محدثین نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتداء ہی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی۔ رہی بات صحیح مسلم میں امام زہری رحمہ اللہ کی اس روایت کی جس میں آیا ہے کہ کسی شخص نے امام زہری رحمہ اللہ سے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک نہیں کی؟ تو انہوں نے کہا: ہاں (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک بیعت نہیں کی) اور نہ ہی بنی ہاشم میں سے کسی نے بیعت کی۔ اس روایت کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے کہ امام زہری نے اسے سند کے ساتھ بیان نہیں کیا، اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی متصل سند والی روایت زیادہ صحیح ہے۔

[2]: امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابو بکر قسطلانی رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ صَحَّحَ ابْنُ حِبَّانَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عَلِيًّا بَايَعَ أَبَا بَكْرٍ فِيْ أَوَّلِ الْأَمْرِ، وَأَمَّا مَا فِيْ مُسْلِمٍ عَنِ الزُّهْرِيّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ: لَمْ يُبَايِعْ عَلِيٌّ أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى مَاتَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا؟ قَالَ: وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ، فَقَدْ ضَعَّفَهُ الْبَيْهَقِيُّ بِأَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يُسْنِدْهُ، وَأَنَّ الرِّوَايَةَ الْمَوْصُوْلَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَصَحُّ. [287]

---

[286] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص620 کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر

[287] ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری للقسطلانی: ج13 ص615 کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر

ترجمہ: امام ابنِ حبان اور دیگر محدثین نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہ روایت صحیح قرار دی ہے جس میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شروع ہی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تھی۔ رہی وہ روایت جو صحیح مسلم میں زہری سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا: کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال تک بیعت نہیں کی؟ تو زہری نے کہا: ہاں اور بنی ہاشم میں سے بھی کسی نے بیعت نہیں کی۔ اس روایت کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے، کیونکہ یہ روایت امام زہری نے بغیر سند کے بیان کی ہے، اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی متصل روایت زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ:

امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابو بکر قسطلانی رحمہ اللہ (ت 923ھ) نے امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) کے جس قول کا حوالہ دیا وہ یہ ہے:

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُ الزُّهْرِيّ فِي قُعُوْدِ عَلِيّ عَنْ بَيْعَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ "حَتّٰى تُوُفِّيَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا" مُنْقَطِعٌ، وَحَدِيْثُ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي مُبَايَعَتِهِ إِيَّاهُ حِيْنَ بُوْيِعَ بَيْعَةَ الْعَامَّةِ بَعْدَ السَّقِيْفَةِ أَصَحُّ. [288]

ترجمہ: امام زہری کا یہ قول کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک حضرت ابو بکر کی بیعت سے رکے رہے؛ منقطع ہے اور اس کے مقابلے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس میں باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا تذکرہ ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) ایک اور جگہ نقل کرتے ہیں:

وَالَّذِيْ رَوٰى "أَنَّ عَلِيًّا لَمْ يُبَايِعْ أَبَا بَكْرٍ سِتَّةَ أَشْهُرٍ" لَيْسَ مِنْ قَوْلِ عَائِشَةَ إِنَّمَا هُوَ مِنْ قَوْلِ

---

[288] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص300 کتاب قسم الفئی والغنیمة باب بَيَانِ مَصْرِفِ أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِ الْفَيْءِ

الزُّهْرِيِّ فَأَدْرَجَهُ بَعْضُ الرُّوَاةِ فِي الْحَدِيْثِ فِيْ قِصَّةِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا. وَحَفِظَهُ مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ فَرَوَاهُ مُفَصَّلًا وَجَعَلَهُ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ مُنْقَطِعًا مِنَ الْحَدِيْثِ. [289]

ترجمہ: جس شخص نے یہ روایت نقل کی کہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر چھ ماہ تک بیعت نہیں کی" یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نہیں ہے بلکہ یہ امام زہری (رحمہ اللہ) کا اپنا قول ہے، اور بعض راویوں نے اسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واقعے کے ساتھ ملا کر حدیث میں شامل (درج) کر دیا لیکن امام معمر بن راشد رحمہ اللہ نے اسے صحیح طور پر محفوظ رکھا، اور اس کو مفصل طور پر نقل کیا اور واضح کر دیا کہ یہ قول زہری کا ہے اور اصل حدیث سے منقطع (یعنی غیر متصل) ہے۔

جواب نمبر 4:

بالفرض ان روایات (جن میں چھ ماہ تک بیعت نہ کرنے کا ذکر ہے) کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو دونوں طرح کی روایات میں یوں تطبیق دی جائے گی کہ پہلی مرتبہ بیعت کر لی تھی (جس کا سب کو علم نہیں ہو سکا تھا) اور دوسری مرتبہ بطورِ تاکید کے بیعت کی تھی تاکہ سب کو اس کا علم ہو جائے اور شبہات ختم ہو جائیں۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَمَسَّكَ الرَّافِضَةُ بِتَأَخُّرِ عَلِيٍّ عَنْ بَيْعَةِ أَبِيْ بَكْرٍ إِلٰى أَنْ مَاتَتْ فَاطِمَةُ وَهَذَيَانُهُمْ فِي ذٰلِكَ مَشْهُوْرٌ... وَجَمَعَ غَيْرُهُ بِأَنَّهُ بَايَعَهُ بَيْعَةً ثَانِيَةً مُؤَكِّدَةً لِلْأُوْلٰى لِإِزَالَةِ مَا كَانَ وَقَعَ بِسَبَبِ الْمِيْرَاثِ. [290]

ترجمہ: روافض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تاخیر کو (اپنی طرف سے) ایک دلیل بنایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک بیعت نہیں کی تھی، اور اس بارے میں ان کی طرف سے بے سروپا باتیں مشہور ہے..... (محدثین کرام نے دونوں روایتوں میں اس طرح) تطبیق دی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتدائی بیعت کے بعد دوبارہ (علانیہ) بیعت بھی کی تھی، جو

[289] الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشاد علی مذھب السلف: ص 352 باب اجتماع المسلمین علی بیعۃ ابی بکر

[290] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج 7 ص 620 کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر

پہلی بیعت کی تاکید اور وراثت کے معاملے میں پیدا ہونے والی ممکنہ غلط فہمی کے ازالے کے لیے تھی۔

جواب نمبر 5:

روافض؛ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیعت نہ کرنے کو بنیاد بنا کر اعتراض کرتے ہیں، جبکہ ان کی اپنی کتب میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فی الفور بیعت کر لی تھی۔

(شیعہ مصنف) ابن ابی الحدید (ت 656ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ: مَا غَضِبْنَا إِلَّا فِي الْمَشُوْرَةِ، وَإِنَّا لَنَرٰى أَبَا بَكْرٍ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا، إِنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ، وَإِنَّا لَنَعْرِفُ لَهُ سِنَّهُ، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ. [291]

ترجمہ: حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم صرف مشورے میں شامل نہ کیے جانے پر ناراض ہوئے تھے، اور ہم یقیناً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہی خلافت کا سب سے زیادہ حقدار سمجھتے ہیں، وہی غار کے ساتھی ہیں، اور ہم ان کی شخصیت (مقام و عظمت) کو پہچانتے ہیں، اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

جواب نمبر 6:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع تھا اور یہ اجماع اسی وقت ممکن ہے جب تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رضامندی کے ساتھ بیعت کی ہو۔ لہٰذا اس سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر بیعت کی تھی۔

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم النیشابوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَجْمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَخْلَفُوْا أَبَا بَكْرٍ

[291] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ج2 ص50

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [292]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کرنے پر اجماع کر لیا۔

2: امام ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدِ اتَّفَقَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عَلٰى بَيْعَةِ الصِّدِّيْقِ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ، حَتّٰى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. وَالدَّلِيْلُ عَلٰى ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ. [293]

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت پر متفق ہو گئے تھے، حتی کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی اس بیعت میں شامل تھے، اور اس پر دلیل امام بیہقی رحمہ اللہ کی روایت ہے۔

جواب نمبر 7:

بالفرض یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت چھ ماہ بعد کی تو بھی خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت ثابت ہے اور یہی مدّعیٰ ہے۔

[292] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص31 رقم الحدیث 4532

[293] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص693 خلافۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وما فیہا من الحوادث

اعتراض نمبر 14

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وراثت میں سے حصہ نہ دیا

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْمَالِ". وَاللهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي. [294]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما؛ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے، فدک کی زمین اور خیبر کے حصے کا مطالبہ کیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: "ہم انبیاء کرام (علیہم السلام) کی وراثت جاری نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ البتہ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی مال میں سے کھاتے رہیں گے"۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا مجھے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

اعتراض:

مذکورہ بالا روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت؛ باغِ فدک کی وارث تھیں اور وراثت کا حصہ لینے کے لیے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئی بھی تھیں لیکن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ حصہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو نہ دیا۔

[294] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4035

جواب نمبر 1:

اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات کے بعد ان کے مالِ متروکہ میں میراث جاری نہیں ہوتی۔ اس پر چند دلائل پیش خدمت ہیں:

(1) امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيرَاثَهُنَّ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"؟ [295]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی بیویوں نے ارادہ کیا کہ اپنی میراث طلب کرنے کے لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یاد دلایا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ کر جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے؟

(2) امام ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ زَيْدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ: اَمَّا لَوْ كُنْتُ مَكَانَ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَحَكَمْتُ بِمَا حَكَمَ بِهِ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ فَدَكٍ. [296]

ترجمہ: حضرت زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ میں ہوتا تو باغِ فدک کا وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

(3) روافض کی کتب سے بھی یہی بات ثابت ہے۔ ذیل میں صرف دو حوالے پیش کیے جاتے ہیں:

(شیعہ مصنف) ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی (ت 328ھ) نقل کرتے ہیں:

---

[295] صحیح البخاری: رقم الحدیث 6730

[296] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج 3 ص 303 بیان روایۃ الجماعۃ لما رواہ الصدیق موافقتہ علی ذلک

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ قَالَ: إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَذَاكَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَإِنَّمَا اَوْرَثُوا أَحَادِيثَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهَا أَخَذَ حَظًّا وَافِرًا.[297]

ترجمہ: ابو عبد اللہ (جعفر صادق رحمہ اللہ) نے فرمایا: علماء کرام؛ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں، اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام وراثت میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے، بلکہ وہ اپنی حدیثیں وراثت میں چھوڑتے ہیں۔ جس نے اُن احادیث کو لیا گویا اُس نے بڑا حصہ پالیا ہے۔

(شیعہ مصنف) ابو منصور احمد بن علی طبرسی (ت 560ھ) بیان کرتے ہیں:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مالی وراثت کے مطالبہ کے جواب میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّي أُشْهِدُ اللهَ وَكَفَى بِهِ شَهِيدًا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُورِثُ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً وَلَا دَارًا وَلَا عَقَارًا وَإِنَّمَا نُورِثُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالْعِلْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَمَا كَانَ لَنَا مِنْ طُعْمَةٍ فَلِوَلِيِّ الْأَمْرِ بَعْدَنَا أَنْ يَحْكُمَ فِيهِ بِحُكْمِهِ.[298]

ترجمہ: میں (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور اللہ کی گواہی کافی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے ہیں: ہم انبیاء کی جماعت اپنے بعد کسی کو سونے، چاندی، گھر اور زمین کا وارث نہیں بناتے۔ ہم صرف کتاب و حکمت، علم اور نبوت سے متعلق اُمور کا وارث بناتے ہیں، باقی ہمارے ذرائع معاش تو وہ ہمارے بعد ہونے والے خلیفہ کے ذمہ ہوتے ہیں، وہ ان میں اپنی صوابدید کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

جواب نمبر 2:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث پر عمل کرتے ہوئے وراثت نہ دی لیکن آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل مالی کفالت کے بارے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: مذکورہ بالا اَموال میں سے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً کھاتے پیتے رہیں گے اور اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے اپنی قرابت

---

[297] اصول الکافی: ج 1 ص 97 باب صفة العلم و فضله و فضل العلماء

[298] الاحتجاج للطبرسی: ج 1 ص 142 احتجاج فاطمة الزهراء على القوم لما منعوها فدك

سے زیادہ محبوب ہے۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَاالْمَالِ"، وَاللهِ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ.[299]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: "ہم انبیاء کرام کی وراثت جاری نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے، البتہ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی مال میں سے کھاتے رہیں گے"۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں (جن میں اہلِ بیت بھی داخل ہیں) سے حسنِ سلوک کرنا مجھے اپنے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

جواب نمبر 3:

اگر نبی علیہ السلام کی وراثت تقسیم ہوتی تو صرف بیٹیوں کو نہ ملتی بلکہ بیویوں کو بھی ملتی، اور بیویوں میں سے سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما بھی ہیں، جو سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی بیٹیاں ہیں، تو ان حضرات کا اپنی بیٹیوں کو حصہ نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات نے حکم شرعی پر عمل کرتے ہوئے نہ اپنی بیٹیوں کو حصہ دیا اور نہ ہی نبی کی بیٹی کو۔ اس میں ان کی دنیوی غرض اور کوئی ذاتی مفاد شامل نہیں تھا، وگرنہ اپنی بیٹیوں کو تو ضرور حصہ دیتے۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ يَسْأَلْنَهٗ مِيْرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَالَ

[299] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4035

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" ؟[300]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی بیویوں نے ارادہ کیا کہ اپنی میراث طلب کرنے کے لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یاد دلایا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ کر جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے؟

جواب نمبر 4:

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے بھی باغِ فدک اور دیگر اراضی میں سے بطور میراث کے نہ خود حصہ لیا اور نہ ہی اپنے بیٹوں کو دیا، معلوم ہوا کہ وراثت تقسیم نہ ہونے میں جو موقف خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کا تھا، وہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بھی تھا۔

(شیعہ مصنف) سعید السّامرّائی لکھتے ہیں:

فَلَمَّا وَصَلَ الْأَمْرُ إِلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلِّمَ فِيْ رَدِّ فَدَكَ. فَقَالَ: إِنِّيْ لَأَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا مَنَعَ مِنْهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَأَمْضَاهُ عُمَرُ. [301]

ترجمہ: جب امرِ خلافت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے سپرد ہوا تو آپ سے فدک کو (اہلِ بیت کی طرف) لوٹانے کے بارے میں کہا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ خدا کی قسم! مجھے اس کام کو کرنے میں اللہ سے حیا آتی ہے جس پر ابو بکر نے عمل کیا ہو اور عمر نے اسے نافذ کیا ہو۔

جواب نمبر 5:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ درست تھا اور اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے امام زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم نے نہ صرف درست قرار دیا بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اگر میں حضرت ابو

---

[300] صحیح البخاری: رقم الحدیث 6730

[301] حُجَجُ النَّهْجِ المختارُ من نهج البلاغة: ص 279

بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ پر ہوتا تو میں بھی یہی فیصلہ کرتا۔

امام ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ زَيْدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَمَّا لَوْ كُنْتُ مَكَانَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَحَكَمْتُهُ بِمَا حَكَمَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي فَدَكٍ.[302]

ترجمہ: حضرت زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ میں ہوتا تو باغِ فدک کا وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

شبہ:

ازواجِ مطہرات کو حجرے دیے گئے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی میراث تقسیم ہوتی ہے۔

جواب:

ازواجِ مطہرات کے پاس جو حجرے تھے، وہ بطور میراث ان کو نہیں ملے تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں ہر زوجہ کو ایک ایک حجرہ بنوا کر ان کی ملکیت میں دے دیا تھا اور ازواج نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ان پر قبضہ بھی کر لیا تھا اور ہبہ قبضہ کے ساتھ موجبِ ملکیت ہے، جیسا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی للہ عنہا اور حضرت اسامہ رضی للہ عنہ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے گھر بنوا کر ان کی تحویل میں دے دیے تھے اور ازواج مطہرات اور یہ حضرات ان گھروں کے مالک تھے۔ لہٰذا یہ حجرے ازواج مطہرات کو بطورِ میراث نہیں ملے تھے بلکہ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہی میں ان کی ملکیت تھے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَئُونَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ".[303]

---

[302] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص303 باب بیان انہ قال لانورث

[303] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3096

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے وارث (میرا ترکہ) میرے بعد ایک دینار بھی تقسیم نہ کریں، میں جو (مال) چھوڑ جاؤں، اس میں سے میرے عاملوں کی تنخواہ اور میری بیویوں کا خرچ نکال کر باقی سارا مال صدقہ کر دیا جائے۔

فائدہ:

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا خرچ مقرر فرما کر باقی تمام ترکہ کو صدقہ قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے جو حجرات مقرر ہوئے تھے، وہ وراثت کے طور پر نہیں بلکہ نفقہ وسکونت کے حکم کے تحت عطا کیے گئے تھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ

اعتراض نمبر 15

ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ناراضگی کی وجہ سے گفتگو ترک کر دی

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ابْنَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيْرَاثَهَا مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ". فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ، فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ. [304]

ترجمہ: عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہمانے خبر دی کہ انہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ترکہ سے انہیں ان کی میراث کا حصہ دلایا جائے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالِ فے کی صورت میں دیا تھا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ہم انبیاء کی جماعت کا ورثہ تقسیم نہیں ہوتا، ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر (طبعی طور پر) نالاں ہو گئیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات چھوڑ دی اور وفات تک ان سے نہ ملیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینے زندہ رہی تھیں۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ

---

[304] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3093

تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ"، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذَلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ. [305]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیج کر اپنی میراث کا مطالبہ کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مال سے تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ، (باغ) فدک میں عطا فرمایا تھا اور خیبر کے پانچویں حصے سے بھی جو مال رہ گیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: "ہم انبیاء علیہم السلام کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ سارا صدقہ ہوتا ہے۔ ہاں البتہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے کھاتے رہیں گے۔" اللہ کی قسم! میں (ابو بکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوڑے ہوئے صدقہ میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صدقہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک میں تھا اب بھی اسی طرح جاری رہے گا اور میں بھی اس میں وہی طریقہ کار اختیار کروں گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندگی میں ہوتا تھا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ نہ دیا۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر خفا ہو گئیں اور ان سے ملاقات چھوڑ دی اور وفات تک ان سے گفتگو نہیں کی۔

اعتراض:

ان روایات کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

[305] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4240

کے اس فیصلے (کہ مالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بطورِ وراثت تقسیم نہ کرنے) پر ناراض تھیں اور ان سے بولنا چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ اسی ناراضگی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئیں۔

نوٹ: "وَجَدَتْ" کا معنی ہے: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں۔

چنانچہ امام مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (ت606ھ) "وَجَدَتْ" کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَجَدَتْ: وَجَدَتْ تَجِدُ، أَيْ غَضِبَتْ، وَالْمَوْجِدَةُ الْغَضَبُ. [306]

ترجمہ: "وَجَدَتْ" کا لفظ "الْمَوْجِدَةُ" (مصدر) سے ہے جس کا معنی ہے: ناراض ہونا۔

نیز علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی المعروف مرتضیٰ الزبیدی رحمہ اللہ (ت1205ھ) "وَجَدَ يَجِدُ" کا معنی "غصہ ہونا" بیان کیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وَجَدْتُّ عَلَى الرَّجُلِ"مِنَ الْمَوْجِدَةِ. [307]

"وجد" کا لفظ "مَوْجِدَة" سے ہے۔ اس کا معنی ہے: کسی شخص پر غصہ ہونا۔

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ "وَجَدَتْ" کا معنی ناراض ہونا ہے۔

اس اعتراض کا خلاصہ دو باتیں ہیں:

1: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض تھیں۔

2: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراضگی کی بنیاد پر وفات تک بات نہیں کی۔

پہلی بات: ناراضگی والی روایت کے متعلق جوابات

جواب نمبر 1:

"ناراضگی" والی بات نہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان میں موجود ہے اور نہ ہی حضرت فاطمہ رضی

---

[306] جامع الاصول فی احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لابی السعادات ابن الاثیر: ج3 ص71 تحت رقم الحدیث 2078

[307] تاج العروس من جواہر القاموس: ج1 ص26

اللہ عنہا کا فرمان ہے بلکہ یہ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ (ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب الزھری ت 123ھ) کا ادراج ہے۔ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس معاملے میں مزید بات نہ کرنے کو ناراضگی سمجھ کر اپنے الفاظ میں اسے غضب (ناراضگی) سے تعبیر کر دیا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وراثت کا مطالبہ کرنے والی روایات مختلف کتب میں 41 مقامات پر ذکر کی گئی ہے۔ تفصیل یہ ہے:

نمبر	کتاب کا نام	مصنف کا نام	سن وفات	مرویات
1	مصنف عبد الرزاق	امام عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ	211ھ	1
2	طبقات ابن سعد	امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمۃ اللہ علیہ	230ھ	5
3	مسند ابی عوانہ	امام ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ	230ھ	3
4	مسند احمد	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد حنبل البغدادی رحمۃ اللہ علیہ	241ھ	5
5	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجُعفی رحمۃ اللہ علیہ	256ھ	5
6	صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ	261ھ	2
7	سنن ابی داود	امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث رحمۃ اللہ علیہ	275ھ	4
8	جامع الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ	279ھ	2
9	فتوح البلدان	امام ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری رحمۃ اللہ علیہ	279ھ	1
10	سنن النسائی	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ	303ھ	1
11	المنتقیٰ	امام ابو محمد عبد اللہ بن علی بن الجارود النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ	307ھ	1
12	تاریخ الرسل والملوک	امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید طبری رحمۃ اللہ علیہ	310ھ	1
13	شرح مشکل الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد الاَزْدِی الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ	321ھ	1
14	سنن الطحاوی	امام ابو جعفر احمد بن محمد الاَزْدِی الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ	321ھ	2
15	سنن الکبریٰ	امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی رحمۃ اللہ علیہ	458ھ	7

یہ کل 41 مقامات ہیں۔ ان 41 مقامات میں سے...

[1]: 13 روایات وہ ہیں جن کی سند میں ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نہیں ہیں اور ان 13 روایات میں سے کسی بھی روایت میں غَضِبَتْ، لَمْ تَتَكَلَّمْ، وَجَدَتْ کے الفاظ نہیں ہیں اور نہ ہی ان روایات میں ناراضگی کا کوئی تذکرہ ہے۔

[2]: 28 روایات وہ ہیں جن کی سند میں امام زہری رحمہ اللہ موجود ہیں، ان 28 روایات میں بھی 13 روایات وہ ہیں جن میں غَضِبَتْ، لَمْ تَتَكَلَّمْ، وَجَدَتْ کے الفاظ نہیں ہیں اور نہ ہی ان روایات میں ناراضگی کا کوئی تذکرہ ہے۔

[3]: 15 روایات وہ ہیں جن میں "وَجَدَتْ، غَضِبَتْ، لَمْ تَتَكَلَّمْ" کے الفاظ منقول ہیں۔ ان میں 6 مقامات پر "وَجَدَتْ، لَمْ تَتَكَلَّمْ غَضِبَتْ" کے الفاظ "قَالَ" کے بعد ہیں یعنی یہ امام زہری رحمہ اللہ کا مقولہ بن رہے ہیں، امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کی ناقلہ نہیں ہیں۔ تو یہ کلمات امام زہری رحمہ اللہ کا ادراج (ذاتی تبصرہ) ہیں۔

[4]: 9 مقامات پر "وَجَدَتْ، غَضِبَتْ، لَمْ تَتَكَلَّمْ" کے کلمات ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ ناراضگی والی بات نہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے اور نہ ہی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے بلکہ یہ امام زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے اور اصل روایت کا یہ حصہ نہیں ہے۔ لہذا اس روایت کی بنیاد پر یہ کہنا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا؛ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئی تھیں، درست نہیں ہے۔

انہی نکات کی ترتیب پر ذیل میں تمام روایات کو تفصیل سے پیش کیا جاتا ہے۔

(1): 13 وہ روایات جن کی سند میں ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نہیں ہیں اور ان 13 روایات میں سے کسی بھی روایت میں غَضِبَتْ، لَمْ تَتَكَلَّمْ، وَجَدَتْ کے الفاظ نہیں ہیں۔

1: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ: مَنْ يَرِثُكَ؟

قَالَ: أَهْلِيْ وَوَلَدِيْ، قَالَتْ: فَمَا لِيْ لَا أَرِثُ أَبِيْ؟ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَا نُوْرَثُ"، وَلٰكِنِّيْ أَعُوْلُ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْلُهُ وَأُنْفِقُ عَلٰى مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ". [308]

2: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ عِيْسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ جَاءَتْ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَسْأَلُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا: سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "إِنِّيْ لَا أُوْرَثُ" قَالَتْ: وَاللهِ لَا أُكَلِّمُكُمَا أَبَدًا فَمَاتَتْ وَلَا تُكَلِّمُهُمَا. قَالَ عَلِيُّ بْنُ عِيْسٰى: مَعْنٰى "لَا أُكَلِّمُكُمَا" تَعْنِيْ فِيْ هٰذَا الْمِيْرَاثِ أَبَدًا أَنْتُمَا صَادِقَانِ. [309]

3: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَطْلُبُ مِيْرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً فَهِيَ لِلَّذِيْ يَقُوْمُ مِنْ بَعْدِهِ". [310]

4: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنِي الْكَلْبِيُّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ: أَنَّ فَاطِمَةَ قَالَتْ لِأَبِيْ بَكْرٍ: مَنْ يَرِثُكَ إِذَا مُتَّ؟ قَالَ: وَلَدِيْ وَأَهْلِيْ! قَالَتْ: فَمَا لَكَ وَرِثْتَ النَّبِيَّ دُوْنَنَا؟ فَقَالَ: يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ! إِنِّيْ وَاللهِ مَا وَرِثْتُ أَبَاكِ أَرْضًا وَلَا ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً وَلَا غُلَامًا وَلَا مَالًا! قَالَتْ: فَسَهْمُ اللهِ الَّذِيْ جَعَلَهُ لَنَا وَصَافِيَتُنَا الَّتِيْ بِيَدِكَ؟ فَقَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَنِيْهَا اللهُ فَإِذَا مِتُّ كَانَتْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ. [311]

---

[308] جامع الترمذی: رقم الحدیث 1608

[309] جامع الترمذی: رقم الحدیث 1609

[310] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2973

[311] طبقات ابن سعد: ج 2 ص 240

5: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ جَعْفَرٍ قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَطْلُبُ مِيرَاثَهَا وَجَاءَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِطَلَبِ مِيرَاثِهِ وَجَاءَ مَعَهُمَا عَلِيٌّ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، وَمَا كَانَ النَّبِيُّ يَعُولُ فَعَلَيَّ. فَقَالَ عَلِيٌّ: وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَالَ زَكَرِيَّاءُ: يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ هٰكَذَا وَأَنْتَ وَاللهِ تَعْلَمُ مِثْلَ مَا أَعْلَمُ. فَقَالَ عَلِيٌّ: هٰذَا كِتَابُ اللهِ يَنْطِقُ! فَسَكَتُوا وَانْصَرَفُوا. [312]

6: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُويِعَ لِأَبِي بَكْرٍ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ مَعَهَا عَلِيٌّ فَقَالَتْ: مِيرَاثِي مِنْ رَسُولِ اللهِ أَبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمِنَ الرِّثَةِ أَوْ مِنَ الْعُقَدِ؟ قَالَتْ: فَدَكُ وَخَيْبَرُ وَصَدَقَاتُهُ بِالْمَدِينَةِ أَرِثُهَا كَمَا يَرِثُكَ بَنَاتُكَ إِذَا مُتَّ! فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَبُوكِ وَاللهِ خَيْرٌ مِنِّي وَأَنْتِ وَاللهِ خَيْرٌ مِنْ بَنَاتِي، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" يَعْنِي هٰذِهِ الْأَمْوَالَ الْقَائِمَةَ، فَتَعْلَمِينَ أَنَّ أَبَاكِ أَعْطَاكِهَا، فَوَاللهِ لَئِنْ قُلْتِ "نَعَمْ" لَأَقْبَلَنَّ قَوْلَكِ وَلَأُصَدِّقَنَّكِ! قَالَتْ: جَاءَتْنِي أُمُّ أَيْمَنَ فَأَخْبَرَتْنِي أَنَّهُ أَعْطَانِي فَدَكًا. قَالَ: فَسَمِعْتِهِ يَقُولُ هِيَ لَكِ؟ فَإِذَا قُلْتِ قَدْ سَمِعْتِهِ فَهِيَ لَكِ فَأَنَا أُصَدِّقُكِ وَأَقْبَلُ قَوْلَكِ! قَالَتْ: قَدْ أَخْبَرْتُكَ مَا عِنْدِي. 313

7: حَدَّثَنَا ابْنُ عَائِشَةَ التَّيْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ الْكَلْبِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ بَاذَامَ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَتْ لَهُ: مَنْ يَرِثُكَ إِذَا مِتَّ؟ قَالَ: وَلَدِي وَأَهْلِي، قَالَتْ: فَمَا بَالُكَ وَرِثْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَنَا؟ فَقَالَ: يَا بِنْتَ رَسُولِ اللهِ! مَا وَرِثْتُ أَبَاكِ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً وَلَا

---

[312] طبقات ابن سعد: ج2 ص241

[313] طبقات ابن سعد: ج2 ص241

كَذَا وَلَا كَذَا، فَقَالَتْ: سَهْمُنَا بِخَيْبَرَ وَصَدَقَتُنَا فَدَكُ، فَقَالَ: يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ! سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمِيْنَهَا اللهُ حَيَاتِيْ فَإِذَا مِتُّ فَهِيَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ. [314]

8: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: ثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لِأَبِيْ بَكْرٍ: مَنْ يَرِثُكَ إِذَا مِتَّ؟ قَالَ: وَلَدِيْ وَأَهْلِيْ، قَالَتْ: فَمَا لَكَ تَرِثُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُوْنَنَا؟ قَالَ: يَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! مَا وَرَّثَ أَبُوْكَ دَارًا وَلَا مَالًا وَلَا غُلَامًا وَلَا ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً قَالَتْ: فَدَكُ الَّتِيْ جَعَلَهَا اللهُ لَنَا وَصَافِيَتُنَا الَّتِيْ بِيَدِكَ لَنَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "إِنَّمَا طُعْمَةٌ أَطْعَمَنِيْهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا مِتَّ فَهِيَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ" . [315]

9: حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ قَالَتْ لِأَبِيْ بَكْرٍ: مَنْ يَرِثُكَ إِذَا مِتَّ؟ قَالَ: وَلَدِيْ وَأَهْلِيْ، قَالَتْ: فَمَا لَنَا لَا نَرِثُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "إِنَّ النَّبِيَّ لَا يُوْرَثُ"وَلٰكِنِّيْ أَعُوْلُ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْلُ وَأُنْفِقُ عَلٰى مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ. [316]

10: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا جَاءَتْ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَطْلُبُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَا: إِنَّا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "إِنِّيْ لَا أُوْرَثُ" . [317]

11: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ الْأَصْبَهَانِيُّ أنا أَبُوْ سَعِيْدِ بْنُ الْأَعْرَابِيِّ ثنا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّوْرِيُّ ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ

---

[314] فتوح البلدان:ص26

[315] شرح معانی الآثار للطحاوی:ج2ص171 کتاب السیر باب انزاء الحمیر علی الخیل

[316] مسند احمد:ج1ص190 رقم الحدیث60

[317] مسند احمد:ج1ص198 رقم الحدیث79

إِلىٰ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَطْلُبُ مِيرَاثَهَا فَقَالَا: سَمِعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ". [318]

12: وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُقْرِئُ أنا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ثنا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الْقَاضِي ثنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَاءَتْ إِلىٰ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: مَنْ يَرِثُكَ؟ قَالَ: أَهْلِي وَوَلَدِي، قَالَتْ: فَمَا لِي لَا أَرِثُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّا لَا نُورَثُ" وَلٰكِنِّي أَعُولُ مَنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُولُهُ وَأُنْفِقُ عَلىٰ مَنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ. [319]

13: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرَانَ بِبَغْدَادَ أَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّزَّازُ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعَطَّارِدِيُّ ثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلىٰ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَتْ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! أَنْتَ وَرِثْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ أَهْلُهُ؟ قَالَ: لَا بَلْ أَهْلُهُ، قَالَتْ: فَمَا بَالُ الْخُمُسِ؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا أَطْعَمَ اللهُ نَبِيًّا طُعْمَةً ثُمَّ قَبَضَهُ كَانَتْ لِلَّذِي يَلِي بَعْدَهُ" فَلَمَّا وَلِيتُ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، قَالَتْ: أَنْتَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ ثُمَّ رَجَعَتْ. [320]

(2): 28 روایات وہ ہیں جن کی سند میں ابن شہاب زہری رحمہ اللہ موجود ہیں، ان 28 روایات میں بھی 13 روایات وہ ہیں جن میں غَضِبَتْ، لَمْ تَتَكَلَّمْ، وَجَدَتْ کے الفاظ نہیں ہیں (ان روایات میں ناراضگی کا کوئی تذکرہ نہیں ہے)

---

[318] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص302 کتاب قسم الفئی والغنیمة باب بَيَانِ مَصْرِفِ أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِ الْفَيْءِ

[319] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص302 کتاب قسم الفئی والغنیمة باب بَيَانِ مَصْرِفِ أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِ الْفَيْءِ

[320] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص303 کتاب قسم الفئی والغنیمة باب بَيَانِ مَصْرِفِ خُمُسِ الْخُمُسِ

1: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ، وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ. [321]

2: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْمَالِ"، وَاللهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي. [322]

3: وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي ح وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" قَالَ: وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكٍ وَصَدَقَتِهِ بِالْمَدِينَةِ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ وَقَالَ: لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ إِنِّي أَخْشَى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغَ. [323]

---

[321] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3711

[322] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4036

[323] صحیح مسلم: رقم الحدیث 4582

4: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهِبٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ"، وَإِنِّي وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام مِنْهَا شَيْئًا. [324]

5: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: وَفَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ حِينَئِذٍ تَطْلُبُ صَدَقَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، وَإِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْمَالِ" يَعْنِي مَالَ اللهِ "لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا عَلَى الْمَأْكَلِ". [325]

6: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ يَعْنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَيْهَا ذٰلِكَ وَقَالَ: لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ إِنِّي أَخْشَى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغَ فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِينَةِ

---

[324] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2968

[325] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2969

فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَغَلَبَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهَا وَأَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَأَمْسَكَهُمَا عُمَرُ وَقَالَ: هُمَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتَا لِحُقُوقِهِ الَّتِيْ تَعْرُوْهُ وَنَوَائِبِهٖ وَأَمْرُهُمَا إِلٰى مَنْ وَلِيَ الْأَمْرَ، قَالَ: فَهُمَا عَلٰى ذٰلِكَ إِلَى الْيَوْمِ. [326]

7: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ يَعْنِي ابْنَ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ هُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَدَقَتِهٖ وَمِمَّا تَرَكَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُوْرَثُ. [327]

8: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا أَفَاءَ اللهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَاطِمَةُ حِيْنَئِذٍ تَطْلُبُ صَدَقَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّا لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ. إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ". وَإِنِّيْ وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْ ذٰلِكَ بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [328]

---

[326] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2970

[327] سنن النسائی: رقم الحدیث 4146

[328] شرح معانی الآثار للطحاوی: ج1 ص330 کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ علی بنی ھاشم

9: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ قَالَ: ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ وَأَبُو الْيَمَانِ وَبِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالُوا: ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: ثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ: "أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ وَفَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حِينَئِذٍ تَطْلُبُ صَدَقَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ" يَعْنِي مَالَ اللهِ "لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا الْمَأْكَلَ"، وَإِنِّي وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [329]

10: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ) يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَهُ مِنْ فَدَكَ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهُمْ أَبُو بَكْرٍ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْمَالِ"، وَإِنِّي وَاللهِ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ. [330]

11: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْوَاسِطِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ الْحَرَّانِيُّ قَالَا: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قثنا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَأَبُو إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ قَالَا: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْأُوَيْسِيُّ قثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ فَاطِمَةَ

---

[329] المنتقیٰ لابن الجارود: ج3 ص236 باب ذکر ما یوجف علیه والخمس والصفایا

[330] مسند احمد: ج1 ص170 رقم الحدیث9

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيْرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، قَالَ: وَعَاشَتْ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَ: وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيْبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكَ وَصَدَقَتُهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَبٰى أَبُوْ بَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ وَقَالَ: لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهٖ إِلَّا عَمِلْتُ بِهٖ إِنِّيْ أَخْشٰى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهٖ أَنْ أَزِيْغَ فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلٰى عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسِ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا عَلِيٌّ وَأَمَّا خَيْبَرَ وَفَدَكُ فَأَمْسَكَهُمَا عُمَرُ وَقَالَ: هُمَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتَا لِحُقُوْقِهِ الَّتِيْ تَعْرُوْهُ وَنَوَائِبِهٖ وَأَمْرُهُمَا إِلٰى مَنْ وَلِيَ الْأَمْرَ قَالَ: فَهُمَا عَلٰى ذٰلِكَ الْيَوْمَ. [331]

12: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ وَبِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ عُثْمَانُ: ثنا شُعَيْبُ بْنُ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَفَاطِمَةُ تَطْلُبُ صَدَقَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ" يَعْنِيْ مَالَ اللّٰهِ "لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيْدُوْا عَلَى الْمَأْكَلِ"، وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبٰى أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلٰى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا. [332]

---

[331] مسند ابی عوانۃ: ج4 ص250 رقم الحدیث 6677

[332] مسند ابی عوانۃ: ج4 ص253 رقم الحدیث 6682

13: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ أَنْبَأَ أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الصَّفَّارُ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مِلْحَانَ ثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْمَالِ"، وَإِنِّي وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيحِ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنِ اللَّيْثِ. [333]

(3): 6 وہ روایات جن میں "وَجَدَتْ، لَمْ تَتَكَلَّمْ غَضِبَتْ" کے الفاظ "قَالَ" کے بعد ہیں یعنی یہ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کا مقولہ بن رہے ہیں، امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ نہیں ہیں۔

1: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ عَلَيْهِمَا السَّلَام أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَيْهِمَا مِنْ فَدَكَ وَسَهْمَهُمَا مِنْ خَيْبَرَ، فَقَالَ لَهُمَا أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ"، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللهِ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ: فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى مَاتَتْ." [334]

2: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ

---

[333] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 7 ص 64 کتاب النکاح باب كَانَ مَالُهُ بَعْدَ مَوْتِهِ قَائِمًا عَلَى نَفَقَتِهِ وَمُلْكِهِ

[334] صحیح البخاری: رقم الحدیث 6726

إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ". وَإِنِّيْ وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبٰى أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلٰى فَاطِمَةَ شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ قَالَ: فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ. [335]

3: عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا حِيْنَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَهُ مِنْ فَدَكَ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ. فَقَالَ لَهُمَا أَبُوْ بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ". وَإِنِّيْ وَاللهِ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ إِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ: فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى مَاتَتْ. [336]

4: أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ بِبَغْدَادَ أنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أنا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا حِيْنَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ. فَقَالَ لَهُمَا أَبُوْ بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ". وَاللهِ إِنِّيْ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ بَعْدُ إِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ:

---

[335] صحیح مسلم: رقم الحدیث 4580

[336] مصنف عبد الرزاق: ج 5 رقم الحدیث 9837

فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى مَاتَتْ. [337]

5: حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحِ الضِّرَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَطْلُبَانِ مِيْرَاثَهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ وَهُمَا حِيْنَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ. فَقَالَ لَهُمَا أَبُوْ بَكْرٍ: أَمَا إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ". وَإِنِّيْ وَاللهِ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ إِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ: فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى مَاتَتْ. [338]

6: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: أَنْبَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَنْبَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا الدَّبَرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا حِيْنَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَهُ مِنْ فَدَكَ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ. فَقَالَ لَهُمَا أَبُوْ بَكْرٍ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ". وَإِنِّيْ وَاللهِ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيْهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ: فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى مَاتَتْ. [339]

(4): 9 روایات میں "وَجَدَتْ، غَضِبَتْ، لَمْ تَتَكَلَّمْ" کے الفاظ ہیں۔

1: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ابْنَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى

---

[337] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص300 کتاب قسم الفئی والغنیمۃ باب بَيَانِ مَصْرِفِ أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِ الْفَيْءِ

[338] تاریخ الرسل والملوک المعروف تاریخ الطبری: ج3 ص207

[339] مسند ابی عوانۃ: ج3 ص367

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ: لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ. [340]

2: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ، وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ"، وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبٰى أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلٰى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ. [341]

3: وَجَدْنَا أَحْمَدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِيْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ثُمَّ اجْتَمَعَا فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا كَانَ يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ" وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا

---

[340] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3093

[341] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4240

مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ. [342]

4: أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيْرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ. فَقَالَ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ وَعَاشَتْ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ. [343]

5: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِيْ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُوْلِهِ وَفَاطِمَةُ حِيْنَئِذٍ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ". وَإِنِّيْ وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ عَلَى أَبِيْ بَكْرٍ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

---

[342] شرح مشکل الآثار للطحاوی: ج1 ص137

[343] طبقات ابن سعد: ج8 ص23

وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ. [344]

6: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ الله عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ. إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْمَالِ" وَإِنِّي وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَبَى أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ وَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ وَأَمَّا الَّذِيْ شَجَرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَمْوَالِ فَإِنِّي لَمْ آلُ فِيْهَا عَنِ الْحَقِّ وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيْهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ. [345]

7: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ. قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيْرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ. فَقَالَ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ عَلِيْهَا السَّلَامُ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ الله عَنْهُ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ. قَالَ: وَعَاشَتْ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ. [346]

---

[344] طبقات ابن سعد: ج2ص240

[345] مسند احمد: ج1ص188 رقم الحديث 55

[346] مسند احمد: ج1ص179 رقم الحديث 25

8: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ أَخْبَرَنِي أَبُو النَّضْرِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَقِيهُ ثنا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْيَمَانِ: أَخْبَرَكَ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَاطِمَةُ حِينَئِذٍ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ. قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ" يَعْنِي مَالَ اللهِ "لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا عَلَى الْمَأْكَلِ"، وَإِنِّي وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي، فَأَمَّا الَّذِي شَجَرَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَإِنِّي لَا آلُو فِيهَا عَنِ الْخَيْرِ وَإِنِّي لَمْ أَكُنْ لِأَتْرُكَ فِيهَا أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ. [347]

9: أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ أنا أَبُو سَهْلٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْقَطَّانُ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ السُّلَمِيُّ ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ. فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ". فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

---

[347] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص300 کتاب قسم الفئ والغنیمة باب بَيَانِ مَصْرِفِ أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِ الْفَيْءِ

فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَةً لَهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ. [348]

جواب نمبر 2:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض نہیں بلکہ راضی تھیں۔ اس پر کئی شواہد موجود ہیں۔ ذیل میں چند شواہد پیش کیے جاتے ہیں:

1: رضامندی کی روایت

2: زوجہ صدیق کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کرنا

3: زوجہ صدیق کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل وکفن دینا

1: رضامندی کی روایت

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: لَمَّا مَرِضَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَتَاهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا فَاطِمَةُ! هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكِ فَقَالَتْ: أَتُحِبُّ أَنْ آذَنَ لَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَذِنَتْ لَهُ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَتَرَضَّاهَا وَقَالَ: وَاللهِ مَا تَرَكْتُ الدَّارَ وَالْمَالَ وَالْأَهْلَ وَالْعَشِيْرَةَ إِلَّا لِابْتِغَاءِ مَرْضَاةِ اللهِ وَمَرْضَاةِ رَسُوْلِهِ وَمَرْضَاتِكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ! ثُمَّ تَرَضَّاهَا حَتَّى رَضِيَتْ. [349]

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ انہوں نے (اندر آنے کی) اجازت چاہی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کہا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) دروازہ پر ہیں اور تم سے ملنے کی اجازت

[348] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص300 کتاب قسم الفئی والغنیمۃ باب بَيَانِ مَصْرِفِ أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِ الْفَيْءِ

[349] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص300 کتاب قسم الفئی والغنیمۃ باب بَيَانِ مَصْرِفِ أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِ الْفَيْءِ

چاہتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں ان کو اجازت دے دوں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اجازت دے دی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ان کی رضامندی حاصل کرنے (کے لیے گفتگو کرنے) لگے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنا گھر، مال ودولت، اہل وعیال اور رشتہ داروں کو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ اہلِ بیت کی رضامندی کی خاطر ہی چھوڑا ہے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو راضی (کرنے کے لیے اس طرز کا کلام) کرتے رہے تو (بالآخر) وہ راضی ہو گئیں۔

2: زوجہ صدیق کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کرنا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے ایام میں ان کی خدمت پر مامور تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ وصیت بھی کی کہ ان کا جنازہ باپردہ اٹھایا جائے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم النیشابوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: " قَدْ مَرِضَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مَرَضًا شَدِيدًا فَقَالَتْ لِأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ: أَلَا تَرَيْنَ إِلَى مَا بَلَغْتُ أُحْمَلُ عَلَى السَّرِيرِ ظَاهِرًا؟ فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: أَلَا لَعَمْرِيْ وَلَكِنْ أَصْنَعُ لَكِ نَعْشًا كَمَا رَأَيْتُ يُصْنَعُ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ. قَالَتْ: فَأَرِنِيهِ. قَالَ: فَأَرْسَلَتْ أَسْمَاءُ إِلَى جَرَائِدَ رَطْبَةٍ، فَقُطِّعَتْ مِنَ الْأَسْوَافِ وَجُعِلَتْ عَلَى السَّرِيرِ نَعْشًا وَهُوَ أَوَّلُ مَا كَانَ النَّعْشُ، فَتَبَسَّمَتْ فَاطِمَةُ، وَمَا رَأَيْتُهَا مُتَبَسِّمَةً بَعْدَ أَبِيهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ حَمَلْنَاهَا وَدَفَنَّاهَا لَيْلًا." [350]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سخت بیمار ہو گئیں تو انہوں نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (زوجہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: جس کیفیت کو میں پہنچ رہی ہوں (کہ جلد ہی میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گی) وہ آپ دیکھ رہی ہیں، کیا مجھے (وفات کے بعد) اسی

[350] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص150 رقم الحدیث 4817

طرح عیاں طور پر اٹھایا جائے گا؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ میں آپ کے لیے درمیان سے ابھری ہوئی چارپائی تیار کروں گی جس طرح کی چارپائی میں نے حبشہ میں تیار ہوتے دیکھی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے بھی دکھایئے! چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کھجور کی چند تازہ ٹہنیاں منگوائیں جنہیں (حرمِ مدینہ کے ایک مقام) "اَسواف" سے کاٹ کر لایا گیا اور چارپائی پر اس طرح رکھ دیا گیا کہ وہ درمیان سے اوپر اٹھی ہوئی تھیں۔ جنازہ درمیان میں اٹھا ہوا تیار کرنے کا (عرب میں) یہ پہلا طریقہ تھا۔ یہ طریقہ دیکھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مسکرا دیں۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلی مرتبہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مسکراتے دیکھا۔ (پھر جب ان کی وفات ہوگئی تو) ہم نے انہیں (اسی طریقہ سے اٹھایا) اور رات کے وقت ان کی تدفین کی۔

(شیعہ مصنف) ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی (ت460ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ (عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) يُمَرِّضُهَا بِنَفْسِهِ وَتَعَيَّنَهُ عَلٰى ذٰلِكَ اَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ (رَحِمَهَا اللهُ) عَلَى اسْتِمْرَارِ ذٰلِكَ كَمَا وَصَتْ بِهِ. [351]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ان (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کی تیمارداری کرتے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اس کام پر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو بھی متعین کیا تھا۔

3: زوجہ صدیق کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل وکفن دینا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے قریب غسل دینے، کفن پہنانے اور جنازہ تیار کرنے کی وصیت بھی فرمائی تھی۔

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[351] امالی الشیخ الطوسی: ج1 ص109

أَوْصَتْ أَنْ يُغَسِّلَهَا زَوْجُهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَغَسَّلَهَا هُوَ وَأَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ. [352]

ترجمہ: حضرت اسماء بنت عمیس رضی للہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں وصیت کی ان کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں غسل دیں۔ چنانچہ حضرت علی اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما نے سیدہ کو غسل دیا۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دینے میں صرف اتنے شریک تھے کہ پانی وغیرہ کا انتظام انہوں نے فرمایا۔

جواب نمبر 3:

اگر اس حدیث میں موجود لفظ "وَجَدَتْ" کا معنی "ناراضگی" ہوتا تو محدثین کرام میں سے کم از کم کسی ایک محدث نے تو اس کا معنی "ناراضگی" ہی کیا ہوتا، اور اس پر باب باندھا ہوتا، مثلاً:

"باب ما جاء فی غضب فاطمة علی أبی بکر الصدیق"

یا اس سے ملتا جلتا عنوان قائم کیا ہوتا، لیکن کسی محدث نے ایسا نہیں کیا جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہاں "وَجَدَتْ" کا معنی "ناراضگی" نہیں ہے اور اس حدیث سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی ثابت نہیں ہوتی۔

فائدہ:

معترض نے "وَجَدَتْ" کا صرف ایک معنی بیان کیا ہے جبکہ لغت میں اس کے دیگر معانی بھی ہیں۔

علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی المعروف مرتضیٰ الزبیدی رحمہ اللہ (ت 1205ھ) "وَجَدَ يَجِدُ" کے تین معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

1: وَجَدْتُ شَيْئًا ... إِذَا أَرَدْتَ وِجْدَانَ الضَّالَّةَ.

جب آپ کسی گم شدہ چیز کو پاتے ہیں تو کہتے ہیں: "وَجَدْتُ شَيْئًا."

2: "وَجَدْتُ عَلَى الرَّجُلِ" مِنَ الْمَوْجِدَةِ.

[352] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 3 ص 396 کتاب الجنائز: باب الرَّجُلِ يُغَسِّلُ امْرَأَتَهُ إِذَا مَاتَتْ

"وجد" کا لفظ "مَوْجِدَة" سے ہو تو اس کا معنی ہے کسی شخص پر غصہ ہونا۔

3: "وَجَدْتُ زَيْدًا كَرِيْمًا" أَيْ عَلِمْتُ.

کسی کے بارے میں کوئی بات جان لی جائے تو بھی "وجد" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔[353]

لہذا "وَجَدَتْ" کا صرف ایک معنی "ناراضگی" کے علاوہ یہاں اگر دوسرے معانی کر لیے جائیں تو کوئی اشکال باقی نہیں ہوتا۔

جواب نمبر 4:

اس حدیث کی راویہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والد محترم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی روایت نقل کریں جس میں صراحتاً یہ بات آئے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے والد سے ناراض تھیں؟

دوسری بات: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو نہ کرنا

جواب نمبر 1:

جن روایات میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وضاحت کے بعد ان سے گفتگو نہیں کی تو ان روایات کا معنی یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے باغِ فدک کے حوالہ سے کبھی بات نہیں کی۔

1: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ فَاطِمَةَ جَاءَتْ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَسْأَلُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا: سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: " إِنِّي لَا أُوْرَثُ " قَالَتْ: وَاللهِ لَا أُكَلِّمُكُمَا أَبَدًا فَمَاتَتْ وَلَا تُكَلِّمُهُمَا. قَالَ عَلِيُّ بْنُ عِيسٰى: مَعْنٰى "لَا أُكَلِّمُكُمَا" تَعْنِي:

---

[353] تاج العروس من جواہر القاموس: ج1 ص26

فِي هٰذَا الْمِيْرَاثِ أَبَدًا أَنْتُمَا صَادِقَانِ. [354]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا؛ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئیں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث میں سے اپنا حصہ طلب کیا۔ تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "میں (نبی ہوں اور) وراثت چھوڑ کر نہیں جاتا"۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! میں تم دونوں سے کبھی (وراثت کے حوالے سے) بات نہیں کروں گی۔ پھر وہ دنیا سے رخصت ہو گئیں اور اس (وراثت کے) معاملے میں ان دونوں سے کوئی گفتگو نہ کی۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ کے استاذ) علی بن عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس قول: " لَا أُكَلِّمُكُمَا "کا مطلب یہ تھا کہ میں اس میراث کے معاملے میں تم دونوں سے بات نہیں کروں گی، اور تم دونوں اپنی بات میں سچے ہو۔

2: علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ: " فَلَمْ تُكَلِّمْهُ" يَعْنِيْ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ أَوْ لِانْقِبَاضِهَا لَمْ تَطْلُبْ مِنْهُ حَاجَةً، وَلَا اضْطَرَّتْ إِلٰى لِقَائِهٖ فَتُكَلِّمُهُ. وَلَمْ يُنْقَلْ قَطُّ أَنَّهُمَا الْتَقَيَا فَلَمْ تُسَلِّمْ عَلَيْهِ وَلَا كَلَّمَتْهُ. [355]

ترجمہ: راوی کے اس قول کہ "فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو نہیں کی" کا مطلب یہ ہے کہ طلبِ وراثت کے سلسلہ میں کوئی گفتگو نہیں کی یا یہ کہ طبیعت منقبض ہونے کی وجہ سے ان سے کسی حاجت کا مطالبہ نہیں کیا اور نہ ان کی ملاقات کی کوئی ضرورت پیش آئی تاکہ وہ ان سے کلام کرتیں اور یہ کہیں بھی منقول نہیں ہے کہ دونوں کی ملاقات ہوئی ہو اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سلام نہ کیا ہو اور گفتگو نہ کی ہو۔

[354] جامع الترمذی: رقم الحدیث 1609

[355] شرح صحیح مسلم للنووی: ج2 ص90 کتاب الجهاد والسير باب حكم الفئى

3: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

فَلَمْ تُكَلِّمْهُ فِيْ ذٰلِكَ الْمَالِ وَكَذَا نَقَلَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ بَعْضِ مَشَايِخِهِ أَنَّ مَعْنٰى قَوْلِ فَاطِمَةَ لِأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ: "لَا أُكَلِّمُكُمَا" أَيْ فِيْ هٰذَا الْمِيْرَاثِ. [356]

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس مال کے بارے میں پھر کبھی گفتگو نہیں کی۔ اسی طرح امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے یہ جو فرمایا تھا کہ "میں تم دونوں سے بات نہیں کروں گی" تو اس سے مراد یہ ہے کہ میں اس میراث کے بارے میں گفتگو نہیں کروں گی۔

جواب نمبر 2:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی خاتونِ جنت، عابدہ و زاہدہ سے یہ گمان ہی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایک ٹکڑا زمین کی وجہ سے عمر بھر کے لیے اس شخصیت سے ناراض رہیں جو اُن کے والدِ گرامی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمر بھر کے رفیق اور دین کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے والے تھے۔ مزید یہ کہ جب ان کے سامنے وہ احادیث موجود تھیں جن میں تین دن سے زیادہ قطعِ تعلقی پر سخت وعید آئی ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ایسی ناراضی کو اختیار کرتیں؟

[356] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج6 ص242 کتاب الخمس باب فرض الخمس

اعتراض نمبر 16

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ احادیث کو حجت نہیں سمجھتے تھے

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: جَمَعَ أَبِيْ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ خَمْسَ مِائَةِ حَدِيْثٍ فَبَاتَ لَيْلَتَهُ يَتَقَلَّبُ كَثِيْرًا ... فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: أَيْ بُنَيَّةَ! هَلُمِّي الْأَحَادِيْثَ الَّتِيْ عِنْدَكِ فَجِئْتُهُ بِهَا فَدَعَا بِنَارٍ فَحَرَّقَهَا. [357]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو (ایک صحیفے میں) جمع کیا تھا جن کی تعداد پانچ سو تھی۔ انہوں نے ساری رات بے چینی سے گزاری... جب صبح ہوئی تو مجھ سے فرمایا: بیٹی! وہ احادیث کا مجموعہ جو تیرے پاس رکھا ہے میرے پاس لے آ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں وہ لے کر آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آگ منگوائی اور اس مجموعے کو جلادیا۔

اعتراض:

اس روایت کے پیشِ نظر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو-معاذ اللہ قابلِ حجت نہیں سمجھتے تھے۔

جواب نمبر 1:

1: یہ روایت ضعیف اور ناقابلِ اعتبار ہے۔

مذکورہ بالا روایت کو امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم رحمہ اللہ کے حوالے سے مندرجہ ذیل سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

---

[357] تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج 1 ص 10

حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّيْرَفِيُّ بِمَرْوٍ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَرْبَرِيُّ أَنَا مُفَضَّلُ بْنُ غَسَّانَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ أَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ التَّيْمِيِّ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَتْ عَائِشَةُ الخ

یہ سند قابلِ اعتبار نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تین راوی ضعیف ہیں۔

1: محمد بن موسیٰ بن حماد البربری:

اس کے بارے میں امام ابو الحسن علی بن عمر البغدادی الدار قطنی رحمہ اللہ (ت 385ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْقَوِيِّ. [358]

یہ راوی (روایت کرنے میں) مضبوط نہیں ہے۔

2: علی بن صالح:

اس راوی کے بارے میں محدثین کرام کی آراء ملاحظہ ہوں:

۱: امام ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

مَسْتُوْرٌ. [359]

یہ راوی مجہول الحال ہے۔

۲: علامہ علاء الدین علی بن حسام الدین الھندی رحمہ اللہ (ت 975ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ: هٰذَا غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ جِدًّا وَعَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ لَا يُعْرَفُ. [360]

ترجمہ: علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (مذکورہ) روایت اس طریق سے انتہائی غریب ہے۔ (اس میں راوی) علی بن صالح (محدثین میں ثقہ اور قابل اعتماد ہونے کے طور پر) نہیں پہچانا جاتا۔

---

[358] سوالات الحاکم للدار قطنی: الرقم 221

[359] تقریب التہذیب لابن حجر: ص 433

[360] کنز العمال لعلی المتقی: ج10 ص126 رقم الحدیث 29446

3: موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن العلوی:

اس راوی کے بارے میں محدثین کرام کی آراء ملاحظہ ہوں:

۱: امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت:748ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْبُخَارِيُّ: فِيْهِ نَظَرٌ. [361]

ترجمہ: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس راوی میں ضعف ہے۔

۲: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْبُخَارِيُّ: فِيْهِ نَظَرٌ. [362]

ترجمہ: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس راوی میں ضعف ہے۔

جواب نمبر 2:

بالفرض اس روایت کو درست بھی مان لیا جائے تو بھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ - معاذ اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ احادیث مبارکہ کو حجت نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل؛ کمالِ احتیاط کی بناء پر تھا کہ کہیں غلطی سے اس مجموعہ میں کوئی ایسی بات نہ درج ہو گئی ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو۔ اس لیے کہ آپ رضی اللہ عنہ احادیث مبارکہ کو قبول کرنے کے معاملہ میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے تھے۔

1: امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ أَوَّلَ مَنِ احْتَاطَ فِي قُبُوْلِ الْأَخْبَارِ. [363]

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امت میں وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے احادیث کے قبول کرنے میں انتہائی احتیاط اختیار فرمائی ہے۔

---

[361] المغنی فی الضعفاء للذھبی: ج2 ص440

[362] لسان المیزان لابن حجر: ج6 ص123

[363] تذکرۃ الحفاظ للذھبی: ج1 ص9

2: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1402ھ) اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد "فائدہ" میں لکھتے ہیں:

"حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ تو علمی کمال اور شغف تھا کہ انہوں نے پانچ سو (500) احادیث کا ایک رسالہ جمع کیا اور اس کے بعد اس کو جلا دینا یہ کمال احتیاط تھا۔ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا احادیث کے بارے میں احتیاط کا یہی حال تھا۔ اسی وجہ سے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے کم روایتیں نقل کی جاتی ہیں۔"[364]

جواب نمبر 3:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کئی مقامات پر احادیث کو بطور استدلال پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث کو حجت سمجھتے تھے۔ ذیل میں چند مقام ذکر کیے جاتے ہیں:

1: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" سے استدلال:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ" وَاللهِ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ.[365]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے، فدک کی زمین اور خیبر کے حصے کا مطالبہ کیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ "ہم انبیاء کرام کی وراثت جاری نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے، اس مال سے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً کھاتے پیتے رہیں

[364] حکایاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم: ص 100

[365] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4035

گے"، اور اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا مجھے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

2:"اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ" سے استدلال

امام ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَئِذٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْأَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ.[366]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس دن (جس دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلیفہ نامزد کرنے کے لیے سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے تھے، حدیث سے استشہاد کرتے ہوئے) فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ائمہ (یعنی خلفاء) قریش میں سے ہوں گے۔

3:"مَا قَبَضَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ" سے استدلال:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوا فِي دَفْنِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا نَسِيتُهُ، قَالَ: مَا قَبَضَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ، ادْفِنُوهُ فِي مَوْضِعِ فِرَاشِه؛[367]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بارے میں اختلاف ہوا۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی تھی جسے میں کبھی نہیں بھولا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی روح قبض نہیں کی مگر اسی جگہ جہاں وہ پسند فرماتا ہے کہ اسے دفن کیا جائے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جگہ دفن کرو جہاں آپ کا بستر ہے۔

---

[366] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج12 ص188 کتاب الحدود باب رجم الحبلیٰ من الزنا اذا احصنت

[367] جامع الترمذی: رقم الحدیث 1018

اعتراض نمبر 17

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بلا طلبِ دلیل اسلام لانے کا دعویٰ محلِّ نظر ہے

امام ابو القاسم علی بن ابی محمد الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ إِسْلَامُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ شَبِيْهًا بِوَحْيٍ مِنَ السَّمَاءِ وَذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ تَاجِرًا بِالشَّامِ فَرَاٰى رُؤْيَا فَقَصَّهَا عَلٰى بَحِيْرَا الرَّاهِبِ فَقَالَ لَهُ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ مَكَّةَ، قَالَ: مِنْ أَيِّهَا؟ قَالَ: مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: فَإِيْش أَنْتَ؟ قَالَ: تَاجِرٌ، قَالَ: إِنْ صَدَّقَ اللهُ رُؤْيَاكَ فَإِنَّهُ سَيَبْعَثُ نَبِيًّا مِنْ قَوْمِكَ تَكُوْنُ وَزِيْرَهُ فِيْ حَيَاتِهِ وَخَلِيْفَتَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ. فَأَسَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هٰذِهٖ حَتّٰى بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا الدَّلِيْلُ عَلٰى مَا تَدَّعِيْ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الَّتِيْ رَأَيْتَ بِالشَّامِ فَعَانَقَهُ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ. [368]

ترجمہ: حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اسلام وحیِ آسمانی کے مشابہ ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ ملکِ شام میں بغرض تجارت تشریف لے گئے اور وہاں ایک خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر بحیرا راہب سے پوچھی تو اس نے کہا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا: مکہ سے۔ اس نے پوچھا کہ کس قوم سے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ سے جواب دیا کہ قریش۔ اس نے پوچھا کہ مشغلہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تاجر ہوں۔ وہ کہنے لگا: اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے خواب کو سچا کیا تو آپ کی قوم میں ایک نبی مبعوث ہو گا، اور آپ ان کی زندگی میں اس (نبی) کے وزیر ہوں گے اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہوں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو اپنے دل میں چھپائے رکھا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دلیل

---

[368] تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر: ج30 ص29، 30 ترجمۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو آپ نے شام میں دیکھا تھا۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کیا، پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

اعتراض:

عام طور پر یہ معروف ہے کہ باقی صحابہ کرام نے دلیل مانگ کر کلمہ پڑھا ہے جبکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے بغیر دلیل مانگے کلمہ پڑھا ہے۔(دلیل سے مراد "معجزہ" ہے) جبکہ روایتِ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی دلیل مانگی ہے، تب کلمہ پڑھا ہے۔ تو اس میں بظاہر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوئی خاص فضیلت نہیں ہے۔

جواب:

دلیل کا مطالبہ دو قسم کا ہوتا ہے:

1: ازراہِ محبت

2: ازراہِ مخالفت

دونوں میں فرق ہے۔ مثلاً ایک بچے نے تلاوت کی جو آپ کو پسند آئی۔ آپ نے تلاوت سن کر بچے سے پوچھا: "ماشاء اللہ! آپ نے کس قاری صاحب سے پڑھا ہے؟" ایک اور بچے نے تلاوت کی جس کے اعراب اور لہجہ درست نہ تھے۔ آپ نے اسے کہا: "آپ نے کس قاری صاحب سے پڑھا ہے؟" سوال ایک ہی ہے لیکن پہلے سے سوال پوچھنا بطورِ محبت و موافقت کے ہے اور دوسرے سے سوال پوچھنا بطورِ مخالفت کے ہے۔

یہاں بھی معاملہ ایسا ہی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بطور محبت و موافقت کے دلیل مانگی ہے جبکہ باقی لوگوں نے بطورِ مخالفت کے دلیل مانگی ہے۔ جو دلیل بطورِ محبت و موافقت کے مانگی جائے اسے "دلیل مانگنا" کہتے ہی نہیں۔ اب دونوں باتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے کہ جس روایت میں ہے کہ دلیل مانگی ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ "بطور محبت و موافقت" مانگی ہے اور جو معروف بات ہے کہ دلیل نہیں مانگی تو اس سے مراد یہ ہے کہ "بطورِ مخالفت" نہیں مانگی۔ باقی جو مانگی ہے تو اسے "دلیل مانگنا" ہی نہیں کہتے۔

اعتراض نمبر 18

علی وعباس رضی اللہ عنہما؛ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جھوٹا، دھوکہ باز اور خائن سمجھتے تھے

امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَنَّ مَالِكَ بْنَ أَوْسٍ حَدَّثَهُ، قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَجِئْتُهُ حِينَ تَعَالَى النَّهَارُ، قَالَ: فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِهِ جَالِسًا عَلَى سَرِيرٍ مُفْضِيًا إِلَى رِمَالِهِ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَقَالَ لِي: يَا مَالُ! إِنَّهُ قَدْ دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ وَقَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِرَضْخٍ فَخُذْهُ، فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ، قَالَ: قُلْتُ: لَوْ أَمَرْتَ بِهٰذَا غَيْرِي، قَالَ: فَخُذْهُ يَا مَالُ! قَالَ: فَجَاءَهُ يَرْفَا، فَقَالَ: هَلْ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي عُثْمَانَ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرِ، وَسَعْدٍ؟، فَقَالَ عُمَرُ: نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ، فَدَخَلُوا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ، وَعَلِيٍّ؟، قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمَا، فَقَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا الْكَاذِبِ الْآثِمِ الْغَادِرِ الْخَائِنِ، قَالَ: فَقَالَ: الْقَوْمُ أَجَلْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! فَاقْضِ بَيْنَهُمْ وَأَرِحْهُمْ، فَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ: يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُمْ قَدْ كَانُوا قَدَّمُوهُمْ لِذٰلِكَ، فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدَا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ، وَعَلِيٍّ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ"، قَالَا: نَعَمْ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى وَعَزَّ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَاصَّةٍ لَمْ يُخَصِّصْ بِهَا أَحَدًا غَيْرَهُ، قَالَ: ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ﴾، مَا أَدْرِي أَهَلْ قَرَأَ الْآيَةَ الَّتِي قَبْلَهَا أَمْ لَا، قَالَ: فَقَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَكُمْ أَمْوَالَ بَنِي النَّضِيرِ، فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَأْثَرَ عَلَيْكُمْ وَلَا أَخَذَهَا دُونَكُمْ حَتَّى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَأْخُذُ مِنْهُ نَفَقَتَهُ سَنَةً ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ أُسْوَةَ الْمَالِ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ أَتَعْلَمُونَ ذٰلِكَ؟، قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ نَشَدَ عَبَّاسًا، وَعَلِيًّا بِمِثْلِ مَا نَشَدَ بِهِ الْقَوْمَ أَتَعْلَمَانِ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، قَالَ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ . قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ : أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَجِئْتُمَا تَطْلُبُ مِيْرَاثَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيْكَ وَيَطْلُبُ هٰذَا مِيْرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيْهَا . فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ" . فَرَأَيْتُمَاهُ كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا وَاللهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ . ثُمَّ تُوُفِّيَ أَبُوْ بَكْرٍ وَأَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَلِيُّ أَبِيْ بَكْرٍ . فَرَأَيْتُمَانِي كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا وَاللهُ يَعْلَمُ إِنِّي لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ . فَوَلِيْتُهَا ثُمَّ جِئْتَنِيْ أَنْتَ وَهٰذَا وَأَنْتُمَا جَمِيْعٌ وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ . فَقُلْتُمَا : ادْفَعْهَا إِلَيْنَا . فَقُلْتُ : إِنْ شِئْتُمْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللهِ أَنْ تَعْمَلَا فِيْهَا بِالَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذْتُمَاهَا بِذٰلِكَ . قَالَ : أَكَذٰلِكَ ؟ . قَالَا : نَعَمْ . قَالَ : ثُمَّ جِئْتُمَانِي لِأَقْضِيَ بَيْنَكُمَا وَلَا وَاللهِ لَا أَقْضِيْ بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ . فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَرُدَّاهَا إِلَيَّ . [369]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا۔ میں دن چڑھے آپ کی خدمت میں آ گیا۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو آپ کے گھر میں اپنی چارپائی پر بیٹھے ہوئے اس حال میں پایا کہ آپ نے خود کو کھجور سے بنے ہوئے بان کے ساتھ لگایا ہوا تھا (بستر کے بغیر کھجور کے بان پر بیٹھے ہوئے تھے) اور چمڑے کا تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ فرمایا: اے مالک! تیری قوم کے کچھ آدمی جلدی جلدی میں آئے تھے، میں نے ان کو کچھ سامان دینے کا حکم کر دیا ہے، اب تم وہ مال لے کر ان کے درمیان تقسیم کر دو۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ میرے علاوہ کسی اور کو اس کام پر مقرر فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: اے مالک! تم ہی لے لو۔ اسی دوران (آپ کا غلام) یرفا اندر آیا اور اس نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! حضرت عثمان، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم حاضرِ خدمت ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے لیے اجازت ہے۔ وہ اندر تشریف لائے۔ پھر وہ غلام دوبارہ آیا اور عرض کی کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی تشریف لائے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

[369] صحیح مسلم: رقم الحدیث 4577

اچھا، انہیں بھی اجازت دے دو۔ (یہ دونوں حضرات بھی اندر آ گئے۔) تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! میرے اور اس جھوٹے، گناہگار، دھوکے باز اور خائن کے درمیان فیصلہ کر دیجیے۔ لوگوں نے کہا: ہاں! اے امیر المؤمنین! ان کے درمیان فیصلہ کر دیں اور ان کو ان سے راحت دلائیں۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرا خیال ہے کہ ان دونوں حضرات (یعنی حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما) نے ان حضرات کو اسی کام کے لیے پہلے بھیجا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم (پیغمبروں) کے مال میں سے ان کے وارثوں کو کچھ نہیں ملتا، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ سب کہنے لگے کہ جی ہاں! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ؛ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، کیا تم دونوں جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں بنایا جاتا، ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔" انہوں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص چیز عطا کی تھی کہ جو آپ کے علاوہ کسی کے لیے مخصوص نہیں کی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو بطور فئے (وہ مال جو بغیر لڑائی کے حاصل ہو) کے دلوایا ہے وہ خدا کے لیے ہے، پیغمبر کے لیے ہے۔ (راوی کہتے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ اس سے پہلے کی آیت بھی انہوں نے پڑھی ہے یا نہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی ذات کو) تم لوگوں پر ترجیح نہیں دی اور نہ تم کو چھوڑ کر وہ مال لیا یہاں تک کہ یہ مال بچ گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں سے اپنے سال بھر کا خرچ نکال لیتے۔ پھر جو باقی بچ جاتا وہ بیت المال میں جمع ہو جاتا (جو عام لوگوں کے فائدے کے لیے استعمال ہوتا تھا)۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم کو اس اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، کیا تم کو یہ بات معلوم ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو بھی قسم دے کر پوچھا تو انہوں نے بھی اسی طرح کا جواب دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: میں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں اور تم دونوں (اپنی وراثت لینے) آئے ہو۔ (اے) عباس! آپ اپنے بھتیجے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کا حصہ اور یہ (حضرت علی) اپنی بیوی (فاطمہ رضی اللہ عنہ) کا حصہ ان کے والد کے مال سے مانگتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم (پیغمبر) چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے، اور تم ان کو جھوٹا، گناہگار، دھوکے باز اور خائن سمجھتے ہو؟ اور اللہ جانتا ہے کہ وہ سچے، نیک اور ہدایت یافتہ تھے اور حق کے تابع تھے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ولی بنا اور تم نے مجھے بھی جھوٹا، گناہگار، دھوکے باز اور خائن خیال کیا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچا، نیک، ہدایت یافتہ اور حق کا تابع ہوں اور میں اس مال کا بھی ولی ہوں۔ پھر تم میرے پاس آئے۔ تم دونوں اکٹھے ہو اور تمہارا معاملہ بھی ایک ہے۔ تم نے کہا کہ یہ مال ہمارے حوالے کرو۔ تو میں نے کہا کہ میں یہ مال اس شرط پر تم دونوں کے حوالے کرتا ہوں کہ تم دونوں پر اللہ کے عہد کی پاسداری لازم ہوگی اور تم اس مال میں وہی کچھ کرو گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ تو تم نے اس شرط پر یہ مال مجھ سے لے لیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا ایسا ہی ہے؟ ان دونوں حضرات نے کہا: جی ہاں، ایسا ہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم دونوں اپنے درمیان فیصلہ کرانے کے لیے میرے پاس آئے ہو، اللہ کی قسم! میں قیامت تک اس کے علاوہ اور کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ اگر تم سے اس کا انتظام نہیں ہو سکتا تو پھر یہ مال مجھے لوٹا دو۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ حضرت علی و عباس رضی اللہ عنہما انہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جھوٹا، گنہگار، دھوکے باز اور خائن سمجھتے تھے۔

جواب نمبر 1:

روایت بالا میں قابلِ اعتراض جملہ "فَرَأَيْتُمَاهُ كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا" امام زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ مذکورہ واقعہ کئی محدثین کرام رحمہم اللہ نے اسی تفصیل کے ساتھ اپنی اپنی کتبِ احادیث

میں ذکر کیا ہے مگر مذکورہ اعتراض والے الفاظ نقل نہیں کیے۔ ذیل میں چند کبار محدثین سے یہی واقعہ ذکر کیا جاتا ہے جس میں یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ کَذَا وَ کَذَا (اس طرح اور اس طرح) کے الفاظ ہیں۔

(1)　امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي مِنْ حَدِيثِهِ ذٰلِكَ، فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ، فَأَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ، فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ، وَعَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" يُرِيدُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ، فَقَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ، فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ، وَعَبَّاسٍ، فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَا: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ، قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ، إِنَّ اللهَ قَدْ كَانَ خَصَّ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ، فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا أَفَاءَ اللهُ عَلٰى رَسُولِهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿قَدِيرٌ﴾ فَكَانَتْ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ، وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ، لَقَدْ أَعْطَاكُمُوهُ، وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ، فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ مِنْ هٰذَا الْمَالِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللهِ، فَعَمِلَ بِذَاكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ، أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذٰلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ، وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، فَتَوَفَّى اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا فَعَمِلَ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ تَوَفَّى اللهُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ وَلِيِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا مَا عَمِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ، وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ، وَأَتَانِي هٰذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا، بِذٰلِكَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ، فَوَاللهِ

الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِيْ فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ، حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيْكُمَاهَا. [370]

تنبیہ: مکمل وہی واقعہ مذکور ہے لیکن اس طرح کے الفاظ "فَرَأَيْتُمَاهُ كَاذِبًا اٰثِمًا غَادِرًا خَائِنًا" نہیں ہیں۔

(2) امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ الْعَنْبَرِيُّ أَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ أَنَّ الْعَبَّاسَ وَعَلِيًّا جَاءَا إِلٰى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ يَقُوْلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَنْتَ كَذَا أَنْتَ كَذَا، فَقَالَ عُمَرُ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدٍ: نَشَدْتُّكُمْ بِاللهِ أَسَمِعْتُمْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُلُّ مَالِ نَبِيٍّ صَدَقَةٌ إِلَّا مَا أَطْعَمَهُ، إِنَّا لَا نُوْرَثُ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ. [371]

تنبیہ: یہاں بھی "كَاذِبًا اٰثِمًا غَادِرًا خَائِنًا" کے بجائے "أَنْتَ كَذَا أَنْتَ كَذَا" کے الفاظ ہیں۔

(3) امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ، قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ حِيْنَ تَعَالَى النَّهَارُ فَجِئْتُهُ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا عَلٰى سَرِيْرٍ مُفْضِيًا إِلٰى رِمَالِهِ، فَقَالَ حِيْنَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ: يَا مَالِ! إِنَّهُ قَدْ دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ وَإِنِّيْ قَدْ أَمَرْتُ فِيْهِمْ بِشَيْءٍ فَاقْسِمْ فِيْهِمْ، قُلْتُ: لَوْ أَمَرْتَ غَيْرِيْ بِذٰلِكَ، فَقَالَ: خُذْهُ، فَجَاءَهُ يَرْفَأُ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا، ثُمَّ جَاءَهُ يَرْفَأُ فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هَلْ لَكَ فِي الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا يَعْنِيْ عَلِيًّا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَجَلْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْهُمَا، قَالَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ: خُيِّلَ إِلَيَّ أَنَّهُمَا قَدَّمَا أُولٰئِكَ النَّفَرَ لِذٰلِكَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:

---

[370] صحیح البخاری: رقم الحدیث 6728

[371] شمائل الترمذی: رقم الحدیث 384

اتَّئِدَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى أُولٰئِكَ الرَّهْطِ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، قَالُوْا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ، وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، فَقَالَا: نَعَمْ قَالَ: فَإِنَّ اللّٰهَ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَاصَّةٍ لَمْ يَخُصَّ بِهَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَ اللّٰهُ أَفَاءَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ بَنِي النَّضِيْرِ فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ وَلَا أَخَذَهَا دُوْنَكُمْ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَةٍ أَوْ نَفَقَتَهٗ وَنَفَقَةَ أَهْلِهٖ سَنَةً وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ أُسْوَةَ الْمَالِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى أُولٰئِكَ الرَّهْطِ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ، وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتَ أَنْتَ وَهٰذَا إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ تَطْلُبُ أَنْتَ مِيْرَاثَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيْكَ وَيَطْلُبُ هٰذَا مِيْرَاثَ امْرَأَتِهٖ مِنْ أَبِيْهَا، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهٗ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ فَوَلِيَهَا أَبُوْبَكْرٍ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَلِيُّ أَبِيْ بَكْرٍ فَوَلِيْتُهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَلِيَهَا فَجِئْتَ أَنْتَ وَهٰذَا وَأَنْتُمَا جَمِيْعٌ وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ فَسَأَلْتُمَانِيْهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ أَنْ تَلِيَاهَا بِالَّذِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلِيْهَا فَأَخَذْتُمَاهَا مِنِّيْ عَلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ لِأَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ لَا أَقْضِيْ بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَرُدَّاهَا إِلَيَّ.

قَالَ أَبُوْ دَاوٗدَ: إِنَّمَا سَأَلَاهُ أَنْ يَكُوْنَ يُصَيِّرُهٗ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ لَا أَنَّهُمَا جَهِلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، فَإِنَّهُمَا كَانَا لَا يَطْلُبَانِ إِلَّا الصَّوَابَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا أُوْقِعُ

عَلَيْهِ اسْمَ الْقَسْمِ أَدَعُهُ عَلٰى مَا هُوَ عَلَيْهِ.[372]

تنبیہ: مکمل وہی واقعہ مذکور ہے لیکن اس طرح کے الفاظ "فَرَأَيْتُمَاهُ كَاذِبًا اٰثِمًا غَادِرًا خَائِنًا" نہیں ہیں۔

(4) امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: جَاءَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ إِلٰى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا الْكَذَا كَذَا، فَقَالَ النَّاسُ: افْصِلْ بَيْنَهُمَا، افْصِلْ بَيْنَهُمَا، قَالَ: لَا أَفْصِلُ بَيْنَهُمَا، قَدْ عَلِمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ."[373]

تنبیہ: یہاں بھی "كَاذِبًا اٰثِمًا غَادِرًا خَائِنًا" کے بجائے "هٰذَا الْكَذَا كَذَا" کے الفاظ ہیں۔

فائدہ نمبر 1: ادراج کی تعریف:

مَا أُدْرِجَ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الرُّوَاةِ فَيُظَنُّ أَنَّهُ مِنَ الْحَدِيْثِ.[374]

ترجمہ: ادراج سے مراد کسی راوی کا وہ کلام ہے جو حدیث مبارک میں اس طور پر شامل کر دیا جائے جسے حدیث سمجھا جائے۔

فائدہ نمبر 2: امام ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب الزہری رحمہ اللہ (ت 123ھ) بعض مرتبہ احادیث میں ادراج کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے اس طرز کے متعلق امام حافظ محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی شافعی رحمہ اللہ (ت 902ھ) فرماتے ہیں:

وَكَذَا كَانَ الزُّهْرِيُّ يُفَسِّرُ الْأَحَادِيْثَ كَثِيْرًا وَرُبَمَا أَسْقَطَ أَدَاةَ التَّفْسِيْرِ.[375]

[372] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2963

[373] مسند احمد: ج 1 ص 312 رقم الحدیث 349

[374] قواعد فی علوم الحدیث: ص 39

[375] فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث: ج 1 ص 268 تحت المدرج

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ اکثر اوقات روایات کی تشریح (وتوضیح) فرمادیتے ہیں، پھر اس تشریحی کلام میں بسا اوقات حروف تشریح کو گرادیتے ہیں۔

اعتراض:

بعض روایات میں "أَنْتَ كَذَا وَكَذَا" کے الفاظ موجود تو ہیں جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی وعباس رضی اللہ عنہمانے ایک دوسرے کو سب وشتم کیا۔

جواب:

بعض روایات میں موجود الفاظ (أَنْتَ كَذَا وَكَذَا) میں فریقین نے ایک دوسرے کو "أَنْتَ كَذَا وَكَذَا" کے الفاظ سے پکارا تو اس سے مراد سب وشتم نہیں ہے بلکہ ان کلمات سے مراد یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ باغِ فدک جو کہ ایک صدقہ ہے، اس پر ولایت اور تصرف کے تم مستحق نہیں ہو بلکہ اس کی تولیت کا میں زیادہ حقدار ہوں۔

چنانچہ ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) لکھتے ہیں:

(أَنَّ الْعَبَّاسَ وَعَلِيًّا جَاءَا إِلَى عُمَرَ) أَيْ: أَيَّامَ خِلَافَتِهِ (يَخْتَصِمَانِ. يَقُوْلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَنْتَ كَذَا أَنْتَ كَذَا) أَيْ: أَنْتَ لَا تَسْتَحِقُّ الْوِلَايَةَ عَلَى هٰذِهِ الصَّدَقَةِ أَوْ أَنَا أَوْلَى مِنْكَ بِهَا وَنَحْوَ ذٰلِكَ. [376]

ترجمہ: حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما؛ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے دورِ خلافت میں آئے۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے مباحثہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: "أَنْتَ كَذَا أَنْتَ كَذَا" (مطلب یہ ہے کہ) آپ اس صدقہ کی ولایت کے مستحق نہیں ہیں یا میں آپ سے زیادہ اس کی ولایت کا حقدار ہوں۔

جواب نمبر 2:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں باہمی محبت و الفت کے کئی واقعات

---

[376] جَمْعُ الْوَسَائِلِ فِي شَرْحِ الشَّمَائِلِ لعلی القاری: ج2 ص226

ہیں۔ کئی مقامات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف کی ہے، انہیں اپنے سے افضل کہا ہے، تو وہ کیسے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خائن، کاذب اور گناہ گار کہہ سکتے ہیں؟ ذیل میں باہمی محبت و الفت پر چند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں۔

1: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ ؛ أَبُوْ بَكْرٍ ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِيْ بَكْرٍ ؛ عُمَرُ. [377]

ترجمہ: ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ کیا میں تمہیں اس امت میں پیغمبر کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس امت میں حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ. [378]

ترجمہ: محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے والد (حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ) سے پوچھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر انسان کون ہے؟ تو میرے والد نے فرمایا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) میں نے پھر پوچھا کہ ان کے بعد کون؟ جواب دیا کہ عمر (رضی اللہ عنہ)۔

---

[377] مسند احمد: ج1 ص528 رقم الحدیث 833

[378] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3671

3: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَيَدْعُونَ اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ: يَرْحَمُكَ اللهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِأَنِّي كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.[379]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے، اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے میرے پیچھے سے آکر میرے کندھوں پر کہنیاں رکھ دیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے: اللہ آپ پر رحم کرے! مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جمع کرے گا۔ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابو بکر و عمر تھے، میں نے اور ابو بکر و عمر نے یہ کام کیا، میں اور ابو بکر و عمر گئے۔ اس لیے مجھے امید یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔

تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس محبت والفت کے ہوتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ؛ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کذاب، گناہ گار اور خائن کہیں؟!

جواب نمبر 3:

بالفرض اعتراض والے الفاظ تسلیم کر بھی لیے جائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہے تھے تو بھی اس سے معترض کا استدلال درست نہیں ہے اور نہ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر طعن ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت

[379] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3677

عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات سمجھانے کے لیے کہے تھے کہ آپ حضرات کے (فدک کی تولیت) مانگنے کا لب ولہجہ یہ بتا رہا ہے کہ میں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں نے (فدک کی تولیت آپ کو نہ دے کر) فیصلہ درست نہیں کیا تھا۔ تو گویا ہم اس فیصلے میں خائن ہوئے حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ ہم دونوں نے تو صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک پر عمل کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ کے مال کو آپ کے ورثاء میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا اور آپ دونوں (حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ) بھی اس بات کے معترف ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وارث نہیں بن سکتا۔

علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی رحمہ اللہ (ت676ھ) لکھتے ہیں:

وَمَا ذٰلِكَ إِلَّا لِأَنَّهُمْ فَهِمُوْا بِقَرِيْنَةِ الْحَالِ أَنَّهٗ تَكَلَّمَ بِمَا لَا يَعْتَقِدُ ظَاهِرَهٗ مُبَالَغَةً فِي الزَّجْرِ.[380]

ترجمہ: اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ) قرینہ حال سے یہ سمجھے ہوں کہ یہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) ایسی گفتگو کر رہے ہیں جو ان کے اعتقاد کے مطابق نہیں ہے، تو زجر و تنبیہ میں مبالغہ کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بات فرمائی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

[380] شرح مسلم للنووی: ج2 ص90 کتاب الجہاد، باب حکم الفیئ

اعتراض نمبر 19

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے میں شرکت نہیں کی

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العَبَسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمْ يَشْهَدَا دَفْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَا فِي الْأَنْصَارِ فَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَا. [381]

ترجمہ: ابن نُمَیر؛ھشام بن عروۃ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد (عروہ بن زبیر رحمہ اللہ) سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے وقت موجود نہیں تھے بلکہ وہ دونوں انصار کے پاس تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے واپس آنے سے پہلے دفن کیا جاچکا تھا۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ دونوں حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز، تکفین اور تدفین میں دونوں موجود نہیں تھے بلکہ حصولِ خلافت کے لیے سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے تھے۔ معاذ اللہ۔

جواب نمبر 1:

روایتِ بالا دو اعتبار سے حجت نہیں ہے:

1: سند کے اعتبار سے (کہ اس کی سند میں انقطاع ہے)

2: متن کے اعتبار سے (کہ اس کا متن شاذ ہے)

ذیل میں ہر ایک کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

---

[381] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 8 ص 572 باب ماجاء فی خلافۃ ابی بکر (طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

[1]: انقطاعِ سند

اس روایت کے مرکزی راوی حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ تابعی ہیں۔ ان کی ولادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے شروع میں ہوئی ہے۔ تو راوی کا مذکورہ واقعہ کے وقت موجود نہ ہونا اور اس روایت کا ان کے علاوہ کسی اور کا نقل نہ کرنا، اس روایت کے منقطع ہونے کی واضح دلیل ہے۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ بْنِ خُوَيْلِدٍ الْأَسَدِيُّ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْمَدَنِيُّ ثِقَةٌ فَقِيْهٌ مَشْهُوْرٌ مِنَ الثَّالِثَةِ مَاتَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِيْنَ عَلَى الصَّحِيْحِ وَمَوْلِدُهٗ فِيْ أَوَائِلِ خِلَافَةِ عُثْمَانَ. [382]

ترجمہ: عروہ بن زبیر بن عوام بن خویلد الاسدی ابو عبد اللہ المدنی ثقہ ہیں، مشہور فقیہ ہیں اور طبقہ ثالثہ میں سے ہیں۔ صحیح قول کے مطابق ان کی وفات سن 94 ہجری میں ہوئی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے شروع میں ان کی ولادت ہوئی ہے۔

ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی ابتداء 24 ہجری میں ہوئی ہے اور یہ واقعہ سن 11 ہجری کا ہے۔ تو گویا ولادت سے بھی تقریباً تیرہ سال پہلے کا واقعہ ذکر کر رہے ہیں۔ تو یہ سند کا انقطاع ہوا۔

[2]: متن کا شاذ ہونا

مذکورہ بالا منقطع روایت سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما تدفین کے وقت موجود نہیں تھے جبکہ دیگر صحیح اور متصل السند روایت موجود ہے جس سے شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پُر ملال کے وقت موجود ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَقْبَلَ عَلٰى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهٖ بِالسُّنُحِ حَتّٰى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتّٰى دَخَلَ

[382] تقریب التہذیب لابن حجر: ص 420 رقم الترجمۃ 4561

عَلٰی عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهٗ وَبَكٰى ثُمَّ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللهِ لَا يَجْمَعُ اللهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ الخ [383]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے جو مقامِ سُنح میں واقع تھا، گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، سواری سے اترے، مسجد کے اندر تشریف لائے، کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ بعد میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں تشریف لائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یمنی چادر اوڑھا دی گئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے کپڑے کو ہٹایا، تھوڑا سا نیچے جھکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور رونے لگے۔ پھر (آپ کو مخاطب بناتے ہوئے) کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں طاری نہیں کرے گا۔ (یعنی جو ایک موت آنی تھی وہ آ چکی، اب دوبارہ قبر میں آپ کو کبھی موت نہیں آئے گی بلکہ حیات ہی حیات حاصل رہے گی)

فائدہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دو گھر تھے۔ ایک گھر مسجدِ نبوی کے ساتھ تھا اور دوسرا مقامِ سُنح میں واقع تھا۔

فائدہ: اس کے علاوہ صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر کئی ایک ہدایات ارشاد فرمائیں جن کو تسلیم کیا گیا اور ان پر عمل بھی کیا گیا۔ مثلاً:

1: غسل دینے کا مرحلہ آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اقرباء (رشتہ دار) غسل دیں، یہ ان کا حق ہے۔

امام ابو بکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری رحمہ اللہ (ت 319ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: وَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ: عِنْدَكُمْ صَاحِبُكُمْ يَأْمُرُهُمْ أَنْ يَغْسِلُوْهُ بَنُوْ أَبِيْهِ." [384]

ترجمہ: راوی حدیث (سالم بن عبید) فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باہر نکلتے ہوئے کہا: تمہارے

---

[383] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4453

[384] الاوسط لابن المنذر: ج 5 ص 324 ذکر الدلیل علی ان عصبۃ المیت وقرابتہ احق

پاس تمہارے ساتھی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں"، اور آپ رضی اللہ عنہ انہیں یہ حکم دے رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے چچازاد (یعنی قریبی رشتہ دار) غسل دیں۔

غسل دینے والوں کا ذکر کرتے ہوئے مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) لکھتے ہیں:

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ غسل دے رہے تھے اور حضرت عباس اور ان کے دونوں صاحبزادے فضل اور قُثَم کروٹیں بدلتے تھے اور اسامہ اور شُقْرَان پانی ڈال رہے تھے۔" [385]

2: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کا مرحلہ پیش آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نے فرمایا تھا کہ میں نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ پیغمبر جس جگہ وفات پاتے ہیں ان کی تدفین وہیں ہوتی ہے۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوْا فِيْ دَفْنِهٖ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا نَسِيْتُهٗ قَالَ: مَا قَبَضَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ، ادْفِنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ. [386]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بارے میں اختلاف ہوا۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی تھی جسے میں کبھی نہیں بھولا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی روح قبض نہیں کی مگر اسی جگہ جہاں وہ پسند فرماتا ہے کہ اسے دفن کیا جائے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جگہ دفن کرو جہاں آپ کا بستر ہے۔

3: آپ رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ کی کیفیت اور ادائیگی کا طریقہ بیان فرمایا کہ ایک گروہ حجرہ مبارک میں داخل ہو گا، وہاں تکبیر کہے گا، درود پڑھے گا اور واپس آئے گا۔ پھر دوسرا گروہ جائے گا اور یہی کام کرے گا۔ آپ

[385] سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: ج3 ص183

[386] جامع الترمذی: رقم الحدیث 1018

صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ عام نماز جنازہ کی طرح نہیں ادا کی جائے گی۔

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالُوا: يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ! أَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالُوْا: كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ؟ قَالَ: يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُوْنَ وَيَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ ثُمَّ يَنْصَرِفُوْنَ وَيَجِيْءُ آخَرُوْنَ حَتّٰى يَفْرُغُوْا. [387]

ترجمہ: صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے رسول اللہ کے ساتھی! کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نمازِ جنازہ پڑھیں؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم کس طریقے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز پڑھیں؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (ایسا ہوگا کہ) ایک جماعت اندر آئے گی، وہ تکبیر کہے گی، دعا کرے گی اور درود پڑھے گی، پھر واپس چلی جائے گی۔ پھر دوسری جماعت آئے گی، یہاں تک کہ سب لوگ فارغ ہو جائیں۔

ان امور سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ؛ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل، جنازہ اور تدفین کے وقت وہاں موجود تھے اور مذکورہ ہدایات ارشاد فرماتے رہے اور اسی کے مطابق عمل ہوتا رہا۔

لہٰذا حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کی بیان کردہ روایت کا متن ان صحیح روایات کے مخالف ہونے کی وجہ سے شاذ ہے اور ناقابلِ اعتبار ہے۔

جواب نمبر2:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ ہمارے مروجہ طریق پر نہیں تھی بلکہ یہ نمازِ جنازہ ملائکہ، مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گروہ در گروہ پڑھی تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ تعداد اچھی خاصی تھی۔ ان کے جنازہ پڑھنے میں کافی وقت درکار تھا۔ اتنے وسیع وقت میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی جنازہ پڑھ لیا تھا جو سقیفہ بنو ساعدہ میں نامزدگی خلیفہ کے معاملہ پر گفتگو کر رہے تھے اور اسی اثناء میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نماز جنازہ

---

[387] المعجم الکبیر للطبرانی: ج6 ص162 رقم الحدیث 6243

پڑھتے رہے۔

امام ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر الدمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

لَمَّا كُفِّنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُضِعَ عَلَى سَرِيْرِهِ، دَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَمَعَهُمَا نَفَرٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ بِقَدْرِ مَا يَسَعُ الْبَيْتُ. فَقَالَا: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ! وَسَلَّمَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ كَمَا سَلَّمَ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ ثُمَّ صُفُّوْا صُفُوْفًا لَا يَؤُمُّهُمْ أَحَدٌ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَهُمَا فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ حِيَالَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَشْهَدُ أَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ وَنَصَحَ لِأُمَّتِهٖ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَتّٰى أَعَزَّ اللهُ دِيْنَهٗ .... فَيَقُوْلُ النَّاسُ: آمِيْنَ آمِيْنَ وَيَخْرُجُوْنَ وَيَدْخُلُ اٰخَرُوْنَ حَتّٰى صَلَّى الرِّجَالُ ثُمَّ النِّسَاءُ، ثُمَّ الصِّبْيَانُ.[388]

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دے دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار پائی پر تھے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہا: اے نبی! آپ پر سلام ہو اور آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ ان کے ساتھ مہاجرین کی اتنی تعداد تھی جتنی اس کمرے میں آسکتی تھی۔ انہوں نے بھی سلام کیا جس طرح حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا تھا، اور وہ سب صف میں کھڑے تھے۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہلی صف میں کھڑے تھے۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اے اللہ! ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی وہ انہوں نے ٹھیک طور پر پہنچائی اور انہوں نے اپنی امت کی خیر خواہی کی اور انہوں نے اللہ کے راستے میں جدوجہد کی حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دین کو قوت دی اور عزت عطا فرمائی......(اختصار کی خاطر ہم نے درمیان میں حدیث کے الفاظ کو حذف کیا ہے) اس کے بعد لوگوں نے کہا: آمین آمین۔ وہ چلے جاتے اور دوسرا (گروہ) داخل ہو جاتا یہاں تک کہ مردوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا کی، پھر عورتوں نے اور لڑکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا کی۔

---

[388] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص278 باب کیفیۃ الصلوۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم

شبہ:

ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ جنازہ میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما شریک تھے لیکن جنازہ کو چھوڑ کر خلافت کی طرف متوجہ ہو گئے حالانکہ جنازہ؛ خلافت سے زیادہ اہم تھا۔

جواب:

مسئلہ خلافت؛ دین کا بہت اہم اور بنیادی مسئلہ ہے جس پر نفاذِ دین کا مدار ہے۔ نظامِ خلافت کا نفاذ وہ بنیادی چیز تھی جس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تھا، یہ کوئی عام اور معمولی کام نہ تھا۔ نیز نظامِ خلافت ہی سے مسلمانوں کا اتحاد قائم رکھا جا سکتا ہے اور دشمنوں کی سازشوں اور حملوں سے سلطنتِ اسلامی کی حفاظت ہوتی ہے۔ اس لیے حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم جو خلافت کے مسئلہ پر گفتگو کرنے اور خلیفہ کی نامزدگی میں شریک رہے وہ تمام حضرات دین کے ایک اہم اور بنیادی کام میں شریک رہے اور یہ اسلام کا ہی کام تھا۔

مزید یہ ہے کہ غسل، تجہیز و تکفین، جنازہ اور تدفین کے مراحل میں حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بنفسِ نفیس شریک رہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موقع بہ موقع ہدایات بھی ارشاد فرماتے رہے۔ چونکہ ان امور کے لیے وقت وسیع تھا اس لیے ان امور کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ مسئلہ خلافت جیسے اہم کام پر بھی گفتگو جاری رہی۔ کسی ایک کام کی وجہ سے دوسرا کام متاثر نہیں ہوا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

اعتراض نمبر 20

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں شرکت نہیں کی

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا.[389]

ترجمہ: حضرت عروہ رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ... کی جب وفات ہوئی تو ان کے خاوند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں رات میں دفن کر دیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع نہیں دی اور ان کی نماز جنازہ پڑھ لی۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کی خبر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نہ دی جس کی بنا پر وہ جنازے میں شریک نہ ہوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی آپس میں کوئی رنجش تھی۔

جواب:

اس اعتراض کی بنیاد دو باتوں پر ہے:

1: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی خبر نہیں دی تھی۔

2: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شرکت نہیں کی تھی۔

دونوں باتیں بے بنیاد ہیں۔ ہر ایک کی وضاحت یہ ہے:

---

[389] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4240

[1]: اطلاع نہ دینے کی وجہ

اطلاع نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ اس سانحہ کی اطلاع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مل چکی ہو گی۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا؛ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری میں شریک تھیں۔ ظاہر ہے کہ جب وفات ہوئی تو بیوی کے ذریعے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع یقیناً مل چکی ہو گی۔

شارح بخاری حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَلَعَلَّهُ لَمْ يُعْلِمْ أَبَا بَكْرٍ بِمَوْتِهَا لِأَنَّهُ ظَنَّ أَنَّ ذٰلِكَ لَا يَخْفٰى عَنْهُ وَلَيْسَ فِي الْخَبَرِ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَعْلَمْ بِمَوْتِهَا وَلَا صَلّٰى عَلَيْهَا. [390]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی خبر اس لیے نہیں پہنچائی کہ شاید وہ یقین کرتے تھے کہ یہ سانحہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مخفی نہیں رہا ہو گا، اور اس روایت میں ایسی کوئی چیز نہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا علم ہی نہ ہوا تھا اور آپ نے ان کا جنازہ ہی نہیں پڑھا تھا۔

[2]: جنازے میں شرکت

رہی یہ بات کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنازے میں شرکت نہیں کی تو یہ سراسر بہتان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے شرکت کی ہے۔ اس پر حوالہ ملاحظہ ہو:

امام ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد محب الدین الطبری رحمہ اللہ (ت 694ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَالِكٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ: مَاتَتْ فَاطِمَةُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَحَضَرَهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَالزُّبَيْرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ. [391]

---

[390] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص618 کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر

[391] الرياض النضرة في مناقب العشرة: ج1 ص82 ذكر اختصاصاته بالصلاة إماماً على فاطمة

ترجمہ: حضرت علی بن حسین سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات مغرب و عشاء کے درمیان ہوئی تو حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین جنازہ کے لیے آئے۔

بلکہ ایک روایت کے مطابق نہ صرف یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شرکت کی بلکہ جنازہ بھی خود پڑھایا ہے۔

علامہ علاء الدین علی بن حسام الدین الھندی رحمہ اللہ (ت 975ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: مَاتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ لِيُصَلُّوْا فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ: تَقَدَّمْ! فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِأَتَقَدَّمَ وَأَنْتَ خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فَصَلّٰى عَلَيْهَا. [392]

ترجمہ: امام جعفر بن محمد رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت محمد باقر رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، تو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جنازہ پڑھنے آئے، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: آگے بڑھیں (اور جنازہ پڑھائیں)، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آگے نہیں بڑھوں گا اس لیے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور جنازہ پڑھایا۔

[392] کنز العمال لعلی المتقی: ج12 ص231 رقم الحدیث 35672

اعتراض نمبر 21

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل نہ تھے

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: عَلِيٌّ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ. [393]

ترجمہ: حضرت حُبشی بن جُنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔

اعتراض:

اس حدیث مبارک کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ہی ذات ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بلا فصل بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، نہ کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو۔

جواب نمبر 1:

یہ حدیث مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فصل ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ اس جیسی تعبیر کا معنی یہ ہوتا ہے کہ ہمارا راستہ ایک ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں متفق ہیں۔

علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ) مَعْنَاهُ الْمُبَالَغَةُ فِي اتِّحَادِ طَرِيْقَتِهِمَا، وَاتِّفَاقِهِمَا فِي طَاعَةِ اللهِ تَعَالٰى. [394]

---

[393] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 119

[394] شرح مسلم للنووی: ج2 ص295 کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم، باب فی فضائل جلیبیب رضی اللہ عنہ

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان "یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں" کا معنی اس بات کو مبالغہ کے ساتھ بیان کرنا ہے کہ ہم دونوں کا راستہ ایک ہے اور ہم دونوں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں متفق ہیں۔

جواب نمبر 2:

اس فرمان کا معنیٰ یہ ہے کہ ہمارا خاندان ایک ہے۔ "علی مجھ سے ہیں" یعنی میرے خاندان سے ہیں۔

جواب نمبر 3:

اس فرمان کا معنیٰ یہ ہے کہ علی میری اتباع کرنے والوں میں سے ہیں، اس لیے کہ "مِنِّيْ" کا لفظ متبعین کے لیے بھی قرآن میں استعمال ہوا ہے، ذیل میں دو آیات ملاحظہ ہوں:

1: ﴿فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ﴾ [395]

ترجمہ: جب طالوت (بادشاہ) فوجیں لے کر نکلا اور کہا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ایک نہر کے ذریعے آپ لوگوں کی آزمائش کرنے والا ہے۔ جس نے اس نہر کا پانی پیا وہ میرا نہیں اور جس نے اسے نہ چکھا یقیناً وہ میرا ہے۔

2: ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [396]

ترجمہ: (حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) اے میرے پروردگار! انہی بتوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے (یعنی گمراہی کا سبب بنے ہوئے ہیں) جو میری بات مانے گا تو وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے گا (اس کا معاملہ آپ کے سپرد ہے چاہیں تو عذاب دیں چاہیں تو انہیں ہدایت کی توفیق دے دیں اور آپ سے امید یہی ہے کہ آپ انہیں ہدایت کی توفیق عطا فرمائیں گے کیونکہ) آپ بہت زیادہ بخشنے والے ہیں (بخشنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ) بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

---

[395] سورۃ البقرۃ:249

[396] سورۃ ابراہیم:36

فائدہ: مذکورہ آیت کا معنی یہ نہیں کہ میرے متبعین اور میں ایک ہی ذات بن گئے ہیں بلکہ معنی یہ ہے کہ میری بات ماننے والے اور میری اتباع کرنے والے ہیں۔

جواب نمبر4:

اسی طرح کے الفاظ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے لیے بھی ملتے ہیں۔ تو کیا ان میں سے ہر ایک کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عین (ایک ہی ذات) قرار دے کر خلیفہ بلا فصل تسلیم کر لیا جائے گا؟ چند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں:

1: حضرت عباس رضی اللہ عنہ

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْعَبَّاسُ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ." [397]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں۔

2: حضرت حسین رضی اللہ عنہ

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا." [398]

ترجمہ: حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت فرماتے ہیں جو حسین سے محبت کرتا ہے (یعنی جو

---

[397] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3759

[398] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3775

شخص دعویٰ محبت میں عملاً سچا ہو)۔

3: حضرت جُلَیْبِیب رضی اللہ عنہ

امام مسلم بن حجاج القشیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ فِي مَغْزًى لَهُ، فَأَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟" قَالُوا: نَعَمْ، فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟" قَالُوا: نَعَمْ، فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟" قَالُوا: لَا، قَالَ: لَكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا، فَاطْلُبُوهُ." فَطُلِبَ فِي الْقَتْلَى، فَوَجَدُوهُ إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَتَلُوهُ، فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: قَتَلَ سَبْعَةً، ثُمَّ قَتَلُوهُ، هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ."
[399]

ترجمہ: حضرت ابو بَرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں شریک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ میں آپ کو مال عطا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کیا تم لوگ اپنے میں سے کسی کو غائب تو نہیں پاتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں! فلاں فلاں فلاں شخص غائب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ (ان کے علاوہ) کوئی اور تو غائب نہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر جائزہ لیا تو مذکورہ لوگوں کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی غائب تھے) انہوں نے جواب دیا کہ فلاں فلاں غائب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا کہ (ان کے علاوہ) کوئی اور تو غائب نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جُلَیْبِیب نظر نہیں آرہا۔ انہیں تلاش کرو! چنانچہ انہیں مقتولین کے اندر تلاش کیا گیا تو ان کی لاش کو (کفار کی) سات لاشوں کے پاس پایا جنہیں حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا تھا۔ ان سات کو قتل کر کے خود بھی شہید ہو چکے تھے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو کر فرمایا: اس (جلیبیب رضی اللہ عنہ) نے سات (کافروں) کو قتل کیا، پھر کفار نے انہیں شہید کر

---

[399] صحیح مسلم: رقم الحدیث 6358

دیا۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ (یہ جملہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا)

4: یمنی اشعریین

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ مُوسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ." [400]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (اشعریین اور اہلِ یمن) کے بارے میں فرمایا: وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ مُوسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الْأَشْعَرِيِّيْنَ إِذَا أَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِيْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ." [401]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قبیلہ اشعر کے لوگ جہاد میں (مشغولیت کی وجہ سے کچھ کما نہیں سکتے اور) ضرورت مند بن جاتے ہیں یا مدینہ منورہ میں ان کے اہل وعیال کے پاس کھانا کم رہ جاتا ہے تو سب لوگ اپنا اپنا موجودہ کھانے پینے کا سامان ایک کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں، پھر آپس میں ایک پیمانے سے برابر تقسیم کر لیتے ہیں (ان کے اس جذبہ خیر خواہی اور بوقت حاجت مساوات والے عمل سے میں اتنا خوش ہوں کہ) وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

جواب نمبر5:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل اس وجہ سے مانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنی حیات مبارکہ ہی میں ایسے بہت سے اشارات فرما دیے تھے جن سے واضح ہوتا تھا

---

[400] صحیح البخاری: کتاب المغازی بَاب قُدُومِ الْأَشْعَرِيِّينَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ

[401] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2486

کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ؛ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بھی آپ کے نائب ہیں اور آپ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی آپ کے نائب ہوں گے۔ انہی اشارات کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجماعی طور پر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل نامزد کیا۔ وہ اشارات یہ ہیں:

☼ آپ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر ہجرت میں ساتھ لینا۔

☼ آپ رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کے لیے منتخب کرنا۔

☼ اپنے بعد مسائل کے حل کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کا حکم دینا۔

☼ آپ رضی اللہ عنہ کو 9 ہجری میں حج کے لئے امیر مقرر کرنا۔

☼ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد زکوٰۃ کی وصولی کا حقدار قرار دینا۔

☼ وفات سے کچھ دن قبل مسجد نبوی میں کھلنے والی کھڑکیوں میں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے علاوہ باقی سب کی کھڑکیاں بند کروا دینا۔

انہی اشارات کی بنیاد پر امت نے اجماعی طور پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل تسلیم کیا ہے۔ آپ کی خلافت پر مستقل کئی تصریحات موجود ہیں۔ ذیل میں چند تصریحات پیش کی جاتی ہیں:

1: امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَنُثْبِتُ الْخِلَافَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلًا لِأَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَفْضِيْلًا لَهٗ وَتَقْدِيْمًا عَلٰى جَمِيْعِ الْأُمَّةِ ثُمَّ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالْأَئِمَّةُ الْمُهْتَدُوْنَ الَّذِيْنَ قَضَوْا بِالْحَقِّ وَكَانُوْا بِهٖ يَعْدِلُوْنَ. [402]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت مانتے ہیں کیونکہ آپ ہی پوری امت میں سب سے افضل اور مقدم ہیں۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے،

---

[402] العقیدۃ الطحاویۃ: ص32

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے، پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے مانتے ہیں۔ یہی چار خلفاء راشدین اور ہدایت یافتہ امام ہیں جنھوں نے برحق فیصلے کیے اور حق وراستی سے اپنی ذمہ داریاں نبھائی۔

2: امام ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس بن المنذر الحنظلی الرازی (ت 327ھ) لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ثنا أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ: سَمِعْتُ خَالِيْ يَعْنِيْ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْحَمِيْدِ الْمِصْرِيَّ يَقُوْلُ: "أَرٰى وِلَايَةَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِيْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. يَقُوْلُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ﴾ الْآيَةَ". [403]

ترجمہ: عبد الرحمٰن بن عبد الحمید المصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کتاب اللہ میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت دیکھ رہا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ﴾ (یعنی اس آیت سے ان کی خلافت ثابت ہے)

3: امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجری البغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) لکھتے ہیں:

بَابُ بَيَانِ خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ رَحِمَهُ اللهُ: اعْلَمُوْا رَحِمَنَا اللهُ وَإِيَّاكُمْ أَنَّهُ لَمْ يَخْتَلِفْ مَنْ شَمِلَهُ الْإِسْلَامُ وَأَذَاقَهُ اللهُ الْكَرِيْمُ طَعْمَ الْإِيْمَانِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ خَلِيْفَةً بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، لَا يَجُوْزُ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَقُوْلَ غَيْرَ هٰذَا وَذٰلِكَ لِدَلَائِلَ خَصَّهُ اللهُ الْكَرِيْمُ بِهَا، وَخَصَّهُ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَيَاتِهِ، وَأَمَرَ بِهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ؛ [404]

ترجمہ: یہ باب ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے بارے میں۔ محمد بن حسین رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہم پر اور آپ پر رحم فرمائے (یہ دعائیہ جملہ ہے) جان لیجیے! جو لوگ اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے، اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کا مزا چکھایا، ان میں سے کسی کا بھی اس بات پر

---

[403] تفسیر ابن ابی حاتم: ج6 ص387 تحت سورۃ النور، رقم الآیۃ 55

[404] الشریعۃ للآجری: ص441

اختلاف نہیں (بلکہ سب کا اجماع ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کے خلاف عقیدہ رکھے، کیونکہ بہت سے واضح دلائل موجود ہیں جن میں اللہ کریم نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ان کی زندگی میں بھی ممتاز فرمایا، اور وفات کے بعد بھی اس بات (خلافت سنبھالنے) کا حکم فرمایا۔

4: امام ابو حفص عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن محمد النسفی ثم السمرقندی رحمہ اللہ (ت 537ھ) لکھتے ہیں:

وَأَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِيِّنَا أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ عُثْمَانُ ذُو النُّوْرَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ عَلِيٌّ الْمُرْتَضٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَخِلَافَتُهُمْ ثَابِتَةٌ عَلٰى هٰذَا التَّرْتِيْبِ أَيْضًا. [405]

ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد سب سے افضل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد سب سے افضل حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد سب سے افضل حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان چار حضرات کی خلافت کی بھی یہی ترتیب ہے۔

5: امام ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابو صالح عبد اللہ جیلانی البغدادی (ت 561ھ) لکھتے ہیں:

وَأَفْضَلُ الْأَرْبَعَةِ؛ أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَلِهٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ الْخِلَافَةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً وَلِيَ مِنْهُمْ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَنَتَيْنِ وَشَيْئًا، وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَشْرًا وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سِتًّا، ثُمَّ وَلِيَهَا مُعَاوِيَةُ تِسْعَ عَشْرَةَ سَنَةً وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ وَلَّاهُ عُمَرُ الْإِمَارَةَ عَلٰى أَهْلِ الشَّامِ عِشْرِيْنَ سَنَةً، وَخِلَافَةُ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ كَانَتْ بِاخْتِيَارِ الصَّحَابَةِ وَاتِّفَاقِهِمْ وَرِضَاهُمْ وَلِفَضْلِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِيْ

[405] العقائد النسفیۃ: ص 25

عَصْرِهٖ وَزَمَانِهٖ عَلٰى مَنْ سِوَاهُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَمْ تَكُنْ بِالسَّيْفِ وَالْقَهْرِ وَالْغَلَبَةِ وَالْأَخْذِ مِمَّنْ هُوَ أَفْضَلُ مِنْهُ، وَأَمَّا خِلَافَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَبِاتِّفَاقِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ.[406]

ترجمہ: ان چاروں خلفائے راشدین میں سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ خلافت تیس سال رہی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال اور کچھ مہینے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دس سال، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بارہ سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چھ سال رہی۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، جو انیس سال رہے اور اس سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کا گورنر مقرر کیا تھا جس کی مدت بیس سال تھی۔ چاروں خلفائے راشدین کی خلافت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی مشورے، اتفاقِ رائے اور رضامندی سے ہوئی، اور ان میں سے ہر ایک اپنے زمانے میں دوسرے تمام صحابہ سے افضل تھا۔ ان کی خلافت تلوار، زبردستی، غلبے یا کسی افضل شخصیت سے چھین کر حاصل نہیں کی گئی تھی۔ بہر حال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت مہاجرین اور انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کے باہمی اتفاق سے وجود میں آئی۔

6: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ زَمْعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ بِالصَّلَاةِ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ غَائِبًا فَتَقَدَّمَ عُمَرُ فَصَلّٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا، لَا، لَا، يَأْبَى اللهُ وَالْمُسْلِمُوْنَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ أَبُوْ بَكْرٍ".

وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ: كَبَّرَ عُمَرُ فَسَمِعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكْبِيْرَهٗ فَأَطْلَعَ رَأْسَهٗ مُغْضَبًا، فَقَالَ: "أَيْنَ ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ؟"، قَالَ الْعُلَمَاءُ: فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَوْضَحُ دَلَالَةٍ عَلٰى أَنَّ الصِّدِّيْقَ أَفْضَلُ الصَّحَابَةِ عَلَى الْإِطْلَاقِ وَأَحَقُّهُمْ بِالْخِلَافَةِ، وَأَوْلَاهُمْ بِالْإِمَامَةِ.[407]

ترجمہ: حضرت ابنِ زمعہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حالتِ مرض میں)

---

[406] الغنیۃ لطالبی طریق الحق: ج 1 ص 110

[407] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص 48 فصل فی الاحادیث والآیات المشیرۃ الی خلافتہ وکلام الائمۃ فی ذلک

لوگوں کو نماز کا حکم دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس وقت موجود نہ تھے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، نہیں، نہیں! اللہ اور مسلمان ابو بکر کے سوا کسی کو قبول نہیں کریں گے۔ ابو بکر ہی لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تکبیر سنی تو غصے کی حالت میں اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا: ابو قحافہ کا بیٹا کہاں ہے؟ علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تمام صحابہ میں علی الاطلاق افضل ہونے، خلافت کا سب سے زیادہ حق دار ہونے اور امامت کے لیے سب سے زیادہ لائق ہونے پر واضح دلیل ہے۔

7: ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت1014ھ) فرماتے ہیں:

(فَإِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ)، أَيْ فَإِنَّهُ خَلِيْفَتِيْ مُطْلَقًا أَوْ وَصِيِّيْ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ، وَالْأَوَّلُ أَظْهَرُ. [408]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "پھر اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس چلی جانا" کا مطلب یہ ہے کہ وہ میرا مطلقاً خلیفہ ہو گا یا اس معاملے میں وہ میرا وصی ہو گا۔ پہلا معنی (یعنی مطلق خلیفہ ہو گا) زیادہ ظاہر (راجح) ہے۔

8: امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (ت1176ھ) لکھتے ہیں:

وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ إِمَامٌ حَقٌّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ. [409]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق ہیں، پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جواب نمبر 6:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلیفہ کی تقرری کے موقع پر نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

---

[408] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج11 ص168 کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ، الفصل الاول

[409] العقیدۃ الحسنۃ: ص24

حدیثِ بالا کو پیش کیا اور نہ ہی اہلِ بیت کے افراد میں سے کسی اور فرد نے اس حدیث کو پیش کیا، تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بشمول اہلِ بیت کے دیگر افراد کے اس حدیث کا یہ مطلب اور معنی نہیں سمجھتے تھے جو معترض نے سمجھا ہے، بلکہ انہوں نے تو خود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے، ان کی خلافت کو برحق مان کر، اور ان کے دورِ خلافت میں کسی قسم کی مخالفت نہ کر کے اس بات کا واضح ثبوت دیا کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ برحق اور بلا فصل تسلیم کرتے تھے۔ اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1:　امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ قَالَ: لَمَّا بُوْيِعَ أَبُوْ بَكْرٍ فَبَايَعَهُ عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهُ، قَامَ ثَلَاثًا يَسْتَقِيْلُ النَّاسَ، يَقُوْلُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ أَقَلْتُكُمْ بَيْعَتَكُمْ هَلْ مِنْ كَارِهٍ؟ فَيَقُوْمُ عَلِيٌّ فِيْ أَوَائِلِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَا نُقِيْلُكَ وَلَا نَسْتَقِيلُكَ أَبَدًا قَدَّمَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُصَلِّي بِالنَّاسِ فَمَنْ ذَا يُؤَخِّرُكَ؟ [410]

ترجمہ:　ابو الجحاف بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت کی گئی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب نے بھی بیعت کی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تین دن تک لوگوں میں کھڑے ہو کر کہتے رہے کہ اے لوگو! میں نے تمہیں اختیار دیا، کیا کوئی ایسا ہے جو میری خلافت کو ناپسند کرتا ہو؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے پہلے کھڑے ہوتے اور کہتے: اللہ کی قسم! نہ ہم آپ کو معزول کریں گے اور نہ ہی آپ سے اس کی درخواست کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے آگے کیا تو پھر کون آپ کو پیچھے کر سکتا ہے؟

2:　امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم النیشابوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، قَالَ: قِيْلَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَلَا تَسْتَخْلِفُ عَلَيْنَا؟ قَالَ: مَا اسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْتَخْلِفَ وَلٰكِنْ إِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِالنَّاسِ خَيْرًا فَسَيَجْمَعُهُمْ

---

[410]　فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم لاحمد بن حنبل: ص162 رقم الحدیث 102

بَعْدِيْ عَلٰى خَيْرِهِمْ كَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ عَلٰى خَيْرِهِمْ. [411]

ترجمہ: ابو وائل بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا آپ خلیفہ کا تقرر نہیں کریں گے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تو میں کیسے کروں؟ البتہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے بھلائی کا ارادہ فرمائیں تو وہ میرے بعد اُنہیں اُن میں سے بہترین شخص پر جمع کر دے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں کو بہترین شخص (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) پر جمع کر دیا تھا۔

3: امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) لکھتے ہیں:

أَخْبَرَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْهُذَلِيِّ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ لَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَظَرْنَا فِيْ أَمْرِنَا فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ فَرَضِيْنَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِدِيْنِنَا فَقَدَّمْنَا أَبَا بَكْرٍ. [412]

جواب نمبر 7:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع ہے۔ ذیل میں چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم النیشابوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَجْمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَخْلَفُوْا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [413]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کرنے پر اجماع کر لیا۔

---

[411] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص29 رقم الحدیث 4524

[412] الطبقات الکبریٰ: ج3 ص136 ترجمۃ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

[413] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص31 رقم الحدیث 4532

2: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْإِجْمَاعَ انْعَقَدَ بِآخِرَةٍ بَيْنَ أَهْلِ السُّنَّةِ أَنَّ تَرْتِيبَهُمْ فِي الْفَضْلِ كَتَرْتِيبِهِمْ فِي الْخِلَافَةِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ. [414]

ترجمہ: تمام اھل السنۃ کا اس بات پر اجماع منعقد ہو گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں افضلیت کی ترتیب وہی ہے جو خلافت کی ترتیب ہے۔

3: شیخ احمد بن ابی سعید بن عبد اللہ بن عبد الرزاق الحنفی المعروف "ملا جیون" رحمہ اللہ (ت1130) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع قولی کی مثال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَمِنْهُ الْإِجْمَاعُ عَلَى خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [415]

ترجمہ: (اجماع قولی کی مثالوں میں سے ایک) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع کا ہونا ہے۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

[414] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص43 کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت متخذا خلیلًا الخ

[415] نور الانوار: ص234

یادداشت

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

یادداشت

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....